کلام الملوک و

شاہنشاہ حقیقی کے فضل و کرم سے اِن ایام نضارت انضمام کے

مین انتخاب لاجواب کلیات غزلیات افخر السلاطین اشہر و اکبر

منتخب کلیات ظفر

من تصانیف شریف سلالۂ دودمان خلاصۂ خاندان چراغ دودۂ صاحبقرانی زیب افزاے سریر

گورکانی خسرو اقلیم سخن ذی المجد و العظمت حضرت ابو ظفر محمد سراج الدین شہنشاہ دہلی علیہ الرحمۃ و الرواۃ المغفر

مطبع منشی نولکشور کانپور مین بھگوان دیال ایجنٹ نے چھاپا اور شایع کیا

33
891.4391
ظف ر

فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے
بتے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب
دواوین اُردو و کتب قصہ جات نثر و چند کتب فسانہ نظم درج کرتی
ی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

دواوین اردو

غ شاعر نامی بذلہ سنج
ص عہد نواب سعادت علیخان مین
مرب حاضر جواب تھے۔

کلیات نساخ۔ عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل
ہین۔ ۱۔ شاہد عشرت۔ ۲۔ سخن شعرا۔ ۳۔ اشعار نساخ۔ ۴۔
مرغوب دل۔ ۵۔ دفتر بیمثال۔ ۶۔ گنج تواریخ۔ ۷۔
چشمہ فیض۔ ۸۔ قند پارسی۔ ۹۔ زبان ریختہ۔ ۱۰۔
قطعہ منتخب از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبدالغفور خان بہادر

شاہد عشرت "
سخن شعرا "
اشعار نساخ "
مرغوب دل "
دفتر بیمثال "
گنج تواریخ "
زبان ریختہ "
قطعہ منتخب "

کلیات سودا۔ قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات
از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا۔

کلیات نظیر۔ اکبرآبادی۔

کلیات تراب۔ مجموعہ جسمین چند کتاب ہین۔ ۱۔ دیوان
۲۔ مثنوی عاشق صنم۔ ۳۔ کھٹمل نامہ۔ ۴۔ شجرہ قادریہ

کلیات صنعت۔ کلام شاعر مستند میان کریم الدین
صنعت۔

کلیات ناسخ۔ دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر

شیخ امام بخش شاعر مستند لکھنوی۔

کلیات آتش۔ طبعزاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی آتش
لکھنوی معاصر ناسخ۔

کلیات نظام۔ کلام سخنور خوش فکر نواب مرزا فعلیخان بہادر

کلیات تسلیم۔ جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری
زبان آور بلند خیال منشی میر اسد تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی

کلیات میر تقی۔ استاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر
ثانی مکرر چھپا۔

کلیات ظفر۔ کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین۔

کلیات مومن۔ جدید الطبع۔

بہارستان سخن۔ اسمین تین استادون کا کلام ہی طرح
و ہمقافیہ غزلین۔ ۱ شیخ امام بخش ناسخ۔ ۲۔ خواجہ
حیدر علی آتش۔ ۳۔ مہدی حسین خان۔ آباد بڑے معرکہ
کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہی بہمدگر
ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہے۔

دیوان گویا۔ از طبع زاد رسالدار فقیر محمد خان
گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر استاد
نازک خیالی۔

دیوان امیر۔ خرد طبعزاد سید امیر الدین امیر۔

دیوان رند۔ سمے بہ گلدستۂ عشق کلام نواب
سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

دیوان فدا۔ از موج خیزی طبع وقاد مولوی فدا
حسین وکیل عدالت دیوانی۔

دیوان غافل۔ کلام سخنور ہمپایۂ آتش و ناسخ
سنور خان غافل۔

دیوان ذوق۔ از نتیجۂ فکر سخن گو عالی خیال

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

منتخب کلیات

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بطبع مزین ہوا

2807

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف جلد اول

مقدور کسکو حمد خدای جلیل کا
اسجا پہ بیزبان ہی دہن قال و قیل کا

پانی مین اوسنے راہبری کی کلیم کی
آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اوسکی مدد سی فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبے پہ اصحاب فیل کا

پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق
پل جسکی ساق پا سی بنا رود نیل کا

پھرتا ہی اوسکی حکم سی گردون یہ رات دن
چلتا ہی یان عمل کوئی جبر ثقیل کا

بلوایا اپنی دوست کو اوسنی وہان جہان
مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کیا پای کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وان عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

مژدہ ای دل کہ مری پاس وہ یار آویگا
خاک رہ اوسکی بنونگا وہ سوار آویگا

اسلیے صید گہ عشق مین ہم صید بنے
کہ کبھی صید فگن بہر شکار آویگا

سنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا
ہای افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا

کشتۂ ناز کی افسوس جنازے پہ ذرا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا

چارہ گر کی نہین تقصیر بہت کی تدبیر
کارگر زخم جو مرہم نہوا پر نہوا

سنکے نالون کو مرے ہو گئے پتھر پانی
سر مژگان بھی ترا نم نہوا پر نہوا

مثل نی آگیا دم ناک مین اپنا لیکن
یار اپنا کبھی ہمدم نہوا پر نہوا

میر بجانب سے پڑی سخت گرہ دلمین ترے
سست پیمان ترا محکم نہوا پر نہوا

ہون وہ آزاد کہ جون سرو کسیکی خاطر
قد تعظیم مرا خم نہوا پر نہوا

رات ہمسایون نے اوٹھ اوٹھکے دعائین مانگین
شور و نالہ مرا مدھم نہوا پر نہوا

جہد کی صانع قدرت نے ولے تیرا سا
کسی مخلوق پہ عالم نہوا پر نہوا

کھلکھلا کے ہنسے گلشن مین ہزارون غنچے
دل ہمارا خوش و خرم نہوا پر نہوا

اے ظفر دیکھئے عقبیٰ مین ہو کیا حال اپنا
چین دنیا مین تو اک دم نہوا پر نہوا

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسی کا
آخر ہے کوئی روز مین یان کام کسیکا

دین جان تو ہم غیر کو دو بوسہ ستم ہے
لیجاے کوئی اور ہوا نام کسیکا

اوس چشم کی گردش سے ہو دل کیونکہ نہ برباد
گھر چھوڑے ہے کب گردش ایام کسیکا

وہ کرتے ہین آرام سدا غیر کے گھر مین
کیا کام اونھین جاے ہو آرام کسیکا

شب ہالۂ مہ رشک سے گردون پہ نہ نکلا
چھلا جو پڑا دیکھا لب بام کسی کا

صورت ہی بتون کی عجب اللہ کی قدرت
ہر جلوہ مین اک اور ہی جلوہ نظر آیا

گر فکر مین ہو راہ کی توشہ کا کرو فکر
ای غافلو نزدیک ہی روز سفر آیا

باندھی تری ہاتھون مین جو کل غیر نے مہندی
آنکھون مین میرے دیکھ کے لوہو اوتر آیا

لوٹیگا پڑا خاک کے بستر پہ وہ تا حشر
آرام کی گٹھری کو جو ہستی مین دھر آیا

کیا حرف زبان پر تری آیا تھا کہ ای شمع
گلگیر تری سر پہ جو منھ کھول کر آیا

کیا جانے بنی قیس پہ کیا دشت جنون مین
جو خاک بسر آج بگولا نظر آیا

اک ہم ہی نہین بیخبر آئی ہین جہان مین
جو آیا جہان مین ہی سو وہ بیخبر آیا

مین شرم سی عصیان کی ہوا سر بگریبان
جسوقت خیال آیا ادھر کا ظفر آیا

اس در پہ جو سر مار کے روتا کوئی ہوتا
تو بستر راحت پہ نہ سوتا کوئی ہوتا

کسکا فلک اول و ہفتم کہ مرا اشک
اک آنکھ جھپکتے مین ڈبوتا کوئی ہوتا

یہ دل ہی تھا نادان کہ تری زلف سی الجھا
یون اپنے لیے خار نہ بوتا کوئی ہوتا

بلبل بھی تھی جان باختہ پروانہ بھی جانباز
پر میری طرح جان نہ کھوتا کوئی ہوتا

لالے کی بھی کام آتا صبا گر یہ شبنم
گر داغ جگر اشک سی دھوتا کوئی ہوتا

ہم بھی گل لخت جگر اپنے اوسی دیتے
یہ پھول جو بالون مین پروتا کوئی ہوتا

منائی مین اتنا تو نہ گھبراتا ظفر مین
دل گرچہ مرے پاس نہ ہوتا کوئی ہوتا

درد سر تم جو بتاتے ہو نصیب اعدا
درد دل آپ کو عاشق نے ستایا ہوگا

در پے قتل نہین میرے وہ قاتل اے دل
تیغ ابرو کو جو کھینچا تو ڈرایا ہوگا

بیخطا تو نہین ہوتے ہین ظفر وہ برہم
زلف کو ہاتھ کہین تو نے لگایا ہوگا

زلف مین بل اور کاکل پر خم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
وہ ہوئی سرکش یہ ہوئی برہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

دلکو پیچ و تاب الم ہے دود جگر پیچیدہ دم سے
دیکھ تو کیسا عشق مین ہمدم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

پیچ سے وہ کرتا یاری باتین اوسکی پیچ کی ساری
نکلین اوسکی پیچ سے کیا ہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

دل تو کمند غم مین پھنسا ہے جان اسیر دام بلا ہے
عشق کے ہاتھون ناک مین دم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

یار نے جب اک پنجہ سجکر باندھا پھر نہ پیچ کو سر پر
ہو گیا اپنا اور ہی عالم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

دونون طرف کو تار نظر کے کھینچتے ہین دل دونو نظر سے
خوب پتنگون مین ہے باہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

موت نے آکر ٹھوکا خم تو بھول گیا وہ کشتی اوسدم
یون تو بڑا اور سب رستم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

زلف نے کھلکر پیچ یہ ماری پیچ مین لائی دلکو ہماری
چوٹی کھلی تو اور بھی اوسدم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

جبکہ فتح پیچ اوسنے سر پر گوندھ کے باندھا جوڑا کافر
دل نے جانا آج مسلم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

عشق ظفر ہے گورکھ دھندا اوسکے کھولے پیچ کوئی کیا
ایک کھلا تو دوسرا محکم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

اشک کا قطرہ فقط کیا صاف گوہر سا بنا
بلکہ لخت دل یہ ہے یاقوت احمر سا بنا

صبحدم گلشن مین آیا می کشی کو کیا وہ گل
ہر گل لالہ جو ہے یکدست ساغر سا بنا

نام سی کام نکلتا نہین بے جوہر اصل
تل سے عارض کے نہ ہرگز کبھی روغن نکلا

خون عاشق کا ہی گلگونہ تری عارض کو
قتل ہونے سے ہماری ترا جوبن نکلا

چارہ گر بھر نہ سکے میری جگر کے ناسور
ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

اے ظفر نالہ دل نے ترے کچھ کی تاثیر
گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

سر تلک دست ستم جو ہین ترا قاتل بڑھا
خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

مت گھٹا دلکو مرے بوسہ مجھے چپکے سی دی
قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات ای جاہل بڑھا

ہر بھنور عکس رخ روشن سے بنجاوی قمر
مہ جبین منھ کو ذرا اپنے ساحل بڑھا

دلکو تو کر اپنے دولت سی قناعت کی غنی
بس بہت دست ہوس اپنا نہ ای غافل بڑھا

وادی مجنون کی ای لیلی ہی کیا دلکش زمین
اک قدم ہرگز نہ آگے ناقہ محمل بڑھا

کوئی دم ہی بحر ہستی مین ابھی تو ای حباب
حبس دم کی بڑھ سکے کثرت تو جون شاغل بڑھا

جب ہوئی تجکو شباہت اوس رخ پر نور سے
مرتبہ پھر اور بھی تیرا مہ کامل بڑھا

دیکھنا جھانکا کہین وہ مہروش شاید کہ ہی
اختر صبح قیامت روزن اوسکا دل بڑھا

غنچہ گل دیکھکر اوس رشک گل کے ہاتھ مین
دل جو اپنا سمجھی ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا

جامہ فانوس مین کیا کیا جلی غیرت سے شمع
لے جو فانوس ای ظفر وہ رونق محفل بڑھا

زلف کی سیاہی تلی وہ رخ اگر چھپ جائیگا
رات کے پردے مین پھر روے سحر چھپ جائیگا

اوس پری کی بائین پسلی مین جو دیکھا مینے حال
وہ مرے تعویذ ہول دل کا نقطا ہوا

تو ہی ای دل ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑیو
یہ عصا تیری لیے ہنگام پیری کا ہوا

اف تری کشتے کا سوز دل کہ ظالم سنگ بھی
گور پر اوسکے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر انجم نہین ہین میرے تیر آہ سے
ہے سبک سر بسر یہ گنبد مینا ہوا

وہ بے حجاب جو کل پی کے یان شراب آیا
اگرچہ مست تھا مین پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مری دلمین زلف کا گذرا
ادھر وہ کھاتا ہوا دل مین پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہے دیدۂ دل مین
نہ دنکو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھاری نقش کف پا کے بوسہ لینے کو
زمین پہ سایے کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جسکے
جب آیا شرم سے یان ہو کے غرق آب آیا

جب آیا طرۂ مشکین کا تیری دلمین خیال
زبان پہ میرے وہین ذکر مشک ناب آیا

ترا سخن ہی ظفر وہ کہ سامنے تیری
ہوی خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم مین دنبالہ کو دیکھ اوس بت گمراہ کا
مست آہو منھ مین کیا پتا لیے ہی کاہ کا

کون سی میکش کی دعوت ہی فرشتون مین ہی دھوم
دیکھکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا کاجل نہ سمجھو اوس زنخدان کے قریب
آگیا ہی ہاتھ زنگی کے کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہین یہ صاف آتا ہی نظر
عکس فانوس فلک مین میری شمع آہ کا

گر یہ ہنگام ولادت کیون نہو ہر طفل کو
جو ہوا دنیا مین پیدا نوحہ گر پیدا ہوا

بے شرارت کوئی ہوتی ہین بہم دو سنگدل
دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا

عکس روے آتشین ساقی کا دریا مین پڑا
ہمسر خورشید تابان ہر بھنور پیدا ہوا

حق مین پروانون کے تھا اک نیزہ پر خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلہ اے ظفر پیدا ہوا

دیگر

رات بھر مجکو غم یار نے سونے نہ دیا
صبحکو خوف شب تار نے سونے نہ دیا

شمع کی طرح مجھے رات کٹی سولی پر
چین سے یاد قد یار نے سونے نہ دیا

یہ کراہا ترا بیمار الم درد کے ساتھ
کسی ہمسایے کو بیمار نے سونے نہ دیا

ای دل آزار تو سویا کیا آرام سے رات
مجھے پل بھر بھی دل زار نے سونے نہ دیا

مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین نگہبانونکو
میری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

سوؤن مین کیا کہ مری پاؤنکو بھی زندان مین
آرزوے خلش خار نے سونے نہ دیا

یاس و غم رنج و تعب میرے ہوے دشمن جان
اے ظفر شب انھین دو چار نے سونے نہ دیا

نہ درویشونکا خرقہ چاہئے نہ تاج شاہانہ
مجھے تو ہوش دے اتنا رہون مین تجھپہ دیوانا

کتابون مین دھرا کیا ہے بہت لکھ لکھکے دھو ڈالین
ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا

غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن مین
دیے جا ساقی پیمان شکن بھر بھر کے پیمانا

شوق پابوسی رہا پہونچا نہ قدمون تک تری
تیرا بسمل پانون ای قاتل رگڑ کر رہگیا

چشم مین آنسو کہان جو روئی اب خوبسا
کوئی قطرہ تھا سو وہ مژگان سی جھڑ کر رہگیا

جب دکھایا تونی اپنا قد رعنا باغ مین
پھر تو خجلت سی زمین مین سرو گڑ کر رہگیا

دل مین اک مکا سا مارا جو کسیکی یاد نے
یہ ہوئی حالت کہ دم سینی مین اڑ کر رہگیا

پہلوان عشق کا کیا پوچھتی ہو مجھسی حال
جو چڑھا ہتھی پر اوسکی وہ پچھڑ کر رہگیا

کاروان منزل پہ پہونچا اور سارے ہم سفر
مثل گرد کاروان اک مین پچھڑ کر رہگیا

اور تبدیل قوافی مین غزل لکھا ہی ظفر
ہاتھ مین اپنے قلم کو کیون پکڑ کر رہگیا

جب وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا
دل خطر دارون کا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا

حسرت اوس مذبوح پر تیری کہ قاتل کوئی دم
زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہگیا

پھر گیا کیون آنکر در پر ترے خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہگیا

سنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا

ہر نفس اوس دامن مژگان کی جنبش سی ظفر
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

نہین عشق مین اسکا تو رنج کہ قرار و شکیب ذرا نرہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سی رہا نرہا

مطلع ثانی

دیگر

خدا جانے گمان بیٹھا ہی وہ اور ہی کچھ تھا
تماشا دیکھنا کیا دور تا ہی اشک گان پر
لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھون مین
جو سر گردانی اپنی اونسے کہتا ہون تو کہتے ہین
محبت جیتے جی کی ہی دگر نہ بعد مرنیکے
کوئی آرام سے کیونکر زمین پر بیٹھنے پائے

مگر چشم تصور سے ہی سب پیش نظر پھرتا
یہ لڑکا شعبدہ بازی سی ہی اک تار پر پھرتا
نہین لیکر جواب نامہ اتبک نامہ بر پھرتا
خدا کیواسطے چکر رہو ہی میرا سر پھرتا
نہین کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکر پھرتا
رہی جب ہی گردش فلک آٹھون پہر تا

جنون نے سلطنت دی کشور صحرا کی مجنون کو
بگولے کا ہی چتر اوسکے جو سر پر ای ظفر پھرتا

دیگر

دنبالہ دیکھکر تری چشم سیاہ کا
خورشید آسمان چہارم پہ ہی گمان
کثرت ہی آنسوؤن کی ہجوم سپاہ غم
تنکے چنے گا وحشیون کیطرح ناصحا
کس مہروش نے چہرہ پہ برقع اوٹھا دیا
کرتا ہی جسکے ساتھ فلک کج ادائیان

آہو چبانا چھوڑ دے پھر برگ گاہ کا
شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا
تارا نہین نشان ہی یہ اوس سیاہ کا
دیکھیگا گر کرشمہ اوس آہونگاہ کا
منہ ہوگیا سفید فلک پر جو ماہ کا
دیتا ہی اوسکو عشق کسی کج کلاہ کا

رکھے قدم جو کوئی محبت مین اے ظفر
لازم ہی پہلے ڈھونڈ لے رستا نباہ کا

خاکساری کیلئے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاشِ خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

نشہ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا تری شانہ بنایا ہوتا

صوفیون کی جو نہ تھا لایق صحبت تو مجھے
قابل جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا

تھا جلانا ہی اگر دور می سامنی سے مجھے
تو چراغ درمی خانہ بنایا ہوتا

شعلہ حسن چمن مین نہ دکھایا اوسنے
ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہے ظفر
ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

کہون کیا رنگ اوس گل کا اہا ہا ہا ہا ہا
ہوا رنگین چمن سارا اہا ہا ہا ہا ہا

نمک چھڑکی ہے وہ کس کس کی دل کی زخم تیز
مزہ لیتا ہے وہ کیا کیا اہا ہا ہا ہا ہا

صدا جانفزا حلاوت کیا تھی اب تیغ قاتل مین
لب ہر زخم سے گویا اہا ہا ہا ہا ہا

شرار و برق مین کیا فرق ہین سمجھون کہ دونون
ہے اک شعلہ بھبوکا سا اہا ہا ہا ہا ہا

بلا گردان ہون ساقی کا کہ جام عشق سے مجکو
دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہا ہا ہا ہا ہا

مری صورت پرستی حق پرستی ہے کہون کیا مین
کہ اسی صورت مین ہے کیا کیا اہا ہا ہا ہا ہا

ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
کہ ہے دریا ہوا مدا اہا ہا ہا ہا ہا

ہمنے شبدیز قلم کو اپنے جب جولان کیا
ملک معنی کا قلمرو یک قلم میدان کیا

گلشن مین اوسکی جلوۂ قامت کے سامنے
مانند بید کانپنے سرو چمن لگا

کروٹ بدل کے سونے سے کیا خاک ہے مزہ
سینے سے سینہ اور بدن سے بدن لگا

گرنے سے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
دیکھو تو کیا ستون تہ سقف کہن لگا

پھولا برنگ گل نہ سمایا مین آپ مین
آکر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکر نہ اپنا روز بہی ہو کہ اب ترا
قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیب ذقن لگا

طرز سخن کا اپنے ظفر بادشاہ ہے
اوسکے سخن سے یان نہ کسیکا سخن لگا

ہے پسینے مین کہان وہ خال لب ڈوبا ہوا
نیلوفر کا پھول ہے پانی مین سب ڈوبا ہوا

آئینہ کیا دیکھ تجکو آب خجلت مین ہے غرق
اپنی نظرون مین تو ہے ملک حلب ڈوبا ہوا

گردش چشم بتان سے کیا ہو دلکو مخلصی
حلقۂ گرداب سے نکلے ہے کب ڈوبا ہوا

دلسے کب بھولے ہے میرے تیری زلف و رخ کی تاب
دھیان مین رہتا ہون اونکے روز و شب ڈوبا ہوا

پنجۂ خورشید ہے یارو شفق آلودہ آج
دست قاتل یہ نہین ہے خون مین اب ڈوبا ہوا

خار سا کھٹکے ہے جی مین اوسکے مژگان کا خیال
ہے رگ جان مین یہ نشتر کیا غضب ڈوبا ہوا

جب تہ دل سے کہا یکبار کی بابو تراب
بحر عصیان سے ظفر نکلے ہے اب ڈوبا ہوا

دیگر

کیا کہون کیون کہ ترے کوچے مین ہو کر آیا
تجکو پایا جو نہین خوب مین رو کر آیا

کرے وہ تیغ لیکر ہاتھ کو اپنے اگر اونچا
یقین ہے ہو سکے اوسدم نہ رستم کا بھی سر اونچا

دماغ اوس ماہرو کا ہے جو اب عرش معلی پر
بنایا چاہتا ہے کاخ گردون سے بھی گھر اونچا

گرا جو آشنا اوسمین نہ نکلا وہ قیامت تک
کنارہ عشق کے دریا کا ہے یہ کسقدر اونچا

یل گردون مین یارو دیکھنا کیا زور بازو ہے
اوٹھایا اپنے سر سے اب جو ہے نال قمر اونچا

بھرے کیونکر نہ حاتم سا سخاوت سے تری دم اب
کہ ہے جو مہر دست زرفشان تیرا ظفر اونچا

مین ہون سوختہ جان جہان بت گمراہون کا
جسکا پہونچے ہے دھوان چرخ تلک آہونکا

خاک ہوکر بھی بگولے کیطرح چین نہین
حال ابتر ہے یہ کچھ تیرے ہواخواہونکا

حج اکبر ہو جسے کعبۂ دل سے حاصل
ہو خیال اوسکا بھلا کس لیے درگاہونکا

جائیگا جب کہ تہ خاک ترا سوختہ جان
گرم ہو جائیگا پانی وہین سب چاہونکا

اے ظفر دل سے ہون مین خاک در فخر الدین
معتقد مین نہ گداؤن کا ہون نے شاہون کا

دست صیاد سے ہے کیا پر بلبل ٹوٹا
زیر ہر شاخ ہے آتا ہے نظر گل ٹوٹا

زلف مین پھول پرو کر جو دکھائی اوسنے
رشک سے وہین چمن مین گل و سنبل ٹوٹا

زاہد گرسنہ کاسہ بکف آتا ہے نظر
حرص کے ہاتھ سے ہے پاے توکل ٹوٹا

آکے در پر سے مرے پھر گیا وہ غیر کے گھر
عہد و پیمان تھا جو مجھ سے وہ بالکل ٹوٹا

قلزم چشم سے پھر اشک بہے جاتے ہین
دل کے ٹکڑون سے بندھا تھا جو یہان پل ٹوٹا

کبھو تو سنا کر ذرا غور دل سے
فسانہ کسیکا فسانہ کسیکا

مجھے یاد کر کر کے آنسو بہانا
بہانہ کسیکا بہانہ کسیکا

نہ سمجھا تو ناصح کہ مدت سے مین ہون
ودانا کسیکا ودانا کسی کا

نہو ویگا دل تیر مژگان مین اوسکے
نشانہ کسی کا نشانہ کسیکا

نہ مانا کرو میری جانب سے اب تم
لگانا کسیکا لگانا کسیکا

قوافی بدل کر ظفر پڑھ غزل تو
رہے تا نہ آگے ٹھکانا کسی کا

جلا جی نہ دل مفت لیکر کسیکا
کہا بھی تو مان ای ستمگر کسی کا

نہ کیون تنگ ہو کشمکش سے قفس مین
نہ باقی رہا ایک شہپر کسیکا

بھلا ہو کس رو سے اب غنچہ رو کش
کہان منھ ہے اسکے برابر کسی کا

دل اوسکا ملے کسطرح میرے دل سے
کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسی کا

جو مژگان کا عالم ہے اب اوسکے ہمدم
نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسی کا

یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی سے مارین
اوٹھا کر ہم اوس در سے پتھر کسی کا

بدل بحر اور قافیے کو ظفر تو
کہ خوش ہووے دل شعر سنکر کسی کا

دیگر

مری جانے سے غیرون نے لگایا کچھ نہ کچھ ہوگا
نہ آیا وہ تو اوسکے دلمین آیا کچھ نہ کچھ ہوگا

نہ ہرگز درد دل سے مین کراہا
غرض پوشیدہ الفت کو نباہا

محبت کے یہ معنی ہین کہ مین نے
وہی چاہا کہ جو کچھ تو نے چاہا

عیان ہی صفحہ رخ پر ترے خط
کہ ہے تنخواہ بوسون کا سیاہا

نہ کر منصور تو سر نہان فاش
کہے ہی دیکھ دار انگشت اوٹھا ہا

فقیرون سی تو پوچھو لذت عشق
اہا ہا ہا اہا ہا ہا اہا ہا ہا

ظفر کو باز رکھ اعمال بد سی
خطا بخشا کرم گارا آلہا

صرفت العمر فی لہو و لعب
فآہا ثم آہا ثم آہا ہا

ظفر ہی عرض یہ ہی فخر دین سی
کہ شاہا دین پناہا تکیہ گاہا

دیکھکر حالت مری گردون اگر غمناک تھا
کہکشان سے رات کو اوسکا گریبان چاک تھا

جو گیا دریاے الفت مین وہ ڈوبا آخرش
دل جو میرا پیر کر نکلا بڑا پیراک تھا

لہلہائی کیون لب جو پر نہ سرو آب جو
دفن یان اوسکا شہید قامت چالاک تھا

گردش چشم بتان سی اسنی یہ سیکھی ہین طور
ورنہ گردان کب بھلا یون گنبد افلاک تھا

تھا شہیدونکا تری ماتم سحر گلشن مین کیا
جو سحر ہوتے ہی بلبل گل گریبان چاک تھا

جو نہ کہنا تھا کہا جھٹ منھ پہ اوس سفاک کی
سچ تو یہ ہی ہان ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

ہووے تمھاری در تک اپنا کہان سی آنا
جب اک قدم ہو مشکل اس ناتوان سی آنا

جلایا دل جو تیرے شعلہ نگاہ نے رات
فلک پہ نالہ مرا ناوک شہاب بنا

دل شکستہ کی تو میری کچھ درستی کر
خدا کا گھر ہے بنانا بڑا ثواب بنا

ہوئی نہ پانون تلک اوسکی دسترس افسوس
ہمارا دیدہ نہ کیون حلقہ رکاب بنا

کیا تھا کشتہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ
کہ میری خاک سے ہی ساغر شراب بنا

جو میرا اختر بخت سیہ دکھاتا ہی
تو خال تو کوئی کاجل کا اک شتاب بنا

نہ پہونچا کان ملاحت تمھاری کانون تک
اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھتا ہی احوال دل تجھے اپنا
تو ایک رقعہ سے کیا ہوویگا کتاب بنا

مارا عاشق کو تو کیا کام تمھارا نکلا
ہمین کیا کام برا نام تمھارا نکلا

روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر
پھر قدم سرو گل اندام تمھارا نکلا

ساری منہ تکنے لگے گھر مین تمھارے دشمن
منھ سے قاصد کے جو پیغام تمھارا نکلا

دلکو ہم جانتے تھے ہوگا تمھارا نہ مطیع
یہ تو اک بندۂ بے دام تمھارا نکلا

صدقے سوخی کے کہ دل لیکے مرا پوچھتے ہین
کیون جی گم تھا دل ناکام تمھارا نکلا

نیند پھر شبکو کہان آپ کی زلفونکی قسم
ذکر یان جب کہ سر شام تمھارا نکلا

پختہ پایا نہ ذرا طرز محبت مین اوسے
یہ خیال اے ظفر اب خام تمھارا نکلا

قارون اوٹھا کے سر پہ سنا گنج لیچلا
دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لیچلا

قسم خدا کی تجھے قاصد کہ یہ پیغام
کہا ہی یار نے یا تو نے اپنے جی سے کہا

اوٹھائے لاکھون ستم تیرے دی کے دل ہمنے
نہ آفرین بھی کبھی تو نے دل دہی سے کہا

صدا نہین یہ چٹکنے کی غنچۂ گل کی
لبون کو دیکھ کے کچھ تیری بیکلی سے کہا

ہمیشہ کرتے رہے غیر کی طرفداری
کبھی نہ آپ نے اک حرف منصفی سے کہا

بھر آئے چشم اجل مین بھی یک بیک آنسو
تمھارے کشتے نے کچھ ایسا بیکسی سے کہا

ظفر وہ دشمن جان ہی اوسے نجائیو دوست
ترے جتانے کو یہ ہمنے دوستی سے کہا

لاغری سے حال اپنا کیا کہون کیا ہو گیا
مین زمین پر نقش پا ہی مور گویا ہو گیا

جل گیا گل کا جگر اوس روے آتشناک سے
قطرۂ شبنم نہین ہی یہ پھپھولا ہو گیا

اپنے زخمی سے تڑپ کر تو جو بولا جنگ جو
ٹوٹے یون زخمون کے ٹانکے اک تڑاقا ہو گیا

جب کہ دریا مین پڑا ساقی کا عکس تاب رخ
ساغر خورشید اک حلقہ بھنور کا ہو گیا

آہ تھی میری کہ افعی اڑ کے کاٹا چرخ کو
زہر اوسکا یہ چڑھا اسکو کہ نیلا ہو گیا

حسن جو تیرا نظر آیا اوسے تو شرم سے
ماہ کامل جون مہ یک ہفتہ آدھا ہو گیا

پشت لعل لب پہ جب نکلا زمرد فام خط
ساغر یاقوت پر گویا کہ مینا ہو گیا

کھل گیا سارا جہان گردون پہ احوال زمین
چشم کے مانند جب پانون کا چھالا ہو گیا

ہے یہ وحشت بھی بلا موذی کہ مجکو اے ظفر
ہر قدم پر نیش کژدم مار صحرا ہو گیا

جون آئینہ اب حیرت دیدار سی تیری
رہتا ہی کھلا دیدۂ بیدار کسی کا

رونیکا رہیگا یہی عالم تو پھر اکدن
گھر دیگا ڈبو دیدۂ خونبار کسی کا

شانی سی نہ بل کیونکہ کرے اب وہ سراسر
دل زلف بتان مین ہی گرفتار کسیکا

ٹک تو نہین خبر دید صفت آنکی لینا
پہلو مین تڑپتا ہی دل زار کسیکا

مستغنی کونین ہی رکھ اپنے ظفر کو
محتاج نہ کر حیدر کرار کسیکا

یون تو جانا تمھین منظور جہان ہو جانا
پر جو آنا ہو ادھر سی تو یہان ہو جانا

آنسوؤن کا مری آنکھون سی روان ہو جانا
اور مرا راز نہان سب پہ عیان ہو جانا

دوستی کی ہین سب انداز تمھارے معلوم
پر کہین تم نہ مری دشمن جان ہو جانا

مژدہ یار کو کیا جانی سکھایا کس نے
جگر و دل مین مری تیر و سنان ہو جانا

دیدیا ہمنی دل اوس جان جہانکو اپنا
تھا نصیبون مین جو رسوائے جہان ہو جانا

عشق دمساز اگر ہو تو عجب کیا جون نے
استخوان کا مری لبریز فغان ہو جانا

یون تو پروانہ بھی جلجاے ہی پر مشکل ہی
عشق میری طرح سفتہ جان ہو جانا

دیکھتی جاؤ مری جان کیونکر جاتی
ابھی بالین سی مری جاتی کہان ہو جانا

روسیاہی فقط نام و نشان کی خواہش
ای نگین چاہیے بے نام و نشان ہو جانا

گھر سی عاشق کے نہ جاتا تھا خفا ہو کے تجھی
کہ ترا جانا اور اوسکو خفقان ہو جانا

ہمکو دکھلائی ہی ہر لحظہ جمال جانان
دل کا صاف اپنی ظفر آئینہ سان ہو جانا

جبتک وہ خفا مجھسے ہین سن لو طبیبو
کیا میرا علاج خفتان ہو نہین سکتا

ہمچشم مری چشم سے ہوا بر تو کیونکر
اسطرح وہ خونابہ فشان ہو نہین سکتا

کیا جانے بلا کیا ہے ترا غمزہ کہ جس سے
جان پر کوئی ای آفت جان ہو نہین سکتا

جبتک قلم شہپر عنقا سے بنائین
تحریر ترا وصف دہان ہو نہین سکتا

ہر نام کو عشاق ہین سب عشق مین لیکن
مجھ سا کوئی رسوائے جہان ہو نہین سکتا

سودای محبت مین ظفر سود ہے لیکن
جبتک کوئی رسوائے جہان ہو نہین سکتا

دیگر

آبلہ داغ مین ہے یہ سر سینا اونچا
کہ جڑا خانہ خاتم مین نگینا اونچا

رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار
دیکھ کوٹھے کے لیے چاہیے زینا اونچا

سربلندی کیلئے فوق ہے ہان عجز و نیاز
کیون نہ جھک جائے کہ ہے گنبد مینا اونچا

پوچھ پستی و بلندی زمانے سے یہ حال
کہ مہ مہر ہے نیچا سر کینہ اونچا

چشم کو سر مین ملی جا سب اعضا سے بلند
دیکھ ہے مرتبہ مردم بینا اونچا

گوش زد چرخ دنی سے ہو مری کیا فریاد
کہ نہایت ہی پہ ہنتا ہے کمینا اونچا

ہمنشین ہو سکے سردار کا مفلس کیونکر
اے ظفر چاہیے اونچے کا قرینا اونچا

وہ نہ آیا یار لائی کیون نہ تھا تو کیون ہوا
اوسکا آنا بن بلائی کیون نہ تھا تو کیون ہوا

اُڑانی خاک ہمنے خوب بھی مجنوں نکو کیا تھا
کہ وہ تو آگیا اس وادیٔ وحشت مین یو نہین تھا

پذیرا عرض غیرونکی ہوئی اسطرح کیا جاتے
گزارش کرتا نہ بھی تو وان خدمت مین یو نہین تھا

تم اچھی وقت آپہونچے وگرنہ ہمتو مرجاتے
ارادہ ہوچکا اپنا غم فرقت مین یو نہین تھا

دل بیمار جب ہمنے کہا تھا کر علاج اپنا
کہ آیا فرق کچھ تیری ابھی طاقت مین یو نہین تھا

نہ تھی جاہ گریزا ی دل اگر تجکو محبت مین
تو آیا تو اری دیوانی اس آفت مین یو نہین تھا

دکھاکر غیر کو صورت مجھی کیون رشک سے مارا
کہ مین تو مرہا دیدار کی حسرت مین یو نہین تھا

ظفر تم دیکھتی ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل انکو دیکھکر مین بھی رہا حیرت مین یو نہین تھا

کیا کہون دل ماہ زلف دوتا کیونکر ہوا
یہ بھلا خیگا گرفتار بلا کیونکر ہوا

جبکو محراب عبادت ہو خم ابروی یار
اُنکا کعبے مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا

دیدہ حیران ہمارا تھا تمہاری زیر پا
ہمکو حیرت ہی کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا

نامہ بر خط دی کے اوس بیرحم کو کوئی کیا کہا
کیا خطا تجھ سی ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا

خاکساری کیا عجب کھو دی اگر دل کا غبار
خاک سی دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا

جسکو یکتائی کا دعوے تھا جو دیکھا آئینہ
ہوگیا حیران کہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا

تیری دانتون کی تصور سی نہ تھا گر آبدار
جو ہوا آنسو وہ دُرِ بے بہا کیونکر ہوا

جو ہوتا تھا وہ ہمیشہ تمہاری عشق مین
آج اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہی نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پر خدا جانے وہ تجھسی آشنا کیونکر ہوا

آتش دل کو سمجھے نہ واعظ کمتر نار جہنم سے
دیکھے بھڑکتا شعلہ اگر اک اسمین کا اک اوسمین کا

کوئی غزل پر اپنی جو نازان آگے تیری غزل کے ہو
شعر سناوے اوسکو ظفر اک اسمین کا اک اوسمین کا

ردیف الف جلد دوم

شاباش دلا ارشدک اللہ تعالی
پہچانا اوسے تو نے جسے دیکھا نہ بھالا

بیہوش ہون مین دیکھ کے اوس مہ شرما کو
جب سے کہ ابھی اوسنے نتھا ہوش سنبھالا

ای داغ بدل آتش رخسار سے تیری
گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا

منھ مارے ہے بے طرح مرے دل پہ تری زلف
کیونکر یہ بچے گا کہ ڈسے ہے اسے کالا

اللہ رے تری جنبش مژگان بت بدکیش
اک پل مین کیے تو نے دو عالم تہ و بالا

تیرے رخ روشن کے تصور سے ہمیشہ
ہے کلبۂ تاریک مین عاشق کے اوجالا

جائیگی نکل جان مری دیکھ کماندار
تیر اپنا اگر تو نے مرے دل سے نکالا

ہر خار بیابان ہے موتی سے پروتا
جب پھوٹ کے روتا ہے مرے پانون کا چھالا

بازار محبت مین نہ دل بیچ تو اپنا
بک جاتا ہے ساتھ اوسکے قطرہ بیچنے والا

ہزار طرح سے کھولا وہ دلربا نہ کھلا
ہمین نہ کھانے کا کچھ اوسکے مدعا نہ کھلا

لب جراحت دل تیرے سامنے قاتل
اگر کھلا ہے تو ہرگز بخیر دعا نہ کھلا

چمن مین جا کے گرہ تو نے غنچہ کی کھولی
پر اپنا عقدۂ دل تجھسے ای صبا نہ کھلا

جو وہ قاتل نہ اپنے ہاتھ مین خنجر لیے پھرتا
تو یہ سر باز پھر کیون سر ہتھیلی پر لیے پھرتا

اگر پتھر نہ پڑتے ای جنون اس تیری سوزش پر
تو یون ہر طفل میرے ساتھ کیون پتھر لیے پھرتا

غنیمت جانتی بلبل جو باد صبح کا جھونکا
پس از مردن چمن مین کوئی اوسکا سر لیے پھرتا

مے عشرت نہین طالع مین اپنے ساقیا ورنہ
فلک مینا لیے پھرتا مہ ساغر لیے پھرتا

نہوتا گرچہ صاحب عزم دل ملک محبت مین
تو رنج و غم کا اپنے ساتھ کیون لشکر لیے پھرتا

برنگ نالہ زنجیر مین زندان مین ہون لیکن
مجھے دیوانہ پن زندان سے باہر لیے پھرتا

ڈراتا ہے مجھے ناصح عبث کوی محبت مین
جہان ڈر اپنا وان گھر ہے کہان کا ڈر لیے پھرتا

کبھی جا کر نہ پھرتا مین گلی مین خوبرویون کے
اگر مجکو نہ میرا یہ دل مضطر لیے پھرتا

نہوتا شوق کوی مہ لقا تو کون پھر مجکو
ظفر خورشید کے مانند یون دن بھر لیے پھرتا

عشق کے میدان مین ہمنے دیا سر کٹا
جو قدم آگے بڑھا پھر نہ وہ پیچھے ہٹا

دیکھتے ہی عشق کو عقل گئی سٹ پٹا
دل کو مرے آفرین یہ جو ڈٹا تو ڈٹا

تیغ نگہ کو ذرا تو نے جو چمکا دیا
بھول گئی دیکھکر برق ہلانا پٹا

عارض پر نور پر کھول جو دی اوسنے زلف
مینے یہ جانا کہ ہے رات بڑھی دن گھٹا

عشق کی دولت ہے درد کون لے اور کسکو دون
یہ نہ کسی سے بٹی اور نہ کسی سے بٹا

پھرتا ہے جوگی بنا تیرے لیے آفتاب
خط شعاعی نہین سر پہ کھلی ہے جٹا

چشم کو ہے تیری کام جب سے پڑا سرمہ سے
زہر بھری ہر نگہ سانپ ہے پتھر جٹا

بچا دل تیری ہاتھوسے نہ آخر ای کمان ابرو
کیا گر ایک خالی تیر تو نے دو ستم مارا

پڑا لوٹے دل شامت کا مارا درد کے ماری
خدا جانے تری جوڑی نے ٹھکا کیا بلا مارا

ہجوم خال رو ی یار کا لے ہی لیا بوسہ
ظفر یہ خوب تو نے زنگیون کا موچا مارا

روز گھر غیر کے جانا ترا معمول پڑا
یان جو آنکلا ہی تو آج کدھر بھول پڑا

لگ گئی جوش گل لالہ سی گلشن کو جو آگ
کہین اوس آتش رخسار کا کیا پھول پڑا

دل شاغل ہی مرا محو خیال رخ و زلف
رات دن رہتا ہی اس شغل مین مشغول پڑا

کہو ملا سی کری جا کی خرابات کی سیر
گوشہ مدرسہ مین کیون یہ ہی محبول پڑا

رکھہ قدم کوچہ مین تو دیکھہ کے اپنے قاتل
کہ کہین سر ہی کہین ہی تن مقتول پڑا

چھوٹکر چاہ زنخدان مین کہین گر نہ پڑی
دل پکڑ کر سن زلف کو ہی جھول پڑا

دیکھے جان دلکو بچا وُ نہین ہو جائیگا ضبط
اب تو دنیا ظفر اس جنس کا محصول پڑا

ادھر تو دست وحشت ذی گریبان کھینچکر پھاڑا
اُدھر ہر خار صحرائی نے دامان کھینچکر پھاڑا

نہ اتنی مجھ سی تم کھینچے نہ اتنا تم سی دل کھینچا
مرا دل راتکو تمنے تو جانان کھینچکر پھاڑا

کشاکش سی خبون کی تیری دیوانی نے مرکر بھی
کفن اپنا نہ خاک بیابان کھینچکر پھاڑا

ہوا تجھسی روکش غنچہ لالہ تو پیٹ اوسکا
صبا نے پوست ہی سر و گلستان کھینچکر پھاڑا

پڑا یہ کشمکش مین خط مرا ہاتھو نسی غیرون کے
کہ آخر سب نے اوسکو ای مری جان کھینچکر پھاڑا

پہلے تو ہمکو تری عشوہ گری نے مارا
اور اگر اوس سے بچے کم نظری نے مارا

مر گیا مین نہوئی تجکو خبر ہای ستم
بیخبر مجکو تری بے خبری نے مارا

پھیر کر منھ جو دکھایا مجھے اپنا جوڑا
دل پہ مکا مرے اوس رشک پری نے مارا

خوب پھڑکا کے مجھے کنج قفس مین صیاد
شوق پرواز سے بی بال و پری نے مارا

ہمسری کی تری رفتار سے جب فتنہ نے
قہقہہ طنز سے اک کبک دری نے مارا

تل یہ تیرے لب شیرین پہ ہے زہر قاتل
اے شکر لب ہمین اس تلشکری نے مارا

کچھ بھی ہوتی اوسے تاثیر تو مرتے ہمپر
ہمکو اے آہ تری بی اثری نے مارا

شفق صبح سے ہے غرق بخون چرخ ظفر
تیر ایسا تری آہ سحری نے مارا

کیا کہون ہے کیا بتون کی آشنائی مین مزا
وہ مزا سب اسمین ہے جو ہے خدائی مین مزا

آشنا آئینہ تو ہمسے ہو جا سینہ صاف
دور کر دل سے کدورت ہے صفائی مین مزا

جا سکے گلشن تلک اڑ کر نہ ہم بی بال و پر
ہمنے اے صیاد کیا پایا رہائی مین مزا

بیٹھ رہ آرام سے تو صلح کل کر اختیار
جنگجوئی چھوڑ دے کیا ہے لڑائی مین مزا

بعد ہونے حسن جدائی کے ہے امید وصال
آئی ہے عاشق کو کیا کیا اس جدائی مین مزا

کچھ تو ہو فریاد مین تاثیر نالے مین اثر
اے جرس ہے ورنہ کیا ہرزہ درائی مین مزا

مسجد و بتخانہ مین ٹکرایا سر کو بے مزا
تیرے سنگ در پر آیا صبح سائی مین مزا

بیٹھا ہے مہندی لگا کر اپنے دست و پا پر تو
آج ہے اے شوخ تجھسے ہاتھا پائی مین مزا

ناصحا جائیگا تو اوسوقت میرا درد دل
جب کسی پر دل ترا بیدرد مائل ہوئیگا

خضر کی حاجت نہین ہے ہمکو راہ عشق مین
اے ظفر زہر ہمارا شوق کامل ہوئیگا

رخ جو زیر سنبل پر پیچ و تاب آجائیگا
پھر کے برج سنبلہ مین آفتاب آجائیگا

تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا
صبر مجکو دیکھکر خط کا جواب آجائیگا

ہو نہ بیتاب اتنا گر اوسکو عتاب آجائیگا
تو غضب مین اے دل خانہ خراب آجائیگا

اسقدر رونا نہین بہتر بس اب اشکونکو روک
ورنہ طوفان دیکھ اے چشم پر آب آجائیگا

پیش ہوویگا اگر تیرے گناہونکا حساب
تنگ ظالم عرصۂ روز حساب آجائیگا

دیکھکر دست ستم مین تیرے تیغ آبدار
میرے ہر زخم جگر کے منہ مین آب آجائیگا

اپنی چشم مست کی گردش نہ اے ساقی دکھا
دیکھ چکر مین ابھی جام شراب آجائیگا

خوب ہوگا ہان جو سینے سے نکل جائیگا تو
چین مجکو اے دل پر اضطراب ہو جائیگا

اے ظفر اوٹھ جائیگا جب پردۂ شرم و حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آجائیگا

اے تصور تو رہی اوس جان جہان تک جائیگا
اور تو ایسا نہین کوئی جو وان تک جائیگا

جب کریگا آہ اے ظالم یہ تیرا تفتہ جان
اوٹھ کے اک شعلہ جگر سے آسمان تک جائیگا

جا کے کعبہ کیا کریگا تیرا عاشق اے صنم
وہ اگر جائیگا تیرے آستان تک جائیگا

جان بچ جائیگی بیمار محبت کی ترے
اے مسیحا دم جو تو اوس نیم جان تک جائیگا

کدورت دل سے اوس آئینہ رو کے کب نکلتی ہے
مری اور اوسکی ظاہر مین صفائی گر ہوئی تو کیا

طبیبو وصل بن ممکن نہین آرام عاشق کو
مریض عشق کی صدہا دوائی گر ہوئی تو کیا

نچھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مین نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

حرف اوسپہ نہ آئی جو ہو تحریر کا سانچا
جھوٹا ہو نہ ہرگز کبھی تقریر کا سانچا

ڈھلتا ہے سدا اس سے جو یہ آہ کا مصرع
کیا دل ہے تری عاشق دلگیر کا سانچا

دیتا ہے لب زخم جگر میرا گواہی
ہے ہاتھ پڑا یار کی شمشیر کا سانچا

ڈھالا تجھے سانچے مین ہے ای عالم تصویر
ہے قدرت صانع تری تصویر کا سانچا

کی آہ و فغان دل نے بہت عشق مین لیکن
دعوی نہوا ایک کی تاخیر کا سانچا

یہ شمع اسی سانچے مین ڈھلتی ہے ہمیشہ
ہے سینہ مرا نالۂ شبگیر کا سانچا

سانچا ہے ظفر پیر مرا مجکو یقین ہے
ہر قول ہے واللہ مرے پیر کا سانچا

جو دلکو کاکل و زلف دوتا نے بھنایا
تو جان غمزہ ناز ادا نے بھنایا

بہار دیکھ کے اپنی ذرا ہنسا تھا گل
لگایا ایسا طمانچہ صبا نے بھنایا

کیا تھا بلہوسون نے بھی عشق کا دعوی
مگر اونھین تری ظلم و جفا نے بھنایا

لگایا دختر رز کو اگر کسینے نے منھ
تو اسکو خوب ہی اس نے حیا نے بھنایا

اوٹھاؤ کرتی ہین شربت پہ مکھیان بھن بھن
مریض غم کو طبیبو دوا نے بھنایا

کہون کیا طبیعت کی اوسکی روانی
بہادی ہی گویا تکلم مین دریا

بجھی آگ ای آنکھون دلکی نہ میرے
بھری ہون ہزارون اگر تم مین دریا

مگر دیکھا دریا پہ مستونکو ہنستے
کہ ہر موج سے ہی تبسم مین دریا

مری پانون کی آبلون سے روان ہی
کہ اس دشت وحشت رہ گم مین دریا

ظفر اوھوئی جائین گنہ کیون نہ اپنے
کہ ہے ذات باری ترحم مین دریا

اوسی یارون نے جاکر میرا رقعہ دیدیا ہوتا
کھلا گر دی نہ سکتی تھی چھپا کر دیدیا ہوتا

بگڑ جاتا ترا کیا سرو خرو مین سب مین ہو جاتا
مجھے اک پان تو تونی بنا کر دیدیا ہوتا

نہوتی مجھ سی تم سینہ بسینہ ہو کے ہمبستر
پر اک بوسہ تو منھ سے منھ بھڑا کر دیدیا ہوتا

گوارا شربت دیدار دنیا گر نہ تھا تجھکو
بلا سی زہر ہی مجکو ملا کر دیدیا ہوتا

بھر دی مین جواب خط کے مارا ہاے کیون مجھکو
جواب صاف ہی قاصد نے آکر دیدیا ہوتا

لگاتا خضر کیون آب بقا کو منھ سے ای ساقی
جو تونی جام می منھ سی لگا کر دیدیا ہوتا

ظفر لیکر تمھارا دل وہ کاہی کو ٹکر جاتا
اگر تمنے اوسے سبکو جتا کر دیدیا ہوتا

علم کر تیغ کو سو بار اوس قاتل کا ہاتھ اوٹھا
نہ ہرگز واسطے فریاد کی بسمل کا ہاتھ اوٹھا

رہا تجھ بن یہ عالم رات دلکی بیقراری کا
کہ دل پر سی نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اوٹھا

جفا منظور ہی اوسکو دغا دستور ہی اوسکا
اودھر رستم کا ہاتھ اوٹھا اودھر قاتل کا ہاتھ اوٹھا

یہ ٹھہرا جاتی جاتی کیون مرا خط لیکے کیا باعث
مگر قصد اب خیال نامہ بر مین اور کچھ ٹھہرا

نگین دل کا تھا مول اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے
گیا جس دن سے دست سیمبر مین اور کچھ ٹھہرا

کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہی کبھی لالہ
نہ ٹھہرا داغ یہ میرے جگر مین اور کچھ ٹھہرا

کوئی زہرہ جبین ٹھہرائے کوئی مہ لقا اوسکو
مگر وہ مہروش میری نظر مین اور کچھ ٹھہرا

نہین نازان ہم اوسپر اوسنے ہمکو دوست ٹھہرایا
ابھی دیگا وہ ظالم لحظہ بھر مین اور کچھ ٹھہرا

ہر اک کے دہن مین کچھ طور ٹھہرا اونکے ملنے کا
طریقہ اوسکا پر فہم ظفر مین اور کچھ ٹھہرا

اس بتکدہ مین جسنے کہ ای بت تجھے تاکا
کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہی خدا کا

اللہ ری تری تیزی شمشیر نگہ کی
دم بند جسے دیکھ کے ہو تیغ قضا کا

کہتے ہین مہ نو جسے دیکھا اوسے ہمنے
ہے ایک تراشیدہ تری ناخن پا کا

کیا اوس تری بیمار کو امید شفا ہو
جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا

ای دوستو اوس دلبر بے مہر کے آگے
کیا نام وفا کہ وہ دشمن ہی وفا کا

سرکش جو بہت حسن تو اپنی ہی ای شمع
دیکھا کبھی جلوہ نہین اوس ماہ لقا کا

ناکام رہا گر دہن زخم زبان سے
اچھا ہوا شاکی نہ ہوا تیغ جفا کا

تلوون سے ملا دیدۂ پر آب کو کس نے
پھیکا ہی کف پا مین تری رنگ حنا کا

نیسان سے اور اس چشم گہربار سے میری
دیکھو گے ظفر ہوگا کبھی خوب جھڑا کا

مطلع ثانی

رفع بے بادہ نہو مستون کی گرمی جگر
کب بجھاتا ہی یہ شعلہ آب گنگا آگ کا

ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزان کیا بلا
آسمان پر اک لگاتی ہی اڑنگا آگ کا

لڑتی ہے بندوق سی جو ای ظفر فوج فرنگ
رکھی ہے ہتھیار پاس اپنے تلنگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ ترے گل مین آگیا
زلفون کا پیچ و خم ترے سنبل مین آگیا

کس چشم پر خمار کا ساقی پڑا تھا عکس
جس سے کہ یہ نشان قدح مل مین آگیا

کب تک کرون مین صبر کہ درد فراق سے
ہی فرق میری صبر و تحمل مین آگیا

کیا شعلہ و شرار مین کیا مہر و ماہ مین
جلوہ ترا تو ہمکو نظر کل مین آگیا

دیکھا مجھے یہ تونی اور آنکھون مین میرا دم
آخر کو یار تیرے تغافل مین آگیا

کاکل مین تنگ آیا تو زلفون مین آیا دل
زلفون مین تنگ آیا تو کاکل مین آگیا

جلدی سے قاصدونکی ہوا کچھ نہ ای ظفر
وان سے جواب خط کا تامل مین آگیا

شمع کا داغ جگر ہے بزم مین کیا گل بنا
بلکہ اوسکا دود دل بھی ہمسر سنبل بنا

دیکھ پھر آخر خزان ہی کوئی دن ہی یہ بہار
اس چمن مین آشیان اپنا ہی بلبل بنا

ملگیا دریا مین جب قطرہ تو دریا ہو گیا
جزو جو کل مین ہوا گم جزو سی وہ گل بنا

مین وہ مے کش ہون کہ میری خاک سی بھی بعد مرگ
یا سبوے مے بنایا کوئی جام مل بنا

دل کا زنجیر بلا سی چھوٹنا مشکل ہوا
جب سے وہ شامت زدہ سودائی کا گل بنا

مانگ کی کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا
کوچۂ زلف مین دنکو بھی اندھیرا دیکھا

دور ساغر ہی مین گذری ہمین دن جون خورشید
ساقیا اوٹھ کی جو منھ صبحکو تیرا دیکھا

ابلق چشم کی اللہ ری تیرے شوخی
کہ دلیل ایسا نہ کوئی بھی بچھیرا دیکھا

دل کو چیتا مری ناخن کی خراشون سی تمام
بہتر اس دست جنون سی نہ چیترا دیکھا

خط مرا دیکھ لیا ایک دفعہ اوسنی تو کیا
حرف مطلب نہ کوئی غور سے میرا دیکھا

حلقۂ زلف سی تم بچ نہ سکے حضرت دل
اس بلا نی تمھین کسطرح سی گھیرا دیکھا

ہمسے غربت زدہ ٹھہری نہ ٹھکانی سی کہین
لیتے سب جانورون کو بھی بسیرا دیکھا

خاک مجنون نے کیا وادی وحشت مین مقام
کہ بگولے کی سوا کوئی نہ ڈیرا دیکھا

ہم نہ کہتی تھی ظفر بیچ نہ دل اوسکے ہاتھ
ناپسند اوسنی کیا لیتے ہی پھیرا دیکھا

اونھین جب پیار سی گودی مین کوئی بھر کے لیلونگا
دہن کی بوسہ بھی مین لب کو لب پر دھر کی لیلونگا

فقیر ای یار ہو جاؤنگا مین تیری محبت مین
زمین تکیہ کے خاطر پاس تیرے گھر کی لیلونگا

پرکھ پر جوہری کی مول لینی کا نہین موتی
دُر دندان سی مین تیری مقابل کر کی لیلونگا

لب میگون کی تیری لیگا بوسی کر لب ساغر
تو مین اس بادہ کش بوسی تری ساغر کی لیلونگا

ہلا دونگا جہانکو دیکھنا زیر زمین مین بھی
ذرا جو کروٹ جو ہاتھون سی دل مضطر کی لیلونگا

جو توڑی شیشۂ می محتسب نے مار کر پتھر
تو بدلی مین کسیدن اوس سے اس پتھر کی لیلونگا

کرونگا کعبی مین جا کر ظفر کیا گر بنے گا ڈھب
تو بوسی اوس بت کافر کے سنگ در کے لیلونگا

جو بیہودہ گو ہو ظفر اوس سے کہدو
نہ باتین بنا میری محفل مین بیٹھا

چبھا ہوا ہے جگر مین میرے یہ نیش مژگان یار کیسا
کھٹکتا ہر دم ہے ساتھ دم کے الٰہی سینے مین خار کیسا

جو مست اوس چشم مست کے ہین نہین ہے کچھ ہوش اونکو ساقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشا ہے کیسا خمار کیسا

بندھا جو اشکونکا تار دیکھا تو اوسنے ہنسکر یہ مجھسے پوچھا
کہ تونے اپنے گلے مین ڈالا یہ موتیون کا سا ہار کیسا

اوڑاتا کیا خاک سر پہ مجنون چلا ہے زندان سے سوے ہامون
اُڑی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا

کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھپہ اے شعلہ خو ہو شیدا
پھر اوسکو ہوش و حواس کیسے پھر اوسکو صبر و قرار کیسا

یہ لیکے تیر و کمان کا جانا شکار کا ہے فقط بہانا
تجھے کسیکو ہدف بنانا ارے ستمگر شکار کیسا

ظفر جو پھیری ہے اوسنے چتون خفا ہے مجھسے وہ شوخ پرفن
بنا دیا اوسکو میرا دشمن یہ عشق ہے دوستدار کیسا

ترا بسمل ہی کیا تجھکو ہے اے قاتل دعا دیتا
لب ہر زخم سے ہر دم ہے اوسکا دل دعا دیتا

جب عاشقی مین دل نے مرا پاس کھو دیا
مین نے بھی اوسکا ایسا کیا ناس کھو دیا

مفلس کے ہوش کیا رہین اوسکی تو عقل کو
اے چرخ تو نے باعث افلاس کھو دیا

اقرار نامہ اونکی محبت کا ہم اونھین
دکھلائین کیا کہ ہمنے وہ قرطاس کھو دیا

مضمون تو آگیا تھا خموشی کا اپنے ہاتھ
یارون نے کی جو آن بکواس کھو دیا

خورشید جو چھپا تو یہ آیا نشے مین جوش
سونے کا وہ فلک نے کہان طاس کھو دیا

افسوس اپنے اشک کی جانی نہ ہمنے قدر
کیا بے بہا نگینۂ الماس کھو دیا

نے دل رکھا نہ جان رکھی مین نے عشق مین
جو کچھ کہ اے ظفر تھا مرے پاس کھو دیا

اگر مرے دل سوزان کا داغ گل ہوتا
کبھی چمن مین نہ گل کا چراغ گل ہوتا

وہ رشک گل جو گلستان مین میکشی کرتا
تو غنچہ ہوتا گلابی ایاغ گل ہوتا

ہر ایک خار پہ فیض قدم سے مجنون کے
نمود ہے سر دامان راغ گل ہوتا

جو زشت رو ہین اونھین کیا ہو روے خوب عشق
سنا نہین کبھی معشوق زاغ گل ہوتا

اگر یہ جانتا ہے تنگ عرصۂ گلزار
شگفتہ یون نہ کبھی با فراغ گل ہوتا

چمن مین نالۂ بلبل کو کون پھر سنتا
تری طرح سے جو نازک دماغ گل ہوتا

چمن مین جاے ہے جب اے ظفر وہ رشک چمن
تو اوسکو دیکھ کے اے باغ باغ گل ہوتا

ڈھب نہ رونے کا تری نرم مین اک آن بنا
مجھپہ یارون نے لیا پہلے ہی طوفان بنا

منت کش مرہم ہون نہ مجروح ازل کے
دیکھا نہین زخم گل سیراب کا پھاہا

گرمی سے مرے خون جراحت کے عجب کیا
ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا

وہ زخمی شمشیر حوادث ہی کہ جسکو
آئے ہی نظر چرخ بھی زہراب کا پھاہا

زخم دل عاشق کی نہ سوزش مین کمی ہو
بالفرض اگر اوسپہ ہو گرداب کا پھاہا

پر درد کو تزئین سی غرض کیا سر زخم
یکسان ہی گزری کہ ہو کمخواب کا پھاہا

پھوڑا سا نہ کیون پھوٹ بہی دل ظفر اوسپر
ہے مرہم غمخواری احباب کا پھاہا

تو نی جو گل کیطرف غیرت گلشن دیکھا
کبھی آئینے مین اپنا نہین جوبن دیکھا

مہ جبین ہمنے تجھے کیا پس چلمن دیکھا
تار بارش مین چھپا اک مہ روشن دیکھا

تو ہوا جب سے کہ ای دست جنون دست انداز
ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

جتنا تو ہمسی کھنچا اتنا ہی کھنچکر آیا
کشش دل کا اثر ای بت پرفن دیکھا

گردش چشم تری وہ ہی کہ جسنے ای شوخ
سنگ سرمہ کو کیا سنگ فلاخن دیکھا

کیا ہی باندھی ہی تری چشم نی اشکونکی جھڑی
کبھی ایسا نہ برستے ہوی ساون دیکھا

دیدۂ آہوے صحرا کے سوا ہمنے چراغ
ای صبا تربت مجنون پہ نہ روشن دیکھا

خانہ دل مین جو ہی آہ و فغان کا عالم
تعزیہ خانے مین بھی ایسا نہ شیون دیکھا

راز دل جس سے کہا دوست سمجھکر اے دل
اے ظفر ہمنے اوسے جان کا دشمن دیکھا

کہا تھا تجھ سے جو احوال ہمنشین ہمنے
خبر نہین کہ کہا اوس سے تو نے کیا نہ کہا

جتائین ہمنے سہین اسقدر کہ مرہی گئی
مگر کبھی نہ کہا تو نے مرحبا نہ کہا

مری نگہ نے مرا راز کہدیا اوس سے
بلا سے گر نہ کہا مینے مدعا نہ کہا

وہ حال دل جو سنی گوش دلسی تو کیسے
وگرنہ کہنے سے کچھ فائدہ کہا نہ کہا

ہم اوسکی بات سے قائل ہین ای ظفر جسنے
بھلا کیا جسے منھ سے اوسے بُرا نہ کہا

ظالم تری چپ رہنے کا عقدہ نہین کھلتا
کیا جانے کہ ہی دامین تر کیا نہین کھلتا

جب تک ہو دم سر و رخ زرد تہ غماز
ہر ایک پہ راز دل شیدا نہین کھلتا

اوس مست مے ناز کی اکسر ہے تمکین
وہ عالم مستی مین بھی اصلا نہین کھلتا

کھلتا نہین احوال پریشانی دلکا
جبتک کہ ستمگر ترا جوڑا نہین کھلتا

بند آنکھین ہوئی جاتی ہین اشتیاق کی تیرے
کیون بند نقاب رخ زیبا نہین کھلتا

جو اسکو پڑھاتی ہین وہ جبتک کہ نہ آئین
خط سامنے اوس شوخ کے میرا نہین کھلتا

کس کام کے پھر ناخن تدبیر ہمارے
جب تار محبت ہی کا پھندا نہین کھلتا

کیا منھ ہی کہ ہو خنجر قاتل کی شکایت
یان منھ ہی میرے زخم جگر کا نہین کھلتا

یان آئے کہان سے ہین کہان جائینگے یان سے
حیران ہین ظفر ہم یہ سمجھا نہین کھلتا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا
دن کے پہلو مین خور شید مین اختر چمکا

ہم صورت اپنے اوسکو جو آئی کئی نظر
حیران ہو کے آئینہ خانے سے اٹھ گیا

تھا میرے اور اوسکے جو پردہ سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اوٹھانے سے اوٹھ گیا

جسکو کہ ڈھونڈھتا ہوا مین ہر کہین گیا
دل ہی مین تھا مرے مجھی مل نہین گیا

جسدم گیا مین اوس بت کافر کے سامنے
یہ ہو گیا یقین کہ بس ایمان دین گیا

آنکھین سی کھل گئین مہ انجم کی دیکھنا
کوٹھے پر اپنے تو جو شب اے مہ جبین گیا

کیا جانے کسکو ذبح کریگا کہ آج وہ
خنجر بکف چڑھا ہوا آستین گیا

جونکا نہ خوابگاہ مین شبکو وہ مست ناز
شور و فغان مرا سر چرخ برین گیا

رو رو کے ہمنے چشم سے دریا بہا دیا
دنکا تری غبار پہ اب تک نہین گیا

ہین اور دون دل اپنا کسیکو تری سوا
تیرا خیال یہ کدھر اے نازنین گیا

گنج لحد مین بھی مجھے آرام ہو چکا
گر ساتھ مضطرب دل اندوہگین گیا

آیا رقیب بن کے وہان وہ اے ظفر
پیغامبر جو ہو کے مرا ہمنشین گیا

جب چراغ گل چمن مین یک بیک گل ہو گیا
چشم بلبل مین تاریک یا بکل ہو گیا

خانہ زندان مین میرے نالہ زنجیر سے
شور محشر سے بھی اک برپا سو غل ہو گیا

بل بے جوش گریہ آنکھون مین نشہ سا ہو گیا
عشق کی کیفیتون سے خون دل مل ہو گیا

تجکو کیا تیری بلا سے کوئی اے غفلت شعار
ہو گیا گر کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

وائے نسیان کر دیا تھا منع لیکن اوسپہ بھی
دانہ گندم ظفر جنت مین آدم کہا گیا

بکتے بکتے ناصحا تیرا تو بھیجا پک گیا
اور سنتے سنتے اب میرا کلیجا پک گیا

دلمین وہ پھوڑا نہین اپنے کہ پک کر پھوٹ جائے
تو اگر جراح کہتا ہے کہے جا پک گیا

چاہتے تھے ہم یہ مدت سے کہ پک جائے خیال
خواہ اے ہمدم بجا تھا خواہ بیجا پک گیا

دل ہے اے ظالم مرا نخل محبت کا ثمر
اب نہین کچا رہا یہ اسکو لیجا پک گیا

جسم خاکی اپنا ظرف خام تھا اوسنے ظفر
آتش غم سے پکانے کو جو بھیجا پک گیا

گرچہ وہ خنجر بکف آکر مکان پر پھر گیا
موت کا پر ذائقہ آکر زبان پر پھر گیا

تپ چڑھے گی اور گرمی سے سوا خورشید کو
نالہ سوزان مرا گر آسمان پر پھر گیا

بوالہوس نے بھی کیا تھا اوسنے اقرار وفا
لیکن اس اقرار سے وہ امتحان پر پھر گیا

جب ہلی مژگان تمھاری ایک خنجر سا وہین
یان گلوے عاشق آزردہ جان پر پھر گیا

بجھ سکا سوز جگر میرا نہ جوش گریہ سے
گرچہ اس طوفان سے پانی اک جہان پر پھر گیا

اب تو ہم دلکو بچا لائے نہین لائینگے پھر
گریہ ہو کر شیفتہ اوس دلستان پر پھر گیا

دیر کیا اور کعبہ کیا دونون سے دل میرا ظفر
پہونچتے ہی اوس صنم کے آستان پر پھر گیا

نہ اوسکا بھید یاری سے نہ عیاری سے ہاتھ آیا
خدا آگاہ ہے دل کی خبرداری سے ہاتھ آیا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک
وہی رازق ہی کافر کا وہی ہادی مسلمان کا

اگر ہوجائے پارہ پارہ دل اوسکی محبت مین
تو پھر ہر پارۂ دلکو سمجھ سی پارہ قرآن کا

نہ کرتا وہ اگر پیدا بنی کو نوع انسان مین
تو مخلوقات مین اشرف نہوتا نوع انسان کا

بنی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے
نہوے عاصیونکو حشر کے دن خوف عصیان کا

عجب کیا نعمتین گر اوسکے نور حسن مغنی ہی
بجای حسن مطلع ہوے مطلع مہر تابان کا

زلیخا دیکھتی گر اک نظر اوسکا رخ روشن
تو اوسکو خوب ہوجاتا تماشا ماہ کنعان کا

ظفر مضمون حمد و نعت کے گلہای رنگین سے
ورق میرا سر دیوان کا ہی اک باغ رضوان کا

ہمنے روضہ کو تری روضہ رضوان پایا
بلکہ رضوان کو نہ یان ہمسر دربان پایا

محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین
چشم نرگس کیطرح سے اوسے حیران پایا

دیکھی سب معرفت آگاہ تری در کے فقیر
ہمنے پایا جسے یان صاحب عرفان پایا

تیری در وے آزکی ہی خاک وہ اکسیر شفا
کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا

تشنہ لب کیون نہ محبت کے ہون آکر سیراب
ہمنے ہر چشمہ کو یان چشمہ حیوان پایا

کہے اس درگہ عالی کی کوئی کیا رفعت
کہ اسے عرش کا ہمپایہ ایوان پایا

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین کسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے ظفر یان پایا

حال دل سب لکھا نہین جاتا
اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا

کیا ہزار شگفتہ بہار نے لیکن
خزان کے ڈر سے کبھی باغ گل نہوا

نہ ٹپکے خار پہ مجنونکے پانون سے تا خون
نمود اک سر داماں راغ گل نہوا

گیا جو تو تو مقابل تری نزاکت کے
چمن مین ای بت نازک دماغ گل نہوا

بہار آئی مگر جب تلک نہ تو آیا
چمن مین رشک چمن باغ باغ گل نہوا

عش او سپہ مین ہون نہ غیر ای ظفر کہ خبر بلبل
بہار مین کبھی مرغوب زاغ گل نہ ہوا

کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا
نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا

نہ آیا دل کی سمجھ مین کہ بار غم ہی گران
اگرچہ سینے دیا اوسکو بارہا سمجھا

چڑھا جو اشک کا دریا مہ تو ایک جہان
فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا

بنا یار خ پہ ہی کیون تو ذی خال کاجل کا
یہ نکتہ مین نہین اے شوخ مہ لقا سمجھا

نہ سمجھے سنیے کو کیون عرصہ گاہ محشر وہ
جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا

غم جدائی مین موت اوسکو عین صحت ہی
مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا

ہمیشہ کیون تری آنکھون سے اشک جاری ہین
ظفر ہمین بھی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

ای ستمگر کنے ایسا تجکو نٹ گھٹ کر دیا
ان فریبون نے تری عالم کو تل پٹ کر دیا

صبح گل اوسکا کھلانا تو جو ہمکو دیکھکر
راتکو انیا چراغ خانہ گل جھٹ کر دیا

کرتی ہین پانی کی آمیزش شراب ہندمین
خون دلسے آنسوونکو ہمنے غٹ پٹ کر دیا

واسطے بے مغز کی کیا خاک ہو نشو و نما
سبز ہو سکتا نہین وہ جو کہ دانہ گھن گیا

جاگ اوٹھا خواب عدم سی یک بیک سارا جہان
کان مین جسدم ظفر خالق کا امر کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا
کنگرہ عرش معلی کا ابھی ہل جائیگا

غم نہین جائیگا تیرا جبتلک ہی دم مین دم
دم کی ساتھ آیا ہی یہ اور دم کی شامل جائیگا

رشک گلزار ارم ہو جائیگا کوچہ ترا
چشم پر خون لے کے جب یہ تیرا مائل جائیگا

ہو گئی ہین ساتھ جو تیرے یہین تک ہین وہ ساتھ
آیا یان تنہا ہی تو تنہا ہی غافل جائیگا

گوہر دندان پہ تیرے ہونگے جب انجم نثار
عارض روشن کے صدقے ماہ کامل جائیگا

اوٹھکے جائیگا تری محفل سی جو ای شمع جو
چشم تر ہی وہ مثال شمع محفل جائیگا

جائیگا دم مین دیار یار تک پیک خیال
ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا

مین چمن مین بھی رہونگا دل گرفتہ ای صبا
دل نہین ہی میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن
پر نہ تیرا شوق ای شیرین شمائل جائیگا

تیری کوچے سے کہان جائیگا تیرا خاکسار
مثل نقش پا وہین یہ خاک مین مل جائیگا

ہوئیگی اوس روز برپا کیا قیامت ای ظفر
خاک پر جسدم شہیدون کی وہ قاتل جائیگا

غلط ہی جو کہی یہ چپکے رہنا کچھ نہین اچھا
نہ کہنے مین مزا ہی منھ سی کہنا کچھ نہین اچھا

جنھون سے دوستی کی وہ ہمارے ہو گئی دشمن
قصور اونکا نہین اپنا ہی اپنا کچھ نہین اچھا

دست پا مین جو لگاتی ہو تم اپنی مہندی
کیا نہین خون کسی عاشق کا نگارا ملتا

ہوتی پیدا ہین وہان مارے جائے سنبل
ہی جہان خاک مین اوس زلف کا مارا ملتا

دست و پا مارتی ہین گرچہ ظفر ہم لیکن
نہین دریائے محبت کا کنارا ملتا

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہان ہو جائیگا
جب کہ وہ بی مہر ہمپر مہربان ہو جائیگا

گر ہوا اس آہ سوزان کا کوئی شعلہ بلند
دیکھ لینا خاک جلکر آسمان ہو جائیگا

ای پری رو اپنی صورت تو دکھائیگا جسی
صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سان ہو جائیگا

وہ جو دل مین لگ رہی ہی آگ بجھنی کی نہین
چشم تر سی گرچہ اک دریا روان ہو جائیگا

دیکھنا اوس چاند کی ٹکڑی کو کیونکر جانتا
ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتان ہو جائیگا

ای جنون تیری بدولت نام میرا آخرش
دشت مین ہر خار کے ورد زبان ہو جائیگا

باز آ اس خونفشانی سی کہین اے چشم تر
دیکھ میرا راز دل سب پر عیان ہو جائیگا

ای تغافل کیش کی تو نی اگر آنی مین دیر
کام ابتر تیری عاشق کا یہان ہو جائیگا

کرتے مین دعوی محبت کا جو اوس سفاک کی
اے ظفر اک روز اونکا امتحان ہو جائیگا

ہمارا اونکا ہی جسدم مقابلا پڑتا
نہین کلام کا غیرونکا حوصلا پڑتا

فراق یار مین ہوویگی زندگی کیونکر
کہ پیچھے جان کے یہ غم تو ہی بلا پڑتا

یہ سوز دل سی مرا اشک گرم ہی کہ جہان
بدن پہ گرتا ہی وان ایک آبلہ پڑتا

سناتے نالہ پر درد ہم اگر اپنا
تو بلبلو ابھی صیاد بلبلا پڑتا

تیری اک تار کی قیمت مین جو دون چین وقمار
تو بھی سودا نہواے زلف پریشان مہنگا

روبرو اوس لب پان خوردہ کے کچھ بات نہین
کیا ہوا گرچہ ہی لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیکے اوسے لی اپنا دل
نہ کہون مین کہ کیا تو نے یہ پیکان مہنگا

کہتا تل سے کری ہاتھہ لہو سے رنگین
نہین مہندی سے سوا خون شہیدان مہنگا

کردیا آنسوؤن نے میری یہانتک بے آب
ایک کوڑی پہ بھی ہی اب دُر غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر تیرا ہو جاے غلام
چھوڑ پوست کہ نہین تجکو یہ انسان مہنگا

ساقی ہی نشہ آنکھون مین معمول سے ہلکا
نظرون مین ہی اب رطل گران بھول سے ہلکا

ہر بات مین تو ایک بھی ہی لاکھ سے بھاری
گر بات کو اپنی نہ کرے طول سے ہلکا

ہے جامۂ تکلف کا پسندیدۂ احمق
ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

اچھا کیا میرے تن سے اوتارا
اب کوئی نہین اس پیر تے مقتول سے ہلکا

خبر تارک دنیا ہوس سے نہ سکندر کش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا

صرفہ نہین کاغذ کا مگر بھیجتے ہین وہ
خط ڈاک مین اندیشۂ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

نہ تھا وہ آؤ تھا کچھ بھی قابو رات پر جاتا
بلا سے کچھ بھی ہوتا لیکن اونپر بات پر جاتا

اگر ہم روکتے یارو نہ اپنی اشکباری کو
جہان مین تلکہ یہ دیکھکر برسات پر جاتا

جانیکا دل کو غم ہی نہین اور غم مجھے
عارت بلا ہے گر ذر و مال ہو گیا

رنگ شفق نہین ہی کشتی مگر فلک
گرم غضب ہوا سی جو منھ لال ہو گیا

عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پہ
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روی مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا نظر حال ہو گیا

کدورت دل مین ہی ظاہر صفائی گر ہوتی تو کیا
ملاپ اونسی ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا

ارمی نا آشنا و پھر وہی نا آشنا ہوتم
کیسکی تمسی دوون آشنائی گر ہوئی تو کیا

بنایا ہی صنم جسنے انھین سجدہ اوسیکو ہی
بتون کے سنگ در پر جبہہ سائی گر ہوئی تو کیا

جوانی کیسی طاقت کوئی روک سکتی ہی پھر مین
کسی تدبیر سی حاجت روائی گر ہوئی تو کیا

لڑائی جاتی ہین وہ آنکھ دیکھو اب بھی عمر دشمن
مری اس بات پر اونسی لڑائی گر ہوئی تو کیا

نہین پرواز کی صیاد دل و پر کی طاقت
قفس سے ہم اسیرونکی رہائی گر ہوئی تو کیا

رہی واہی جو گز نہ کچھ شکر و شکایت کی
بھلائی گر ہوئی تو کیا برائی گر ہوئی تو کیا

پہونچ سکتی نہین فریاد اوس مہوش کے کانون تک
فلک تک آہ کو میری رسائی گر ہوئی تو کیا

نہ چھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مین نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

جب آکے میری قتل کو قاتل اڑ گیا
مضطر ہوئی یہ سنکے قضا دل الٹ گیا

آتا نظر ہی یون فلک سبز واژگون
جیسے ہو جام زہر ہلاہل الٹ گیا

پہلو مین کل سے اپنے اوسے دیکھتا نہین
یارب کدھر مرا دل پرغم نکلگیا

دیکھی عذاب سوز محبت مین اسقدر
دل سے ہماری خوف جہنم نکلگیا

پھر خواب مین بھی ہمنے نہ دیکھا وہ اے ظفر
آنکھون کے سامنے سے جو عالم نکلگیا

غلط گوئی کہی جو چپ رہی سے کچھ نہین ہوتا
یہان چپ ہی کچھ اچھی ہی کہی سے کچھ نہین ہوتا

ہنسے جام لبالب بھی تو کیفیت ہو اے ساقی
صراحی کے تو خالی قہقہے سے کچھ نہین ہوتا

سہے ظلم ان ستمگارون کے کوئی کس توقع پر
کہان ظلم و ستم بھی تو سہے سے کچھ نہین ہوتا

مجھے بھاتی ہین نے نالہای زار ای بلبل
مرادل خوش ترے اس چہچہے سے کچھ نہین ہوتا

دکھادے تو رخ نو خط پہ خط سبز کی سبزی
کہ حاصل لطف سبزہ لہلہے سے کچھ نہین ہوتا

نہین بجھنے کی دل کی آگ گرچہ میری چشمون سے
بہا دریا تو کیا دریا بہے سے کچھ نہین ہوتا

خط آئے پر بھی ہی عالم وہی اوس روے روشن کا
ظفر بے نور یہ سورج کہی سے کچھ نہین ہوتا

جو مطلب ہے کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا
مری صحبت مین مجنون بیٹھکر اوستاد ہو جاتا

زبان جب اپنی ہو جاتی ہی اپنے واسطے دشمن
سخن ہی ناحق مین اپنے ہی جلاد ہو جاتا

قیامت کرتا برپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا
اگر بیدار شب کو سنکے وہ فریاد ہو جاتا

مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتے ہین پر ظالم
ترا دل اور بھی ہی سخت اک فولاد ہو جاتا

خجل ہو جاتی ہی گل دیکھکر رخسار کو تیرے
ترا قد دیکھکر شرمندہ ہی شمشاد ہو جاتا

یہ فضل دیکھ کہ خود بادشاہ ہی لیکن
رکھا ہی اورون پہ بھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھ کہ خود بے نیاز ہی لیکن
دھیان ہی اوسی بندونکی خیرخواہی کا

تم اپنے جی مین عزیز اور ذلیل ٹھہرالو
خدا ہی ایک مہ و مہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسیکو جگر خستۂ دوام فراق
دیا کسیکو مزا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم بتان مین فسون کہ جو دیکھی
تمام عمر کری شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبیؐ اور صحابہ دل سے ہے
ظفر اوسے نہین ڈر حشر کی تباہی کا

ہے مرتبہ ہر ایک بشر کا جدا جدا
قسمت جدی جدی ہی نصیبا جدا جدا

خالی نہین جہان مین تمنا سی کوئی دل
ہر ایک مین ہی گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھون کی مژہ کا تیر
ہے میرے کشت و خون کو مہیا جدا جدا

شعلے مین بھی ہی برق مین بھی اور شرار مین
اک نور کا کسیکے تجلا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ مری ہر مژہ سی آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتی ہین گاہی دہن کا ہم
دونون مین ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہوگا منھ سی جب تک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

کرون فریاد مین کیونکر نہ اوس بیدرد کی آگے
مرا درد اسکو بی آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نالہ ظفر لیکے اڑ گیا

کب آتا ابر سیہ نظر ہی زمین سے اونچا فلک سی نیچا
یہ اپنا دود دل و جگر ہی زمین سے اونچا فلک سی نیچا

نہ کچھ بلندی کی ہی تمنا نہ کچھ ہی پستی کی فکر اصلا
[illegible] زمین سے اونچا فلک سی نیچا

نہ شعلۂ برق سمجھو اسکو نظر اوٹھا کر بغور دیکھو
یہ آہ کا میری آگ سر ہی زمین سے اونچا فلک سی نیچا

خدنگ جانان سے کوئی کہدی کہ دلمین آکر ہمارے بیٹھے
چلا لگا کر یہ پر کدھر ہی زمین سے اونچا فلک سی نیچا

پتا مکان کا بھی گر بتانا تو کچھ سمجھ مین نہ اپنی آیا
کہا یہ اوسنی کہ میرا گھر ہی زمین سے اونچا فلک سی نیچا

فلک کیجانب ہی چشم مردم زمین کو جھانکی ہین جھانکی انجم
کھڑا جو وہ پشت بام پر ہی زمین سے اونچا فلک سی نیچا

زمان نے پستی بلندی ایسی دکھائی ہمکو پس از فنا بھی
غبار اپنا جو ای ظفر ہی زمین سے اونچا فلک سے نیچا

تو مری لاش پہ قاتل نہین دم بھر روتا
خونکی اشکون سے پہرون ترا خنجر روتا

یون تو ہان رونیکو ہی ابر بھی روتا لیکن
نہین اس دیدۂ گریان کے برابر روتا

ای ستمگار ترے ہاتھ سی دلسوز ترا
شمع کیطرح سی جل جل کے ہی اکثر روتا

رہی تاثیر نہین آہ و فغان مین ورنہ
ہو کے پانی مری فریاد سی پتھر روتا

تجکو آتی ہی ہنسی یہ بھی نصیبونکا لکھا
ورنہ ہی غیر بھی خط کو مری پڑھکر روتا

ق

بزم عالم مین بہم شادی و غم ہین دونون
ایک ہنستا ہی ظفر ایک ہی یان گر روتا

دیکھ لی آنکھ سی گر ساغر می ہنستا ہے
ہچکیان لیکے ہے شیشہ بھی مقرر روتا

ظفر

دیا ظفر اُتر گیا اور ابر کھل گیا
اپنا نہ زور طبع نہ زور قلم گھٹا

جو لیکے وہان سے خط و پیغام ہی آتا
جب کرتے ہین فریاد وہ کہتے ہین کہ ہمکو
کس روز ترا ذکر رخ و زلف زبان پر
مرغان چمن کرتے ہو کیا چہچہے دیکھو
کیون شرم سے گڑ جاے نہ شمشاد زمین پر
تر دامنی اوسکی ہے کہ کعبے مین بھی جو رند
غش کھاکے گری ہے وہین مہتاب زمین پر

وہ کون ہے یا اوسکا نہین نام ہی آتا
کچھ اسکے سوا اور نہین کام ہی آتا
سو بار نہین صبح سے تا شام ہے آتا
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہی آتا
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہی آتا
ترمے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہی آتا

جو حق کیے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قائل
ناحق ہمین دنیا نہین الزام ہی آتا

ہم رو سے ایسا تو نے جو ہمکو رلا دیا
پانی مین اک دکھائی فلک بلبلا دیا
اوس شعلہ خو سے بزم جہان مین لگا کے لو
مانند شمع آپ کو ہمنے کھلا دیا
ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے تباہمین اک چٹکلا دیا
ایسا ہنوز کہ غیر پہ کھلجاے مدعا
قاصد نے میرے خط اوسے جاکر کھلا دیا
سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سلا دیا
تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

جلا دیگا جہانکو دیکھ لینا یہ دل سوزان
جو نالہ اسنے اور اک آہ آتشبار کھینچا

خطِ رخسار کو تیری جو دیکھا اے گلستان رو
قلم سب نے شنو یسون نے خطِ گلزار کھینچا

ہوئی کچھ تو دلِ بسمل کی اپنی صورتِ تسکین
تری تصویر کو جب سنیہ انگار کھینچا

دل زخمی سے اپنے ناوک دل دوز کو اسکی
اگرچہ کھینچنا تھا اے ظفر دشوار کھینچا

لبِ نازک پہ نہین رنگ مسی کا اودا
صبح بوسے نے لب ہو گیا تیرا اودا

رخِ خورشید پہ ہی ابر بہاران نقاب
یار کے چہرۂ روشن پہ دوپٹا اودا

آبِ گریہ مین ہمارے فلک نیلی فام
نیلوفر کا سا کوئی پھول ہی اودا اودا

سرمہ آلودہ ترے اشک نے خطِ صد دل
صفحہ روے کتابی پہ ہی کھینچا اودا

ہی نہان پردۂ ظلمات مین صاف آبِ بقا
برمین اوس جان جہانکے نہین جوڑا اودا

لکھتا شنگرف سے شبخون کا اشاہ میرے
ہاتھ کاغذ مری قاتل کے نہ آیا اودا

ہے فلک پر ظفر اس دودِ جگر سے میری
طرفہ جام زر خورشید پہ بنا اودا

سرد مہری سی تری دل ہوا ایسا ٹھنڈا
کہ پسینا بھی بدن پر مرے آیا ٹھنڈا

تپش دل منہ کم گرچہ مرے سینے پر
رکھی مندل مین لوئی رنگ کے کپڑا ٹھنڈا

غم کی کھانی سے یہ گرمی ہی کہ جی چاہی ہی
پانی اسوقت پلائی کوئی ٹھنڈا ٹھنڈا

پکے ہی کیونکہ نہ مے خوار ہو اخواری کو
جائین صحرا مین کہ ہی وقت سحر کا ٹھنڈا

دکھاتا ہی لب خشک اپنی پر زخم جگر میرا
ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہین دیتا

ابھی آتا ہون اڑ کر پاس تیرے پر کرون کیا ہی
مرا خالق مجھی پر ای پری پیکر نہین دیتا

بھرا ہی باغ پھولون سے بھرین نہرین ہین مانیے
مجھی بھر بھر کے ساقی مے سی کیون ساغر نہین دیتا

جواب صاف تو دی دی وہ تو خط میرے قاصد کو
جواب خط نہین دیتا بلا سی گر نہین دیتا

پڑا مین کروٹین لیتا ہون ساری رات بستر پر
ذرا آرام سی سونی دل مضطر نہین دیتا

ظفر اوسپر بھی اوسکو رو رو دیتے ہین ہزاران دل
اگرچہ جانتی ہین سب کہ وہ لیکر نہین دیتا

بلا سی گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کی جا بیٹھا
مرا وان نامہ میرا نامہ بر پہونچا کی جا بیٹھا

مجھی حیرت ہی دل کیونکر تری گوشہ مین ابرو کے
بہم اخلاص تجھ سی عشوہ گر پہونچا کی جا بیٹھا

خدنگ ناز ای ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی
مری دل مین مری جانکو ضرر پہونچا کی جا بیٹھا

رفاقت تو نہ کی دل کی مگر کچھ رہنمائی کی
الگ مجھ سی مجھی وہ اوسکو گھر پہونچا کی جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ پر
دل مضطر بہم کچھ بال پر پہونچا کی جا بیٹھا

ہوا حاصل تجھی کیا تو کنار غیر مین ظالم
کناری گور کے مجکو اگر پہونچا کی جا بیٹھا

گیا تھا دلکو کیا پہونچانے اپنے کوی دلبر مین
کہ مین تو آپ ہی اوسکو ظفر پہونچا کی جا بیٹھا

مقابل جب تری آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا

لگاؤ گے کہان تیر نگہ دل گم ہی سینہ سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا

پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف مین کافر
نہ ڈر گوش سی گر آب و دانہ روبرو ہوگا

نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینونکو
بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا

ملایا دل سے یا دل کہا گرج کر دیکھ ای ساقی
یہ پیل مست پیل مست سے چنگھاڑ کر چمٹا

تری دامن سے چمٹیگے مری ہار سر تربت
نہ نیچی جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر چمٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ کھڑکا رکڑ چمٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا
کوئی تبلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا

ہوا سے لوٹتے تھے تو یہ مینا ہی حباب آسا
یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا

بہت تھا نار ہمکو آج اپنی سخت جانی پر
میان یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا

ہوا جس روز یہ مفتون تھا اس چشم مفتین پر
وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا

فقط کیا زلف تھی اسکی اندھیری رات سر تا سر
رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا

پہونچنا چاہیے تھا جلد تجکو جان بلب تھا مین
نہین یہ آج ای عیسی نفس تاخیر کا دن تھا

کہا جو چاہا اوسنے اور کچھ منہ سے بولے تم
رہی خاموش کیون اب ای ظفر تقریر کا دن تھا

وہ نہ ہی می مین نہ ہی وہ می پرستی مین مزا
جو نگاہ مست ساقی کی ہی مستی مین مزا

دل گرفتہ ہی برنگ غنچہ رہنا خوب ہے
ہنسکے پایا گل نے کیا گلزار ہستی مین مزا

خاک اوڑانی تھی اوڑائی ہمنے مثل گرد باد
نے بلندی مین اوڑایا کچھ نہ پستی مین مزا

ای ستمگر اپنے تو مژگان کے مجروحون سے پوچھ
کیا ہی زخم کاری تیغ دو دستی مین مزا

دیکھ ہی کیا ابر باران ساقیا دی بھر کے جام
مے کے پینے کا ہی اس بدلی برستی مین مزا

زاہدا کہتا ہی تو رشتہ تسبیح جسے
یہ بھی ہی دام فریب اور تری فن کا تاگا

سانپ بن نیکے مجھی کاٹتا ہی بن تیری
شب ہر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا

مرغ دل جاے کہان جبکہ پڑا گردن مین
ہمدم عشق بت صید فگن کا تاگا

کہکشان کہتے ہین جسکو وہ نظر آتا ہے
اے ظفر جامۂ گردون کہن کا تاگا

ذرا بھی تار جو ساقی شراب کا ٹوٹا
نشہ بھی ساتھ ہی رند خراب کا ٹوٹا

بہم شکست و درستی ہی قید ہستی مین
وہین بناؤ مین ساغر حباب کا ٹوٹا

ہزار ابر گہربار کا بھی زور گھٹا
نہ تار اشک ہے چشم پر آب کا ٹوٹا

جو ٹوٹا ہاتھ سے ساقی کے آج ساغر مے
تو مست بولے کہ جام آفتاب کا ٹوٹا

شکست دل کا لگا حال مین جو لکھوانے
قلم دبیر کتابت مآب کا ٹوٹا

سرود نالہ کے آگے ہی بے سُرا ایسا
کہ تار ہے تری مطرب رباب کا ٹوٹا

نہین ہی رنگ شفق آسمان پر پھیلا
ظفر یہ شیشہ ہی صہبای ناب کا ٹوٹا

ابرو کا تیری شب جو اوسی کچھ خیال تھا
کیا کیا فلک پہ رشک سی گھٹتا ہلال تھا

دیکھا جو ماہ کو تیرے عارض کے روبرو
بے رونق اپنی آنکھون مین اوسکا جمال تھا

ہلتے وہان صبا سے جو زلفون کے بال تھی
یان پیچ و تاب رشک سی چلنا وبال تھا

ہوتا نہ کیونکہ ای مہ کامل تجھے زوال
باعث تری زوال کا تیرا کمال تھا

آمد و رفت عدو ہی اور بھی افسوس ہی
اور وہان سے بند اپنا آنا جانا ہو گیا

دیکھکر وہ پنجۂ شانہ ہین زلف آتا ہی زلف
کیون نہ اپنا ہی دل صد چاک شانا ہو گیا

آب و دانہ گر نہین کنج قفس مین کیا ہوا
اشک و لخت دل ہی ہمکو آب و دانا ہو گیا

چومتی ہین ہم جو آنکھون سے صنم اپنی لیے
سنگ اسود تیرا سنگ آستانا ہو گیا

تجھ سی اے جان جہان کی جب سی مین نے دوستی
کیا کہون دشمن مرا سارا زمانا ہو گیا

قصہ فرہاد و مجنون سے زیادہ اے ظفر
درد عالم عشق کا اپنے فسانہ ہو گیا

ردیف بای موحدہ جلد اول

نیست از انجم شب تاب چراغان شب
مگر از خندہ نمایان شدہ دندان شب

شب ہم از کاکل مشکین تو سودا دارد
کہ شد از کاہکشان چاک گریبان شب

دل بشوق رخ و زلف تو چنان گشت غریب
کہ نہ سامان سحر و ماند و نہ سامان شب

زلف شبرنگ برخسار تو پیچد ہر روز
صبح عشاق سیہ بخت بدامان شب

صبح ہجرش ظفر آورد بلا روز سیاہ
بود در منزل آن ماہ کہ مہمان شب

کیا ہمسے کیا نباہ کیا خوب
صد آفرین اونکو واہ کیا خوب

آن نہ قرآن پر وہ شب کو
تا صبح دکھائی راہ کیا خوب

ہو غیر کے گھر مین روز جاتے
یان آتے ہو گاہ گاہ کیا خوب

یارب مین داغ کھا کے سراپا تمام شب
جلتا ہون مثل سرو چراغان کیا سبب

ای چشم یہ تو چشم نہ تھی تجھسی مجھکو تو
برپا کری ہی نوح کا طوفان کیا سبب

طفل سرشک تو تو مرا نور دیدہ ہی
مژگان کا میری چور ہی دامان کیا سبب

چاہت سی تھا نہ دل تو کبھی آشنا مرا
پھر کیون ہی غرق چاہ زنخدان کیا سبب

پہلو سی جا ظفر کے نہ اوٹھکر تو میری جان
کیون بیٹھنا نہین ہی تو اک آن کیا سبب

دل تیرا کسلیے نہوا شوخ و شنگ آب
ورنہ پیاری ہوتی ہین گریہ سی سنگ آب

روتی نہین ہی شمع مرا حال دیکھکر
آتش کا ہو گیا ہی یہ زہر تپنگ آب

خط سی نہ کمر ہو کیونکہ رخ یار کی چمک
جاتی رہی ہی آئینہ کی زیر زنگ آب

یون خط سبز کے ہین تصور مین اشک سبز
کائی سی جسطرح کہ بدل جاے رنگ آب

عارض پہ تیری ہو عرق افشان مجھی جو زلف
پھر جاے یک بیک سر ملک فرنگ آب

مین تشنہ لب ہون جام شہادت کا ہمدمو
آتی ہی مجکو پیتی ہوی عار و ننگ آب

مژگان مین لخت دل ہی کہان شیر نیستان
آتا ہی دیکھو پینی کو بالای گنگ آب

تو جلد جام حلقۂ جوہر سے دے مجھے
اس اپنی آب تیغ سی ای خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہی بحر محبت مین زندگی
یان یعنی سچ ہی یہ کہ ہی جان نہنگ آب

خال رخ سی تیرے قطرے ہین پسینے کی قریب
یا دھرے ہیرے ہین نیلم کے نگینے کی قریب

کیونکہ دل موم کرون اوس بت سنگین دل کا
ہو گئی ہی مری فریاد جگر سے غائب

صبر و طاقت ہوے یون دل سی مرے گم جب سے
گھر کے آرام کا اسباب ہو گھر سی غائب

نظر عام سے پنہان نہ کیون بندہ خاص
جو کہ حاضر ہین ادھر ہین وہ ادھر سے غائب

پردہ غفلت کا پڑا دل پہ اسی کے در پر
وہ تو اک لحظہ نہین چشم بشر سی غائب

کر گئی دلکو تری چشم پر افسون کافر
طرفۃ العین مین پہلوے نظر سی غائب

ولہ

گر ہو بہر سرمہ چشم اوسکی خاک در نصیب
ساری ہمچشمون مین اپنی کیون نہو یاور نصیب

زور سی ہوتا ہی کوئی وصل مہ پیکر نصیب
ہون قوی طالع نہ جبتک اور زور آور نصیب

پھوڑ پتھر سی نصیبونکو نہ اپنی کوہکن
ہوگا اس خارا شگافی سی تجھی پتھر نصیب

ہووے حق مین تشنہ کامونکی وہ آب زندگی
ہاتھ سی تیری جو ہو آب دم خنجر نصیب

جام جم کی اوسکی نظرون مین نہ کیفیت رہی
ہووے چشم مست ساقی سی جسی ساغر نصیب

آپ کو پہونچائین وان تک اسمین ہونی ہو سو ہو
آج ہم بھی آزمائین ای دل مضطر نصیب

وہ رہا جب تک بہر صورت رہا حیرت زدہ
صورت آئینہ یان جسکو ہوا جوہر نصیب

خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبونکی آہ
خاک کو اپنی بگولی مین ہوا چکر نصیب

جسکی آنکھونکو نہ تیری خواہش دیدار ہو
اوسکو دیدار خدا ہووے نہ ای کافر نصیب

مت اوٹھا آسودگان خاک کو ای روز حشر
اک ذرا راحت ہوئی ہی انکو اب مر کر نصیب

آتے آتے آ لٹے میرے در سی پھر جاتے وہ کیون
ای ظفر گشتہ برہ ہو جاتے نہ میری گر نصیب

زیر محراب دو ابرو ہین وہ آنکھین بدمست
آئی مسجد مین ہین کیون پیکے یہ میخوار شراب

ہم پیین خون جگر کیونکہ نہ تنہائی مین
تو پیے ہو کے جو ہم صحبت اغیار شراب

فاقہ مستی کے مزے پوچھے کوئی مفلس سے
پیتے اس لطف سے ہین کاہے کو زردار شراب

مے کشی کا ہے یہی بزم محبت مین مزا
دل عاشق ہو کباب اور لب یار شراب

دین عرق کھینچکے کتنے ہی نہ صحت ہوا سے
پیے نہ جب تک نہ تری چشم کا بیمار شراب

گر کے ہاتھون سے مرے جام بلا سے ٹوٹا
پر گری پانون سے گر کر نہ گنہگار شراب

چشم ساقی کے کرشمہ سے عجب کیا کہ پیے
زاہد گوشہ نشین بھی سر بازار شراب

بات دل کی نہ کہی اوس بت عیار نے ایک
اے ظفر ہمنے پلائی اوسے سو بار شراب

ردیف بای موحدہ جلد دوم

جہان سے دل لگی باہم گر دونونکی دو جانب
لگی ہے دل ہی دل مین وان خبر دونونکی دو جانب

نہ بولے منہ سے وہ اور ہم ہوئین پر دو چار آنکھین
رہی اک ٹکٹکی دو دو پہر دونونکی دو جانب

اوٹھاتا کیون ہے رخسارون سے تو زلفونکو رہنے دے
حفاظت کے لیے اے سیمبر دونون کی دو جانب

مرا دل اور جگر موڑے نہ منہ تیغ دو ابرو سے
وہ پھینکے بوٹیان گر کاٹکر دونونکی دو جانب

نہ مرتا کوہ مین فرہاد نے دشت مین مجنون
نہ لیجاتی اجل دونونکو گر دونونکی دو جانب

وہ دیکھے آئینہ اور ہم اوسے یہ کیا تماشا ہے
کہ ہے اک جلوہ منظور نظر دونونکی دو جانب

نہ جائے بتکدہ کو برہمن نے شیخ کعبے کو
محبت گر نہووے راہبر دونونکی دو جانب

ایکدن وہ تھا کہ تم پوچھتی تھی ہمسے فریب
اب لگی آپ ہین دینی ہمین سو دم سی فریب

جام مے دے کے ہمین کہتی ہو لو ساغر خم
یاری اب دینے لگی آپ بھی جم جم سی فریب

جان کر مار سیہ بوسے نہ لینے پائے
کھا گئی شب کو ہم اوس طرۂ پرخم سی فریب

غیر کیا دیگا فریب آن کے لاحول ولا
بھاگے ہی صورت شیطان اس آدم سی فریب

پوچھا محرم مین ہی کیا کہتی ہو کچھ ہی تمھین کیا
واچھڑی آپ بھی کرنی لگی محرم سی فریب

کوئی کیسا ہی فریبندۂ عالم ہی ظفر
اوسکا چلتا نہین تجھپر کسی عالم سے فریب

ردیف بای موحدہ جلد سوم

ہمارا اور عالم ہمکو اس عالم سی کیا مطلب
کسی سے کیا غرض ہمکو کسیکو ہمسی کیا مطلب

تماشا سب جہان کی ہمنے دیکھی ساغر مے مین
قسم آنکھونکی ساقی ہمکو جام جم سی کیا مطلب

جراحت مین مرے کچھ نون مرچین پیسکر بھر دو
کہ ہی یہ زخم عاشق کا اسی مرہم سے کیا مطلب

عرق آلودہ عارض تیر کے دیکھون ای گلستان رو
مجھے کیا کام گلشن سی گل و شبنم سی کیا مطلب

سیہ بختی سی اپنی اس بلا کے بیچ مین آیا
وگرنہ دلکو میرے زلف خم در خم سے کیا مطلب

جو یہ سمجھی کہ ملتا ہی وہی جو کچھ ہی قسمت مین
رہا اونکو ظفر پھر فکر بیش و کم سے کیا مطلب

ردیف بای موحدہ جلد چہارم

کبھی جو بھیجتے بھی ہین وہ مدتونمین جواب
تو لکھتی ہین مرے خط کا شکایتونمین جواب

آپکی خاطر سے ہم کرتے تھے ضبط اضطراب
دیکھکر بیتاب ہمکو اور گھبرائینگے آپ

گو نہ جاویگی سواری آپکی غیرون کے گھر
گھوڑی کاغذ کے یہین سے بیٹھے دوڑائینگے آپ

دل اولجھ کر زلف مین کوئی سلجھتا ہی ظفر
اور اولجھیگا زیادہ جتنا سلجھائینگے آپ

بے سبب چرخ ہی اک بر میر کین آپسے آپ
سر پھرا اور کسیکا تو نہین آپسے آپ

ہے تہ خاک بھی کوئی ترا عاشق جنات
ورنہ کب آئی ہی لرزش مین زمین آپسے آپ

ہاتھ پہونچا بھی نہین تا سر زلف پر چین
ہو گئے ہمسے وہ کیون چین بجبین آپسے آپ

بخت برگشتہ اگر ہو گئی سیدھے اپنے
تو چلے آئینگے سیدھی وہ یہین آپسے آپ

دیر کی گھر سے نکلنے مین جو تمنے تو یہان
تن سے جائیگی نکل جان حزین آپسے آپ

عشق چمکائی اگر داغ الم کو اپنے
ہووے ہر کشور دل زیر نگین آپسے آپ

کھینچین ہم کلک تصور سے جو تیری تصویر
بولے صورتگر چین دیکھکے چین آپسے آپ

گر محبت نے دیا دل کی صفائی مین اثر
میرے مرنے کا اونھین ہوگا یقین آپسے آپ

کیسی تدبیر ظفر جب وہ کرے اپنا کرم
کام بگڑے ہوئے بنجائین یونہین آپسے آپ

کیا ہوا مجھسے کشیدہ ہی وہ گر آپسے آپ
کشش دل اوسے کھینچے گی ادھر آپسے آپ

اوس دل آزار کا کیا جانے کیا خوف مجھے
دل دھڑکتا ہی مرا دو دو پہر آپسے آپ

ہے ابھی رات کہان جاتے ہی اے ماہ لقا
بول اوٹھتا ہی یونہین مرغ سحر آپسے آپ

جو ہمکو دو حرف ہوگے لکھتے تو پہر دن تم دل مین سوچتے ہو
یہ کیا کہ غیرونکو خط پہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ

نفس کی ہے جو کہ آمد و شد بغور کر سیر اسکی غافل
کہ دیکھ طے ہو رہی ہی کیونکر رہ وجود و عدم چھپا چھپ

خدا بچاوے کہ ان لٹیرون کو یاد لب چھپ ہے کس بلا کی
کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو لوٹکر یہ صنم چھپا چھپ

زہے نصیب اونکے عاشقون کے کہ بے تامل رہ وفا مین
اوڑا دے سر ایک دم مین سب کے وہ لیکے تیغ دو دم چھپا چھپ

ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ وہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اوٹھا کے تو نے قلم چھپا چھپ

ردیف بای فارسی جلد چہارم

جانتے ہین جب سے ہمکو اونکی خواہندون مین آپ
ہم نہین زندہ اگرچہ گنتے ہین زندون مین آپ

حضرت دل دیکھئے کیا خروع دلکا ہو رنگ
کشتکاری محبت کی ہین کارندون مین آپ

ہووے کس کس لطف سے خدمتگزاری آپکی
شیخ جی تشریف فرما ہون اگر رندون مین آپ

مطرب دلکو سرود غم تو کرنی دو شروع
نالۂ و فریاد ملجائینگے سازون مین آپ

ہو سرا دہر مین اے غافلو مہمان طریق
جاؤگے پھر ان جہان تھے پہلے پابندون مین آپ

یار کی پای نگارین ظفر لکھتے ہو وصف
ہین عجب مضمون رنگین کے نگارندون مین آپ

نہ اگر تو دکھائیگا صورت
دیکھیے ہوگی اپنی کیا صورت

جب کہا مین نے مین سوا تو کہا
مرنے والون کی دیکھنا صورت

گرچہ یوسف تھا خوبصورت پر
تیری اوس سے بھی ہے سوا صورت

مثل آئینہ عاشق حیران
چپکے چپکے ہے تک رہا صورت

آئینہ خانہ زمانہ مین
ہے ہر اک اپنا آشنا صورت

در پے قتل ہے مرے قاتل
دیکھیے سب ہین آشنا صورت

اور بھی آتی ہے ہنسی اوسکو
مین جو رونے کی لون بنا صورت

اے ظفر مجھکو اوس صنم کے سوا
نہ دکھاوے کوئی خدا صورت

مست سب جان گئے ساقی مخمور کی بات
سوجھتی یعنی نشے مین ہے جنت دور کی بات

دار پر کھینچو و یا قتل کرو جیسے تم
حق پرستو رہی پر ایک ہے منصور کی بات

چارہ گر جان چکے ہو کہ نہوگا چنگا
مجھ سے کیا پوچھتے ہو زخم کے انگور کی بات

ناتوانی سے یہ احوال ہوا ہے اب تو
کہ سنائی نہین دیتی ترے رنجور کی بات

پیارا پیار ترا جیسا کہ ہے انداز کلام
کہ پری کا ہے سخن ایسا نہ ہے حور کی بات

سیمبر آتا نہین بر مین عزیز و بے زر
مجھ مین مقدور نہین یہ تو ہے مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جب سے ظفر اوسکو غرور
خالی از غرہ نہین کچھ بت مغرور کی بات

خلق کے دلمین اثر کیون نہ کرے تیرا سخن
سچ ہے واللہ ظفر ہے تری تاثیر کی رات

ردیف تای فوقانی جلد دوم

خواہ ہو جمعہ کی اور خواہ ہو اتوار کی رات
کٹے مشکل سے ہے ظالم تری بیمار کی رات

نہ دیا سوتی خلش نے تری مژگان کی مجھے
نشتر خار تھی بستر مین جگہ تار کی رات

تار اشکون کا جو باندھا تھا مری آنکھون نے
ہر مژہ ایک لڑی تھی در شہوار کی رات

کس مصیبت سے بسر ہوتی ہے ہمسے پوچھو
حشر کا دن ہے نہین فرقت دلدار کی رات

ہے کہان خواب کہ وہ خواب مین دیکھے تجکو
کٹی آنکھون مین ہے حسرت کش دیدار کی رات

گذری اسطرح سے غفلت مین جوانی اپنی
جیسے مستی مین گذر جاے ہے میخوار کی رات

روشنی ماہ کی ہو گرد اگرد کھلاے
ای ظفر تاب ذرا اپنے وہ رخسار کی رات

پسند طبع جو ہو میری اک جہان کو بات
نہ بھائی وہ کبھی اوس شوخ بدگمان کو بات

لگی ہے کان ملاحت جو زلف تیری کان
کہے ہے کیا وہ خدا جانے لگ کے کان کو بات

دکھا نہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے
نکالی اور کوئی میرے امتحان کو بات

کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنون سے
کہ راز کی نہو معلوم ساربان کو بات

سنی نہ بات کوئی اوس سے ہمنے خبر دشنام
یہی اک آئی ہے اوس شوخ بدگمان کو بات

کہے تو کیا کہے عاشق کہ بھول جاتا ہے
وہ دیکھتے ہی تمھاری ادو آن کو بات

دُر دندان سے تری نسبت اونھین کیا رشک گل
گو دہان غنچہ مین ہون گوہر شبنم کے دانت

عشق اوس آہونگہ کا ہی قوی دست اسقدر
ماری گر منھ پر طمانچہ جھڑ پڑین ضیغم کے دانت

اوس فلک کو دشمن عالم نہ مین کیونکر کہون
پیستا ہی یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت

کان کے بالے کی موتی اولجھی بالون مین نہین
ہین یہ اوس مار سیاہ زلف خم در خم کے دانت

سامنے آئی مرے گر عشق کے میدان مین
کھٹے کر دون ایکدم مین اے ظفر رستم کے دانت

ردیف تای فوقانی جلد چہارم

جواب دی مجھے تو سنو طبیب کی بات
یہ اوسکی بات نہین ہی مری نصیب کی بات

کرین جو ہم تری دوری مین نالہ و فریاد
یہ شور ہو کہ سنائی نہ دی قریب کی بات

سنین نہ کان ملاحت اگر کہین کچھ ہم
لگا کے کان ہمیشہ سنے رقیب کی بات

کرو وہی کہ جو کرنا ہو آپکو منظور
مگر سنا تو کرو تم کسی غریب کی بات

کلام اشرف و ارذل مین فرق ہی کہ کہان
صدائے زاغ مین آواز عندلیب کی بات

مجھے ہی ڈر کہین ایسا نہو دل بیتاب
عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

ظفر نبات سی شیرین تر آخرش پائی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم حبیب کی بات

گو نظر بازی مین طاق اے ہمنشین دیکھے بہت
پر ہنر مین دیکھی کم اور عیب مین دیکھی بہت

میری داغ دل پہ دیکھی ناخن غم کی آخرش
جسنے ہون اے مہر کن کندہ نگین دیکھی بہت

تیری گلی کی خاک تری خاکسار کو
ہو کاش بعد مرگ بجا عبیر دوست

کیونکر نہ میرے قتل کا دین تجکو مشورہ
دشمن جو میرے ہین وہ ہین تیرے مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سی دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہی ہمکو حقیر دوست

وہ تجھے حق نی دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت

ہم تو ترسین جمال کو تری
دیکھی آئینہ دم بدم صورت

نہین پاتی ہی تیری صورت کو
بولے اللہ کی قسم صورت

چڑھتا ہی مہر کا تپ و لرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت

رفتگان عدم کی پھرتی ہی
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت

ہو گئے ہین مریض غم یارو
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت

ہاتھ مانی نی اپنی چوم لیے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

بنا جو تجھسے بنی اپنا کار دست بدست
کہ رکھکے بیٹھ نہ غفلت شعار دست بدست

کہان نصیب کہ گلگشت صحن گلشن مین
ہمارا تیر جو ہو گلعذار دست بدست

بدست پیک صبا اور بدست قاصد اشک
پہونچتی سب سے خبر تا بہ یار دست بدست

ہمین تھے دشت مین مجنون سے سو قدم آگے
کہ بھاگی مار کے ہم لاکھ بار دست بدست

ردیف تای ہندی جلد دوم

شراب الفت خوبان تند خو کے گھونٹ
ظفر ہین جرعہ زہر آب سے زیادہ تلخ
جو ایک لین مری قلیان کا بھولے چوکے گھونٹ

روز لیتا ہی جو خون عاشق مضطر کو چاٹ
لگ گئی ہی کیا یہ اے قاتل ترے خنجر کو چاٹ
دیسے دنیا کی حلاوت پر گری اہل ہوس
جائینگی یہ مکھیان گویا کہ اوس شکر کو چاٹ

جرعہ می

ردیف تای مثلثہ جلد اول

جرعۂ مے کا تو زاہد کو کہان ہے حوصلہ
مست ہو جاوے اگر لیوے ذرا ساغر کو چاٹ

کان کے آویزۂ لعلین یہ کب ہے زلف یار
سانپ پتھر چٹا ہے لیتا ہے پتھر کو چاٹ

دے اگر اکسیر بھی کوئی تو وہ کھاتا ہے کب
جسنے اکباری لیا ہے تیری خاک در کو چاٹ

دل مین کیا چھوڑیگا غم ہے چاٹ اوسکو لگ گئی
یہ چھوڑانا دیکھا جائیگا تو سارے گھر کو چاٹ

دے چکا بوسہ لب شیرین کا وہ تجکو ظفر
ہونٹھ اپنے کرکے یاد اوس لعل جان پرور کو چاٹ

ردیف تای ہندی جلد چہارم

ساتھ غیرون کے پیے تو بادۂ عشرت کے گھونٹ
اور ہم تجھ بن پئین خونابۂ حسرت کے گھونٹ

تلخ باتین سنکے تیرے منھ سے پی جاتے ہین ہم
اسطرح سے اے شکر لب جسطرح شربت کے گھونٹ

منھ مین زاہد کے ابھی بھر لے پانی گر کہون
ہین شراب عشق کے کیا واہ کیفیت کے گھونٹ

اے گریبان دیکھ یہ ٹکڑے اوڑا دیگا ترے
تو گلے کو یون نہ اس آوارۂ وحشت کے گھونٹ

پیکے قلیان اپنا ہر دم غیر کو اوسنے دیا
میرے ہاتھ آیا تو کوئی بعد اک مدت کے گھونٹ

اب حیوان سے بھی بہتر ترے بیمار کو
اے ستمگر تیرے زہراب غم الفت کے گھونٹ

جام مے اورونکو ساقی دے ہے بھر کر پے بہ پے
اے ظفر اپنے نہین دو چار بھی قسمت کے گھونٹ

ہے عجب اوس بوسۂ لعل لب شیرین کی چاٹ
پر کہان قسمت مین یہ اس عاشق غمگین کی چاٹ

آب زمزم کو کبھی زاہد نہ ہرگز منہ لگا
لے جو خاک در ذرا اوس بت بیدین کی چاٹ

وہی پیش آئیگا لکھا ہے جو پیشانی مین
نامہ کرتے ہو ظفر تم اوسے تحریر عبث

ردیف ثانی مثلثہ جلد دوم

کہتے ناصح سے کہ پھر جانے یان اے عبث
نہین امید کہ تو خاک پہ بھی آکے کبھی
کیا تھا پنجہ مژگان مرا سلجھانے کو
دل سے کہدو وہی ہوویگا جو ہونا ہوگا
دل نے چھیڑا تو اوسے شوق سے مارے باندھے
اے کماندار ذرا مڑکے نہ دیکھا تو نے
جانتے ہو کہ وہ مجھسے ہے کشیدہ خاطر
غیر کا سر ترے زانو پہ ہیگا یونہین

مین سمجھنے کا نہین مجکو سمجھاتے عبث
کیون کوئی تیرے لیے خاک مین ملجاتے عبث
موے زلف آپ نے شانے سے جو سلجھائے عبث
ہوگا گھبرانے سے اتنا نہ گھبرائے عبث
زلف کافر تری پر مجھپہ نہ بل کھائے عبث
دیر تک صید محبت ترے چلائے عبث
ہمنشینون اوسے تم کھینچکے لائے عبث
سر کوئی سنگ سے ٹکرائے تو ٹکرائے عبث

نہ کیا کام کچھ ایسا جو وہان کام آتا
کھوئی یان عمر ظفر تم نے یونہین ہائے عبث

ہین یہان رنج کے آثار خوشی کے باعث
عجب آیا ہمین عالم نظر اللہ اللہ
ہول دل سمجھو مجھے خواہ تباہ و خفقان
سیر زخمون سے نہ رکھ آب دم تیغ دریغ

اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین ہنسی کے باعث
دیکھیں اون دانتونمین ریحین جو ہنسی کے باعث
ہے یہ جو کچھ سو تمہاری خلقی کے باعث
خشک لب چاٹتے ہین تشنہ لبی کے باعث

سن تو لیتے ہین مرا حال جو کچھ کہتا ہون
اونکا برہم مری جانب سی ہر چند مزاج

آگیا چشم کی بیمار کا دم آنکھون مین
تو نے پوچھا نہ کبھی کیون ہی کسلمند مزاج

ہون وہ دیوانہ کہ مجنون بھی ادب سے بن مین
پوچھتا مجھ سے ہی بنکر مرا فرزند مزاج

بوسہ ہاے لب شیرین کی جسے چاٹ لگی
اوسکا مائل نہو سوے شکر قند مزاج

تیری آنی سی ہوئی خوش نہ طبیعت ناصح
بلکہ رنجیدہ ہوا سنکے تری پند مزاج

اے ظفر جسنے کیا قطع تعلق سب سے
چاہتا اوسکا کسی سے نہین پیوند مزاج

مین کیا کہون اوس بت کی جدائی کا غم و رنج
ہے میرے لیے ساری خدائی کا غم و رنج

چھوٹا بھی قفس سے تو کہان طاقت پروانہ
ہے مجکو بڑا اپنی رہائی کا غم و رنج

پوچھے کوئی غم کھانے کی عاشق سی حلاوت
رکھتا ہی مزا کیا یہ مٹھائی کا غم و رنج

گہ روٹھتے ہین گاہ وہ ملتے ہین اب اونسے
نے صلح کی شادی نہ لڑائی غم و رنج

اوس در پہ نہین مجکو رسائی تو بلا سے
لیکن ہی رقیبون کی رسائی کا غم و رنج

کیون آنکھ دکھاتا ہی ترا حلقۂ گیسو
ہے دلکو اسی چشم نمائی کا غم و رنج

ہر دم ظفر اک تیغ الم کھینچکے دل پر
کیا ہاتھ لگاتے ہین صفائی کا غم و رنج

ردیف جیم تازی جلد چہارم

ای دل وہان اور کسی نامہ بر کو بھیج
بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

ردیف جیم فارسی جلد اول

سب کار جہان ہیچ ہی سب کار جہان ہیچ
اس ہیچ سی امید ہی ای ہیچمدان ہیچ

جن نامورون کے کہ جہان زیر نگین تھا
اب ڈھونڈھی تو اونکا ہی کہین نام و نشان ہیچ

مانند حباب ایک نفس مین ہی خرابی
اس منزل فانی مین ہی بنیاد مکان ہیچ

اک عمر رہی مایہ دنیا سے گرانبار
آخر کو جو دیکھا تو بجز بار گران ہیچ

خوبان جہان کا ہی یہ کیا محو تماشا
جنکی کہ کمر ہیچ ہی جنکا کہ دہان ہیچ

اس باغ مین تھوڑی سی بہار اور پھر اوسپر
اس نوگل خندان مجھی تشویش خزان ہیچ

ہو جنس تنک مایہ ہستی کے نہ خواہان
یہ جنس یہ بازار یہ گوہر یہ دوکان ہیچ

یہ جنس یہ بازار یہ گوہر یہ دوکان ہیچ
آواز طرب گوش دل محو فنا سے

جز نالہ و فریاد بجز آہ فغان ہیچ
جو ہونی ہی ہوگی نہین امکان کہ نہووے

بھر فکر سے کیا فائدہ غیر از خفقان ہیچ
پایا نہ بجز داغ سیہ کاری یک عمر

نقش قدم قافلۂ عمر روان ہیچ
کیا دیکھین ظفر خانۂ ہستی کا تماشا

اس وہم کدہ مین ہی بجز وہم و گمان ہیچ
اس ہمہ ہیچ و گمان ہیچیست و ہیچ

از جگر کاوی چہ حاصل چون نگین
در جہان نام و نشان ہیچ ست ہیچ

کاروان

کاروان عمر ما ہر دم روان
لیک گرد کاروان ہیچ ست ہیچ

بے جماعت دولت دنیا و دین
در نگاہ عاشقان ہیچست و ہیچ

از برای ہیچ ہیچ ای دل مپیچ
کین خیال این و آن ہیچست و ہیچ

گر نہ بیند جلوۂ حسنش ظفر
این تماشاے جہان ہیچست و ہیچ

دل مرا اولجھا ہوا ہی یار کی بالونکی بیچ
کیا تماشا ہی کہ اک طائر ہی سو جالونکی بیچ

چشم بلبل دیکھ جسکو مائل حیرت ہوئی
یہ چمن کے گل بنے ہین تیرے رومالونکی بیچ

جسطرح آتی نظر گرداب مین بھی ہین حباب
یون دکھائی دیتی ہین ہوتی تری بالونکی بیچ

روبرو ہوتے ہی دم نکلے ہی نفخ صور کا
کیا قیامت شور ہی یارب مرے نالونکی بیچ

یان تلک صحرا نوردی مین نے کی ہی بعد قیس
ہین خلیدہ سیکڑون کانٹے مرے چھالونکی بیچ

جی جلاتے ہین سدا شعلہ رخان ہر ایک کا
بیٹھ مت اے ناتوان آتش کے پرکالونکی بیچ

دیکھ سیل اشک کو نظرون مین مردم نے کہا
کس طرف سے دوڑ آیا آب نالونکی بیچ

کب تلک آتی ہی میرے جب کبھی اک آہ گرم
دیر تک رہتی ہی سوزش میرے تخالونکی بیچ

آپ کا چوری سے جانا کھل گیا شاید ظفر
آج چرچا ہو رہا تھا اونکے گھر والونکی بیچ

اڑ گیا گل کا جو یون رنگ گلستان کے بیچ
آ صبا کیا خبر اڑتی ہی پری کان کے بیچ

دم مین دم میرے نہین جان نہین جانکے بیچ
زلف کیا کہتی ہی جھک جھک کے تری کانکی بیچ

ردیف جیم فارسی جلد دوم

[illegible]

ردیف جیم فارسی جلد سوم

[illegible]

گل جو پھولے نہین جامہ مین سماتے ہین صبا
آیا کیا باغ مین وہ غیرت گلشن سچ مچ

ابھی مرجاؤن اگر مجکو یقین ہو کہ وہ شوخ
آئیگا گور پہ میری پس مردن سچ مچ

یون ہلی زلف ہوا سے کہ ڈرا مین دل مین
کاٹ کھائیگی ابھی اوڑکے یا گن سچ مچ

جب مسی سے ہوے رنگین لب نازک اوسکے
برگ گل بنگئے برگ گل سوسن سچ مچ

قشقہ ماتھے پہ ہے زنار گلے مین ہے ظفر
بن گیا عشق مین اوس بت برہمن سچ مچ

تجھ بن جو کاٹے مین نے پہر تین چار پانچ
مجھپر گئے برس وہ گذر تین چار پانچ

جیسا کہ آسمان پہ ہے یہ آفتاب ایک
ایسے ہین میرے داغ جگر تین چار پانچ

ہین ہمسے وہ پھرے ہوے لیکن ہم اوسپہ بھی
کرتے ہین روز پھیرے ادھر تین چار پانچ

ارواح تین خلط ہین چار اور حواس پانچ
ہین یہ بڑے رفیق بشر تین چار پانچ

ہین دوست گر بہت سے بہت اپنے ایک دو
اور کم سے کم عدو ہین اگر تین چار پانچ

رہتے ہین روز کوچے مین قاتل تڑپے ہے
دو تین چار لاشے تو سر تین چار پانچ

خالی نہین ہے عیب ہنر سے کوئی بشر
لیکن ہزار عیب ہنر تین چار پانچ

بارہ امام ہی سے ہے اسلام کو قیام
ہین یہ ستون دین کے ظفر تین چار پانچ

ردیف جیم فارسی جلد چہارم

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ
آگیا تمکو تو ہان تیر لگانا سچ مچ

[illegible]

باغ مین جلوہ تمھارے دیکھ خط سبز کا
منفعل ریحان نے ہو کر زہر کھایا بے طرح

محو نظارہ رہیگا اپنی صورت کا وہ آپ
آئینہ یار و اوسے تمنے دکھایا بے طرح

پنجہ مژگان سے کب رکتا تھا یہ طفل سرشک
آخرش سر پر مرے طوفان لایا بے طرح

بنگیا ہے سر بسر سینہ مرا آتشکدہ
سوز الفت نے مرے دلکو جلایا بے طرح

چاہ مین اوس یوسف ثانی کے یارو کیا کیا
ہائے کمبختی مجھے دل نے دلویا بے طرح

ہم نہ کہتے تھے ظفر دل مت لگا ہر ایک سے
دیکھو یہ اوسکا مزہ آخر کو پایا بے طرح

ہم مانتے ہین کب کسی غمخوار کی صلاح
اپنی وہی صلاح کی جو یار کی صلاح

اوس بیوفا کی ہو نسکی ترک دوستی
یہ ہمنے اور دل ہی نے کی یار کی صلاح

مرجائے نہ ہو جیے منت کش مسیح
اب تو یہی ہے اب ترے بیمار کی صلاح

کاکل مین دل پھنسے کہ گرفتار زلف ہو
فرمائیے جو اسمین ہو سرکار کی صلاح

انکار وصل کیونکہ نہو تیرا مشورہ
ہے اونسے جو دین کبھی اقرار کی صلاح

ٹھہری تھی اونکے آنیکی پھر آج اسطرف
لیکن نہ ٹھہری اونکی طرفدار کی صلاح

کہنے پہ کیجے پیر خرابات کے عمل
لیجے نہ زاہدان ریاکار کی صلاح

برگشتہ بخت وہ ہون کہ پیچون جو دلکو مین
پھر جائے لیتے لیتے خریدار کی صلاح

کیا ذکر اپنے منھ سے نکالین جو ایک بات
جبتک کہ اے ظفر نہو دو چار کی صلاح

ردیف حاء مہملہ جلد دوم

[illegible]

طرح نہ تمھاری طرح
ہوئی ایسی کسی سے وفا و جفا نہ ہماری
طرح نہ تمھاری طرح
مرے زخمون پہ چھڑکے نمک وہ اگر کہین
زخمونسے دل کے زخم جگر
لیا تیغ جفا کا کسی نے مزا نہ ہماری
طرح نہ تمھاری طرح
پھنسے یون تو بہت اے حضرت دل نہ دام
فریب اوس یار سے مل
کوئی ہوگا اسیر دام بلا نہ ہماری طرح
نہ تمھاری طرح
ہمین بھاتی ہے صحبت رنج و تعب تمھین بھاتی
ہے محفل عیش و طرب
کبھی جائیگی بدلی ایک ذرا نہ ہماری طرح
نہ تمھاری طرح
ترا حسن و جمال ہے زہرہ جبین کہے شمس و قمر سے
عجب ہی نہین
کوئی ہوگا زمانہ مین جلوہ نما ہماری طرح
نہ تمھاری طرح

ہوا

ہوا شیفتہ کوئی کسی پہ تو کیا ہوی باہم اگر ای ہو شربا
کبھی عجز و نیاز اور ناز و ادا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح
کہا قیس نے مجھسے ظفر یہ سخن کہ ہی سچ تو یہی ای مشفق من
کوئی دشت جنون مین خراب ہوا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

دل ہی مکدر اونکا صفائی ہو کس طرح
بخت اپنے نارسا ہین رسائی ہو کسطرح

دام بلا ہی زلف مین کچھ بے فرحسی دل
جا کر پھنسا ہی دیکھین رہائی ہو کس طرح

حسن بتان مین ہووے نہ قدرت کا گر ظہور
معلوم پھر خدا کی خدائی کس طرح

جان دارے وصال نہو جبتلک نصیب
جان بر مریض درد جدائی ہو کسطرح

آنکھین لڑائین غیر سی وہ میرے سامنی
میری نہ اونسی روز لڑائی ہو کسطرح

قاتل بغیر ناخن شمشیر کے ترے
اس سخت جان کی عقدہ کشائی ہو کسطرح

جسکو بھلا خدا نے بنایا ہی ای ظفر
پھر کیسے اون بھلون سے برائی ہو کسطرح

سوز غم پیچھے پڑا دل کے ہمارے بیطرح
لائیگی گرمی محبت کے حرارے بیطرح

چل نہ جاوی بزم مین تلوار دیکھ اے جنگجو
کرتا ہی ابرو سے تو اپنے استارے بیطرح

جنبش گیسو سے کہدی دل ہی بے تاب و توان
کوڑے اس شامت کے مارے کو نہ مارے بیطرح

جی ڈرے کیونکر نہ میرا اے شب تار فراق
آنکھین دکھلانے لگے مجکو ستارے بیطرح

پارہ پارہ کرکے چھوڑینگے کتان کیطرح
دل کے درپے ہین مرے یہ ماہ پارے بیطرح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی ای فتنہ گر
ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان غافلو
دیکھہ لو اگلون کی یان تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے گرد اوس مصحف رخ کی لکھا
کیا ہی خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل سی گھر اچھا نہین ہے کوی ای ناوک فگن
بیٹھنے دی اسمین اپنی تیر کو اچھی طرح

ہو رہینگے خار بھی پانوس پر اب تو جنون
پانون پر نے دی مری زنجیر کو اچھی طرح

جو تجھی منظور ہی کرنا وہی پر ایکبار
سن تو لے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

دے کے دل اوس سنگدل کو کر چکے ہم امتحان
اے ظفر اس آہ بے تاثیر کو اچھی طرح

ردیف حاء مہملہ جلد چہارم

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح
آتش یہ بیقرار ہی سیماب کی طرح

گیسوے عنبرین سے وہ رخسار تابناک
پوشیدہ زیر ابر ہی مہتاب کیطرح

سنبل ہی زلف قد ہی ترا سرو کی روش
گلبرگ لب ہین رخ گل شاداب کیطرح

رنگین طبیعت اوسکی ہی اللہ کسقدر
ہر رنگ مین سمائے ہی وہ آب کی طرح

گویا ہی ایک درج یاقوت وہ دہن
دندان ہین اوسمین گوہر خوش آب کیطرح

آنکھون کے عکس سے ہین نواڑی چھٹے ہوے
آئینہ اوسکے آگے ہی تالاب کی طرح

غفلت پہ تم ہماری نہ جاؤ کہ غافلو
دنیا کو ہم ہین دیکھ رہی خواب کی طرح

ہی خاک و اشک خون سے قبای برہنگی
تن پر لباس اطلس و کمخواب کی طرح

گر اشارا ہو اوس سرو کی ابرو کا تو پھر
تیغ ماہ نو کو یون ہر ماہ کیون چمکاے چرخ

جو طمع سے ہاتھ کھینچے وہ ہی تیری ہاتھ سے
پانون اپنے بستر آرام پر پھیلاے چرخ

چرخ کی بھر کیون سے ڈرے یہ اے مہ وش
تو جوانی سے میرے گھر ایسا نہو پھر جاے چرخ

ہے فرا برسات کا تجھسے وگرنہ ساقیا
تار بارش سے ہے بہتر پر اگر برساے چرخ

چرخ ساغر مین بھری کسکی ہے گلرنگ عشق
ہوگیا زہراب غم سے سبزہ مینا سا چرخ

جب تلک تجکو نہ دیکھون دیکھے اب کیا مین
آنکھین دکھلا مین ستارے آفتین دکھلاے چرخ

آنکھ اوس خورشید وش کی پھر نہ جاوے اے ظفر
اسکی کچھ پروا نہین پھرتا ہے گر پھر جاے چرخ

جب کہ ہو تجھ مین مجھے خواب و خور و آرام حرام
زندگی کیونکر نہو پھر اے بت خود کام حرام

اس شکر لب کی زبانی لگتا ہے شیر مجھے
ورنہ لگتا ہے ہر اک انسان کو دشنام حرام

خون دل جو تلخکامی سے پیا مین نے مدام
ساقیا ایسی کہان ہوگی مے گلفام حرام

ہر چشم یار کا کشتہ ہون مین اے ہمدمو
نخل تربت مین لگین میرے کیون بادام حرام

حرف جانیکا زبان پر لاتا اے جانان مرے
ہے وہ میرے حق مین جیسے موت کا پیغام حرام

حرف میری تلخکامی کا جو لیوے ایکبار
صبح سے اوسکی زبان ہووے ظفر تا شام حرام

ردیف خا مع نقطہ جملہ دوم

عجب طرح کا ہے دن رات آسمانکو چرخ
ہمیشہ چرخ سے ہے اسکے اک جہان کو چرخ

تسخیر کرے کشور دل گر شہ خوبی
کچھ لکھنی ظفر تسخیر کی تاریخ

خون دل سے میرے لکھو اوسکو خط مین حرف سرخ
رنگ ہی ای کاتبو اسکا بہ از شنگرف سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو نالۂ بلبل سنے
کرتا ہی غصے سے منہ پہلی ہی یہ کمظرف سرخ

مانگی گرمی مین جو پانی بہر رفع تشنگی
اوسکی عکس روے گلگون سے ہو آب برف سرخ

گر نہین ہی سر پہ خون اوسکی کسی بے جرم کا
ہین کلاہ قاتل سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خون سے پاس اپنی ہی زر سرخ و سپید
گہ سفید اطراف ہم کرتی ہین گاہی صرف سرخ

ٹپکے اشک سرخ کا قطرہ جو میری چشم سی
ای ظفر ہو جائے گا اک دم آب ژرف سرخ

ردیف دال مہملہ جلد اول

قدر ای عشق رہیگی تری کیا میرے بعد
کہ تجھے کون نہین پوچھنی کا میرے بعد

زخم پر دل کے گوارا ہی مجھی گو یہ کہ نمک
کون چکھے گا محبت کا مزا میرے بعد

در جانان سی میری خاک نہ کرنا برباد
دیکھ جانا نہ ادھر بعد صبا میرے بعد

خار صحرائے جنون یونہین اگر تیز رہے
کوئی آئیگا نہین آبلہ پا میرے بعد

میرے دم تک ہی ترا ای دل بیمار علاج
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

اوس ستمگر نے مجھی جرم وفا پر مارا
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

اے ظفر کیونکہ محبت کو نہو غم ترا
کوئی غمخوار محبت نہوا میرے بعد

وہ مری گردش طالع ہی کہ جسکے آگے
ہوگیا کاسۂ گردش زدہ بھی چاک پہ گرد
دل پر آبلہ سی گر ہو مقابل تو عجب
جھاڑ دی خوشہ انگور نے بن تاک پہ گرد

حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم
اے ظفر سب کے پڑی ہی رخ ادراک پہ گرد

ردیف واو مہملہ جلد دوم

کیا دہن مین ہین ترے ای لعل لب دندان سفید
در جگ یاقوت مین موتی ہین سب یکسان سفید
دیکھو وہ بوندین پسینے کی تری رخسار پر
جسنے دیکھی ہون نہ گل پر قطرہ باران سفید
تیرہ بختون کے لیے ہے صاف تیغ آبدار
تیرے بالون مین تری یہ مانگ ای جانان سفید
جوش گریہ سی یہ عالم ہی کہ ہر آنسو کی بوند
ہو کبھی منخ اور کبھی میرے سر مژگان سفید
دوست جب دشمن ہوے اوم آشنا نا آشنا
ہوگیا لوہو جہان کا ہمنے جانا ہان سفید
اک غضب بجلی سی چمکی شب تری رخسار سے
دیکھتے ہی ہوگیا روی مہ تابان سفید

چاہیے دل سی فقیری اسپہ کیا موقوف ہی
اے ظفر رنگین ہو یا ہو جامۂ انسان سفید

ردیف واو مہملہ جلد چہارم

یار سی عیاری ہی گرچہ یاری سی بعید
پر نہین ای مہربان عادت تمہاری سی بعید
کیا کری گر شمع پر جان نثار پروانہ نہ دی
اس جگہ پر ہی تامل جان نثاری سی بعید
کشتی نہ چرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہی میری چشم تر کی اشکباری سی بعید

تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چکے
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ غم مین دل
بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بنکے پارسا

پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد
اوٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

ردیف ذال معجمہ جلد اول

کیونکہ خسرو کو لگین اوسکی نہ دشنام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کے ہین اونکے قاتل
یہ مزا قند و شکر مین بھی نہین ہے ہرگز
یاد چشم بت بدمست مین ہمکو ساقی
لگ کے تو نخل محبت مین دلا ہو پختہ
ہے کہان سیب و بہی مین بھی حلاوت ایسی

جسکا شیرین ہو دلا نام خدا نام لذیذ
کیون نہ شربت سے ہون آب دم صمصام لذیذ
لب شیرین ترے جیسے ہین دلارام لذیذ
وقت می نوشی کے کیا لگتے ہین بادام لذیذ
یعنے ہوتا نہین ہرگز ثمر خام لذیذ
بوسہ جو تیرے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو مزہ بادۂ الفت مین ظفر نے دیکھا
ایسی ہوتی نہین ہرگز می گلفام لذیذ

چھپایا تو نے ہے کسکا کواڑ مین کاغذ
لکھی جو محضر خونین کو کوہکن کے عشق
کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھے

دھرا ہوا ہے جو پٹ کی دراڑ مین کاغذ
تو برگ لالہ ہو مہری پہاڑ مین کاغذ
مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ مین کاغذ

خط نہین روے مترش پہ تری پھر نکلا
بدلا قرآن کی ہی تفسیر کا پہلا کاغذ

سیکڑون نسخے کیے جمع ہوس نے مگر
نہ ملا نسخۂ اکسیر کا پہلا کاغذ

دی ہی جب جرم وفا پر وہ کسیکو تعزیر
دیکھتا ہی مری تعزیر کا پہلا کاغذ

سرنوشت اے ظفر اپنی نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خط تقدیر کا پہلا کاغذ

ردیف راء مہملہ جلد اول

خدنگ عشق ہوا کیا جگر کو توڑ کے پار
یہ تیر وہ ہی کہ جاوے حجر کو توڑ کے پار

ہزارون روزن در بند کیجیگا آپ
نگاہ جاویگی دیوار و در کو توڑ کے پار

اسی نہ آنکھون مین تل سمجھو تم نہ روزن در
نظر کا تیر گیا ہی نظر کو توڑ کے پار

اتر سکا نہین دریاے عشق کو کوئی
چلا ہے کس لیے فرہاد سر کو توڑ کے پار

فلک سی آہ ہماری گذر گئی اسطرح
کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑ کے پار

کہان ہی اوس لب نازک پہ رونگٹون کی نمود
ہوے ہین خار یہ گلبرگ تر کو توڑ کے پار

قلق سے تھا شب مہتاب مین یہ حال اوس بن
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑ کے پار

وقت غفلت اور ہی ہنگام ہوشیاری ہی اور
خواب کی سیر اور ہی اور سیر بیداری ہی اور

ای تجلای صنم مین صدقے تیری شان کے
تیری شان و حسن مین طرز ادا داری ہی اور

دردمندان محبت کا طبیبون سے علاج
کسطرح سے ہو سکے یارو یہ بیماری ہی اور

پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار سب جا ہے آشکار
شعلے سے طور کے نہین کم روشنی مین ہر سنگ کا شرر

کیون کعبۂ و کنشت مین سر مارتا ہے تو سر گرم جستجو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہی چھپا وہ تجھی مین ہی پر تو ہی بیخبر

جوش بہار حسن کسی گل سے ای صبا ہی یہ جنون کا جوش
مصروف اسقدر جو گریبان دری مین ہی ہر غنچہ ہر سحر

ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
کچھ ہی اگر مزہ تو یہی زندگی مین ہی باقی ہے درد سر

ای خود پرست پوچھتا کیا ہے خدا کی راہ ہی وہ بہت قریب
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہی ای سوختہ جگر

صد داغ سوز عشق سی کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو
لذت تجھی نصیب اگر عاشقی مین ہی ای سوختہ جگر

افشای راز عشق نہ کر کہکے چپ کی بات پر وہ ہی خوب ہی
جی ہی مین اپنے رہنے دی جو کچھ کہ جی مین ہی خاموش اے ظفر

یا تو وہ رکھتی تھی سرگوشی ہمین سے اسقدر
یا لگی ہوئے سخن پوشی ہمین سے اسقدر

ہمکو پاس اتنا نہو ہر بات پر پہلو تہی
اور تمھین ننگ ہم آغوشی ہمین سے اسقدر

ہوش مین آؤ ہمین کہتے ہو تم بیہوش ہو
کیون میان دل ہوش بیہوشی ہمین سے اسقدر

ہماری مہ جبین سینہ کے دیکھی آبلہ تو نے
کہان اس طرح کی ہین اختر تابندہ گردون پر

موی جو داغ بر دل ہو کے تیری چاہنے والے
جھلے ہی مور چھل طاؤس اونکی روز مدفون پر

ظفر آگے مرے سرسبز ہووے کس طرح کوئی
کرے ہی طنز ہر مصرع مرا اب سرو موزون پر

کرون مین گریہ اگر اپنی ناتوانی پر
فلک زمین پہ ہو یون جون حباب پانی پر

وفا کے بدلے جفا تم کرو ستم ہی یہ
صد آفرین ہی تمھاری بھی قدردانی پر

غنیمت آہ سمجھ لے تو وصل گل بلبل
نہ پھول باغ مین دو دن کی زندگانی پر

ہماری روبرو کرتا جو ہی نوا سنجی
لگے ہین تجکو بھی ای مرغ بوستانی پر

نصیب خفتہ مری بعد عمر جاگے آج
جو چشم یار ہی کچھ عین مہربانی پر

ہزار حیف کہ بلبل کا صحن گلشن مین
نہ چھوڑا ایک بھی صیاد نے نشانی پر

ہنسی کی بات نہین ہی کہ ہر سحر خورشید
نثار ہی تری دستار زعفرانی پر

کھلی ہی چشم حقیقت جنھونکی مثل حباب
وہ باندھتے نہین تکیہ جہان فانی پر

ظفر ہم اپنی ہی قصے مین ہنسینگے آلودہ
خیال کس کے بھلا رکھین اب کہانی پر

بلا سے گر کوئی دنیا مین ہو خفا دلگیر
پر آشنا سے ہو یارب نہ آشنا دلگیر

چمن مین صحبت بلبل سی گل تو خندان ہے
الٰہی مجھ سے مرا کیون ہی دلربا دلگیر

نہین ہی گلشن عالم شگفتگی کی جا
برنگ غنچہ تصویر ہین سدا دلگیر

وفور اشکون کا ہی ہمارے نکلتے بالون مین ہین ثمر

کیونکہ ہون عشق پر نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بھیجو لے بانون مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان

نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھادے چنکر

کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ و گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنون ہوا پہ ہر دم

نظر سب آتے تھے محجبو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھٹتے ہین ادھر مین اشجار پر چراغان

نئی ہے سبز اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر سے اوستاد پردہ کامل

غرض دکھاؤ دی ٹھاکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بخر انگور کب راضی ہون ہم خبث کے جانے

تاسف کو ہمن کے بار کوہ غم اوٹھانے

ترا گھر میرا کاشانہ تھا اب ہی غیر کا مسکن

نہ دیکھا ترا ہی گریہ وہ بیدرد کتا ہے

ہماری دل کا عقدہ غنچہ لب تو کوئی کھلتا ہے

رکھی ہی مرغ روح می کشان تک آب دانے

پکتا تھا یہ سر شیرین کی سنگ آستانے

تسلط زاغ نے پایا ہمارے آشیانے

کہ محجبو آگ لگتی ہی تری آنسو بہانے

کہ واشد اسکی ہی موقوف تیرے کھلکھلانے

کب تلک تیری جدائی مین رکھون
ابر کے مانند آنکھین اشکبار

اے ظفر اوس سے کوئی کہتا نہین
جاکے اتنا بھی کہ سن اے گلعذار

دفتر گریہ نے چشم تر کے اندر
کھایا ہچکو سمندر حباب کے اندر

نگاہ مست مین ساقی کی ہی جو کیفیت
بھلا گمان ہی وہ مستی شراب کے اندر

برنگ شعلہ فانوس ہو نہ پوشیدہ
تمہارا عارض روشن نقاب کے اندر

ذرا بچشم حقیقت ہو گر نظارہ
وہی ہی ذرے مین جو آفتاب کے اندر

اگرچہ صاف ہی دل سادہ لوح پر اسمین
جو دیکھا ہمنے نہ دیکھا کتاب کے اندر

کہان ہی سینے مین نیکان کہ تو بیٹھا ہی
چھپا ہوا دل پر اضطراب کے اندر

ہماری آنسوؤن مین یون ہی راز عشق ظفر
کہ جس طرح سے ہو خوشبو گلاب کے اندر

دکھائی لاکھ وہ شاہ دوزیر کا محضر
سند نہ رکھے گا کوئی فقیر کا محضر

بروز حشر دکھاوینگا یہ دل پر داغ
خدا کے آگے تمہارے اسیر کا محضر

فلک کے صفحہ پہ جو مہر و مہ کی مہر ہن
لگر یہ ہے کسی روشن ضمیر کا محضر

جگر یہ اوسکے نہ تو داغ یہ سمجھ گلگیر
ہوا ہے تجھپہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسیوجہ مورد تقصیر
یہ چاک ہوگا تمہارے مشیر کا محضر

رخصت پرواز گر صیاد تو دیتا ہمین
ہم چمن مین پہونچتی باد سحر سی پیشتر

رکھتی ہستی مین عدم سی کیون قدم اپنا جو ہم
ہوتی واقف اس مقام پر خطر سی پیشتر

تھی جو خوبان زمانہ اور بھی ہان فتنہ ساز
پر یہ فتنہ تھی کہان اس فتنہ گر سی پیشتر

ضعف سے اوس در پہ اب ہم نقش بر دیوار ہین
سر بہت ٹکرا چکے دیوار در سے پیشتر

عرصۂ ہستی مین تنگ اتنا کہ جب ہون گرم رو
اک نفس مین ہم گذر جائین شرر سے پیشتر

مارا سر کیون کوہکن نے پتھرون سے عشق مین
تیشہ اوسکو مارتا تھا اپنی سر سی پیشتر

نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر مین بشر
حق اگر پوچھو بشر ہی تھا بشر سی پیشتر

جاتی ہین پیش نگاہ یار ہونے کو نثار
پیشتر دل سی جگر اور دل جگر سے پیشتر

دیدۂ مشتاق کا شوق نظارہ دیکھنا
چاہتا ہی مین نکل جاؤن نظر سی پیشتر

پیش آیا آہ جو جو کچھ کہ راہ عشق مین
کہدیا تھا ہمدمو ہمنے ظفر سے پیشتر

ردیف رای مہملہ جلد سوم

تمھاری گالیان کھاتا ہون مین بوسہ کے لالچ پر
کہونگا سچ یقین ہو یا نہو تمکو مری سچ پر

مری اک بات سی بھی تم تو رکتی ہو خدا جانے
لگے ہی آپکا دل کسطرح اورونکی کچ کچ پر

کھچا کھچ بھر دیے ہین عشق نی دل مین غم و حسرت
نہین ہوتی ہی نیت سیر دلکی اس کھچا کھچ پر

سفارش لاکھ پر سچ گر کری کوئی نہین سنتا
وہ ظالم جبکہ آجاتا ہے اپنی باتکی پچ پر

کہا سب نے مری دلکو کہ بچ بچ مار گیسو سے
بچا ہرگز نہ یہ شامت کا مارا اپنی بچ بچ پر

تیغ ہمسر تیرے ابرو کی نہ کوئی بن سکے
ہاتھ لوہین محتسب تیرے کہ تو فولاد گل
گر کبھی ہو وصل کا مکتب تو ہم اوسکی عوض
پارہ پارہ کردیا سنگ ستم ہی ہم ستم

تیغگر رہجائین لوہا بے قرینہ کوٹ کر
ریزہ ریزہ کردیا پتھر سے مینہ کوٹ کر
دن گذارین چھاتی اپنی اک مہینہ کوٹ کر
اے پیر تو نے دل کا آبگینہ کوٹ کر

ظلم ہے جوہر کیا نقصان شریفونکو ہے
کب گھٹائے زر ظفر لوہا کمینہ کوٹ کر

دن اور ہی رات اور زمین اور زمان اور
اک بار کہی مرد دل و جان مرے دونون
وہ جام پہ گر جام پیا پے مجھے ساقی
جل جائیگی ہی برق نمود یکھہ مقابل
کچھ چشم تر و سوز جگر نہین موقوف
کس طرح غم یار کو مین دل سے نکالون
کیا ہوے گا اک چاک کو سینے کے سیے سے
یہ شوق شہادت کی ہی تاثیر کہ قاتل
دون دلمین جگہ کیونکر نہ اوس مرد نشین کو
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکی عوض کو
تو گھر کو سدھار اپنے خدا کیلیے ناصح

رہتے ہین زخود رفتہ جہان اور جہان اور
اب کیا کہیے دین ہم کہ نہ دل اور نہ جان اور
مین بس نہ کہون سنیے کہی جاون کہان اور
ہے سوختہ جانون کا دم شعلہ فشان اور
افشاے محبت کی بہت سی ہین نشان اور
جاے یہ گمان اوسکا ٹھکانا ہی گمان اور
دل مین تو ہزارون ہین اور ابھی زخم نہان اور
ہوتی ہی مری خون سے تری تیغ روان اور
اس سے نہین بہتر کوئی پردہ کا مکان اور
رکھدی ہی مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور
ہوتا تری ماتون سے ہی مجکو خفقان اور

دریای غم مین ہر دم یان کھا رہا ہے غوطے
بہر خدا نکالو اس سے مجھے تم آکر

آتا زبان پہ میری جب نام ہی تمھارا
اک جوش عشق میرے اوٹھتا ہی دل کے اندر

پہونچو مدد کو میری کہتا ظفر ہی دل سی
یا بو علی قلندر یا بو علی قلندر

بلا سی گر نہین رکھتی بتو ہم زر ہتھیلی پر
خدا کی راہ مین رکھتی ہین اپنا سر ہتھیلی پر

دل سوزان کو میرے رکھ نہ لو لیکر ہتھیلی پر
پھپھولا پڑ نہ جای تیری ای دلبر ہتھیلی پر

خدا جانے یہ کس رشک قمر کی نذر کے خاطر
نکلتا ہر سحر ہی مہر رکھکر زر ہتھیلی پر

چمن مین کون مے نوشی کو آیا ہی جو اے ساقی
سبو بر دوش غنچہ گل کے ساغر ہتھیلی پر

کوئی اس طفل سی ہنگام بازی خاک سر پر ہو
قسم دے دھو لیا جو رکھ کی خاکستر ہتھیلی پر

لگیرین انکو مت سمجھ کہ یہ اعمال لکھنی کو
ید قدرت نے کھینچا ہی غرض مسطر ہتھیلی پر

قدم وہ عشق کے کوچے مین گاڑی ای ظفر اپنا
کہ جو سر باز اپنا رکھلے پہلے سر ہتھیلی پر

ردیف رای ہندی جلد اول

دیکھ دلکو مرے او کافر بے پیر نہ توڑ
گھر ہے اللہ کا یہ اسکی تو تعمیر نہ توڑ

غل سدا وادی وحشت مین رکھون کا برپا
ای جنون دیکھ مرے پانونکی زنجیر نہ توڑ

دیکھ ٹک غور سی آئینہ دلکو میرے
اسمین آتا ہی نظر عالم تصویر نہ توڑ

تاج زر کے لیے کیون شمع کا سر کاٹی ہی
رشتہ الفت پروانہ کو گلگیر نہ توڑ

عبث جو دیوے صراحی شراب ناب کی توڑ
تو رکھدین مست بھی گردن وہین جناب کی توڑ

اوٹھینگے ابر جو ساقی یونہین یہ کیفیت
تو ڈر ہی دین کہین توبہ نہ ہم شراب کی توڑ

سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑے تو
نہ خاطر ای صنم اس خانہ خراب کی توڑ

چمن مین اوس تن نازک سی گر مقابل ہو
تو پتیان ابھی پھینکین گل گلاب کی توڑ

غمون کی اتنی گرانباریون سے ای گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

نہ ڈال می کدی مین دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم نہ آفتاب کی توڑ

رکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی
کہ دے اک آن مین ہمت ظفر عقاب کی توڑ

ردیف زاء معجمہ جلد اوّل

بشر کو کیون نہو در پیش یان نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہی ہر دم یہان نشیب و فراز

فلک عروج و تنزل سی اک زمانے کو
دکھائی ہے روش نردبان نشیب و فراز

کیی ہی جا ہی راہ فنا کو طے ہر دم
سمجھیے کچھ نہین عمر روان نشیب و فراز

حضیض و اوج مین سیارہین ستارے بھی
دکھاتا کسکو نہین آسمان نشیب و فراز

کہون بگولی کو کیا خاک مین بیابان گرد
کہ میری طرح سی دیکھی کہان نشیب و فراز

دکھائی ہے سر عاشق کو قاتل سفاک
بزیر تیغ و بنوک سنان نشیب و فراز

کسیکو پشت کرے ہی فلک کسیکو بلند
کہ اس ہنڈولے مین ہے ہر زمان نشیب و فراز

ہمین ہی راہ محبت مین ہر زمان در پیش
برنگ گرد رہ کاروان نشیب و فراز

ردیف زاء معجمہ جلد سوم

رنگ پان رونق دندان مسی زیب ہوا
معجز لب سی یہ سرخی ہی سیاہی آمیز

تیری مژگان کی پلٹن مین جو ان سب یکذات
قوم کا اور نہین اسمین سیاہی آمیز

کسکا پھرتا ہی مری آنکھون مین دھانی جوڑا
ہوگیا رنگ جواب اشک کا کاہی آمیز

کبھی انکار تعشق سے کبھی ہے اقرار
اے ظفر کرتا ہی باتین دل واہی آمیز

سنگ سرمہ نے کیا یون نگہ یار کو تیز
جسطرح سنگ فسان کرتا ہی تلوار کو تیز

تن برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آئی
تو کری باد صبا خار سے ہر خار کو تیز

گل اوسی دیکھ کے دیوانہ ہوا ہی قصداً
بلبلین کیون نہ کرین نشتر منقار کو تیز

نوک سبزے کی نہین کچھ سر مہمیز سے کم
پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز

نگہ یار غضبناک دوا دل کی نہ ہو
کہ دوا دیجے نہ اس طرح کی بیمار کو تیز

قیمت نیم نگہ دیتی ہین عاشق دو جہان
کر دیا عشق نی یہ حسن کے بازار کو تیز

اے ظفر دیکھیے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

اگرچہ منزل رشک قمر ہی دور دراز
پہونچتا اپنا بھی پیک نظر ہی دور دراز

خدنگ ناز سی کہدو کرو نہ کوتاہی
کہ عرصۂ دل سی نہین تا جگر ہی دور دراز

پہونچتی ہین کہین مر مر کے تا سر منزل
عزیزو راہ عدم اسقدر ہی دور دراز

نہ روک تو ہمین جانی دی تجکو کیا ناصح
بلا سے راہ محبت اگر ہی دور دراز

ناصح

ناحق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا
باری کیا وہ تیشہ آخر نے مختصر
ہاری ہی بیزبان دہن زخم لاف عشق
تشبیہ اوسکو دون قد موزون سے کیا ظفر

کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز
تھا جو کہ قصہ عشق کا اے گو سخن دراز
یہ تو زبان دراز نہین ہی دہن دراز
اے رشک گل ہی قامت سرو چمن دراز

جانے دی تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ اگر سخن دراز

ردیف زای معجمہ جلد چہارم

جس طرح کھینچے ہی دلسے آہ یہ دلگیر تیز
سوزش دل نے جلا کر مجکو خاکستر کیا
کند کردل کو نہ وقت ذبح اپنے کھینچ کے
پھر لگے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے چار و طرف
روبرو اوسکے ہی تیری زبان مین کیا مجال
قتل کرنا کسکا ٹھہرا دیکھیے یہ نظر

اسطرح نکلے کمان سخت سے کب تیر تیز
کر دیا اس آگ کو تو نے تو اے تقدیر تیز
کرنے تو اپنی چھری ظالم دم تکبیر تیز
پھر لگی ہونے وہان تحریر پر تحریر تیز
کر رہی ہین مٹھی مٹھی ہم پہین تقریر تیز
اوس نگہ نے سنگ سے مژگان جو کی شمشیر تیز

جتنی تصویرین مرقع مین ہین عالم کے ظفر
سب سے ہے اوس عالم تصویر کی تصویر تیز

رہیگا تا بہ دم واپسین نشیب و فراز
بجھتا آپ کو اونچا ہی اور کو نیچا

[illegible]

بتلا گل پہ جو بھنورا ہو تو کچھ دور نہین
دیکھو ہی داغ جگر میرے دل زار کے پاس

منکشف کیون نہون آثار محبت تجھ پر
قبر عاشق کی ہی ظالم تری دیوار کے پاس

حلقۂ زلف اوس ابرو کے نہو کیونکہ قریب
رکھتی قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق مین دل کیون نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہین کوئی مجھے اوس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی ہان ساغر کے پاس

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باغ مین طرفہ ہی نیلوفر کے پاس

جب سے دل کی متصل رکھتا ہون مین تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

دل عبث ہمنے دیا ہی اے بت کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھ سے ہو پتھر کے پاس

مین تو سایہ سی بھی اوسکے مانگتا ہون الحذر
ہو جو دیوانہ سو جاوے اوس نرسی پیکر کے پاس

ابر کی کیفیتین خالی ہمین بھاتی نہین
بادۂ گلگون سے ساقی رکھدی شیشہ بھر کے پاس

زلف کی کشتہ کا تیری ہی جہان مرقد وہان
جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مارے ڈر کے پاس

آفرین تجکو ظفر ہو کیون نہ شاگرد نصیر
اس غزل کو جا کے پڑھ ہر ایک دانشور کے پاس

خموش کیون نہو مرغ فلک دماغ قفس
ہزار حیف کہ ہو ہمصفیر داغ قفس

قفس کے چاک مین گل رکھکے مت اوٹھا صیاد
کہ بہر بلبل شیدا ہی یہ چراغ قفس

قفس سے چھوٹکے پہونچون اگر چمن کیطرف
برنگ لالہ رہی دل پہ وان بھی داغ قفس

[illegible]

ردیف سین مہملہ جلد چہارم

جی نہین لگتی کا گلشن مین بھی جاؤن اگر
بسکہ مجھکو ہو گیا ہی کلبۂ احزان سے انس

طرفہ گریہ ہی ہمیشہ دیدۂ تر کو مرے
آستین سی ربط ہی یا گوشۂ دامان سے انس

ساتھ ہی میرے رہیگا دیکھنا بعد از وصال
ہے نہایت ہی مجھی تیری غم ہجران سے انس

تم نہو پیارے رقیب رشک خصلت سی انیس
چاہئی ہرگز نہین انسان کو شیطان سے انس

ہو نہ گر رسم و خط و پیغام اونسے ای ظفر
اونکو پھر معلوم ہووے اپنا کس عنوان سے انس

لب شیرین کو تری چاٹ کی رس چشم مگس
بیٹھی نظرون مین پی جاے ہی بس چشم مگس

مین وہ لاغر ہون کہ بن جاے مرا خشخاش
اپنی مژگان سی اگر دی مجھی خس چشم مگس

لب کا تل نقطہ مقابل ہی ولی چاہ ذقن
ہی حریفانہ نظر سوی مگس چشم مگس

تنگ چشمی تجھی ہو کیونکہ نہ ای اہل ہوس
تو مگس اور تری چشم ہوس چشم مگس

رشک خال لب شیرین سی ظفر اوسکے نہو
نگران سوے شکر لاکھ برس چشم مگس

ردیف سین مہملہ جلد دوم

چاہیے درویش کو کیا بادشاہانہ لباس
چھوڑ کر دلق اپنا کیون پہنی وہ بیگانہ لباس

رکھی ناقص عقل کو جو مرد فرزانہ لباس
پر نہ عورت کو بناوے مرد مردانہ لباس

خاک کو کوچی کی تیری اپنی تن پر اپنی پری
جانتا ہی فاخرہ یہ تیرا دیوانہ لباس

بادہ کش راضی ہین اسپر گرچہ پیر میفروش
چھین لے سارا وہ دے گر نیم پیمانہ لباس

خاک ہی بادہ کشوں کے جو نہ ہو جام سبو
کیا عدم میں بھی ہو میخانہ و مستی کی ہوس

ہم وہ آوارۂ دشت نظر ہیں کہ ہمیں
نہ تو ویرانے کی پروا ہی نہ بستی کی ہوس

ردیف شین معجمہ جلد اول

بھولا نہ تجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش
شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش

ہر روز ستم تازہ ہو ہر روز نیا ظلم
اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش

گویائی اگر ہو لب زخم جگر کو
آتا کہے اوس خنجر بیداد کو شاباش

تازک ہی تو کس کام کا ناصاف ہی گر دل
فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش

المنۃ للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر
کہتے ہیں وہ سنکر مری فریاد کو شاباش

یہ قتل کا ہی شوق کہ اڑ جائے اگر سر
پیدا ہو صدا حلق ہی جلاد کو شاباش

مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام
پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش

کیا طرز وفا عشق سے سیکھا ہی دلاوہ
شاباش تجھے اور ترے اوستاد کو شاباش

مرمر کے ہو داخل جنت نبی آدم
پر چھوڑ نہ جائے پدر اولاد کو شاباش

آسان نہیں سنگ سر مار کے مرنا
کیا کام کیا عشق میں فرہاد کو شاباش

ہیں لاکھوں خیالات میں فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

ہمیشہ باندھی ہیں شاعر شراب کو آتش
بڑی ہی جھوٹی ہیں کہتے ہیں آب کو آتش

جو ہجر کی تھی کثرت آفات مین تشویش
سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش

تو بھاگ دلا دیکھ محبت سی کہ اسکی
ہر گام مین اندیشہ سی ہر بات مین تشویش

گذری ہی کوئی لحظہ جو بیفکر تو برسون
دیتا ہی فلک اوسکے مکافات مین تشویش

پاتی نہین ہمتو کبھی رندونکو مشوش
آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش

جی کیون نہ ڈری گریہ سی ہو دل جو شکستہ
ٹوٹی ہوئی گھر سے تو برسات مین تشویش

دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی
ہی مجکو تری غم کے مدارات مین تشویش

عقبی کی ظفر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ردیف صاد مہملہ جلد اول

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نی ایسی خوشبو شراب خالص
نہ اوسکو پہونچے ہی مشک خالص نہ اوسکو پہونچی گلاب خالص

اس آرزو مین کہ اوسکے پانؤن کے چھلے کوئی مجھی بنا دی
ادھر تو ہے سیم ماہ خالص ادھر زر آفتاب خالص

حلاوت اوس شیرین لعل لب کی نہ پوچھو بوسی کی ہی یہ شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو کھولدے لیکے آب خالص

دل شکستہ درست میرا نہو دی کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمھاری بوسے سی خال مشکین کی مومیائی شتاب خالص

ظالم تری نگہ مین ہی گرتر کا خواص
رکھتا ہی دل ہمارا بھی تخیر کا خواص

حق مین تری شہید کے آب حیات سے
کیا کم ہی آب خنجر و شمشیر کا خواص

نسخے مین میرے گرتپ غم کے لکھے طبیب
کافور بھی ہو قرص طباشیر کا خواص

سودائی اوسکا یا می بہ زنجیر کیا رہی
رکھتا ہی وہ تو نالہ بہ زنجیر کا خواص

سمجھے نہ اپنے لایق خدمت وہ شاہ حسن
شاہ جہان کا ہو کہ جہانگیر کا خواص

ہو کیون نہ خاکسار محبت کا دل غنی
ہی خاک کوی یار مین اکسیر کا خواص

رہتی ہی اوس جبین پہ گرہ کیا سبب ظفر
کیا اوس مین بھی ہی زلف گرہگیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ جلد اوّل

لب نکالینگے ترے لعل ثمین پر اعتراض
زلف ہی کرتی ہی کیا مشک ختن پر اعتراض

ہمنے کی ہی جان کنی اوا و ناز کی خار کنی
واجبی ہی گر کرین ہم کوہکن پر اعتراض

لاکھ پیچ و تاب کھائی موج دریا پر کہان
کرسکے اوس آستین پر مشک کن پر اعتراض

ہوے پھر صبح قیامت پر قیامت آشکار
گر نکالے کچھ مرے چاک کفن پر اعتراض

شاخ سنبل سی نکالی شاخسار زلف گر
قدترا کرنے لگی سرو چمن پر اعتراض

تابہ گنبد اگر اک اپنی دو دا سے
لاکھ نکلین خیمۂ چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو اسقدر مقدور ہی
کر سکے جو اے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

ردیف طاء مہملہ جلد اول

ساقیا پہونچی ہی تیری جام سی عالم کو فیض
منھ نہین ہمکو لگاتا اک نہین ہی ہم کو فیض

ہون نہ صاحبدل کبھی محتاج فیض جام جم
بلکہ اونکی ساغر دل سی ہو جام جم کو فیض

رکھتی ہی جاری ہمیشہ آنسوؤن سے فیض نہر
دیکھنا منظور ہی کیا میری چشم نم کو فیض

عشق مین ہی بس غنیمت ہمکو غم اور غم کو ہم
پہونچتا ہی غم سی ہمکو فیض ہمسی غم کو فیض

ہو تو شاید کچھ تمھارے ہی لب جان بخش سی
ورنہ ہو عیسی سے کیا اس عاشق بیدم کو فیض

عمر بھر کھایا کیی تم حضرت دل پیچ و تاب
کیا اوٹھایا چھیڑ کر اوس کاکل پرخم کو فیض

ہے نفخت فیہ من روحی سی ظاہر اے ظفر
جو کہ پہونچا خالق کونین سی آدم کو فیض

ردیف ضاد معجمہ جلد چہارم

زلف سی اولجھی یہ کیا اس مبتلا کو ہی غرض
سر پہ کی ناحق بلا کسکی بلا کو ہی غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سی اوسکو نی اوس سے شفا کو ہی غرض

دل مرا ہو رشک سی خون فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکی دست و پا سی کیا حنا کو ہی غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لینا لی چکا
اب رہی کیا ہمسی اوس کافر ادا کو ہی غرض

ای ستمگر ای وفا دشمن تری بیداد سی
بیوفا کو کیا غرض ہی باوفا کو ہی غرض

امتحان برش تیغ نگہ منظور ہی
قتل سے میرے نہین اوس جفا کو ہی غرض

آشنای بے غرض ہی کون دنیا مین ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہی غرض

زلف

زلف کی تار ہی رخ پہ کمان یار کے خط
پہنکر ہار گلے مین جو وہ سویا شب کو
خط تو بکر دا ہی گیا تھا مرا لیکین نکلے
خطِ عارض ترا وہ ہی کہ منور ہی سر سبز
نامہ بر دیکھیے تقدیر مین لکھا کیا ہے
یاد آئی دم تحریر جو وہ زلف دراز
کھینچے ہی تار شعاعی سے ہمیشہ سر خاک
مہر نامہ اگر ہو مین نہ آنکھین قاصد

صحن گلزار مین چلتے ہین ہزار کے خط
پڑ گئی گردن نازک پہ کئی بار کے خط
پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط
روبرو کوئی ترے اس خط گلزار کے خط
یار پڑھتا ہی مرا سامنے اغیار کے خط
ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط
مہر بھی روبرو اوس تابش رخسار کے خط
کیونکہ معلوم ہون حسرت کش دیدار کے خط

تیغ ابرو سے ہین جانباز ظفر شیشہ سپر
بے اجل پڑتا نہین دھار سے تلوار کے خط

ردیف طا

معمایہ جلد دوم

ابھی بھیجے نہ بارا بارا خط
لایا قاصد جواب خط ایسا
تجھکو لکھتے قلم ہی نرگس کے
دل کے مضمون بیقراری سے
کیا تعویذ ہول دل ہمنے
مانگ ہی یا اندھیری رات مین

دیکھ تو لیجے میرا سارا خط
ہمکو لکھنا پڑا دوبارا خط
تیرا حسرت کش نظارا خط
اور گیا ایسا جیسے پارا خط
لیکے اے دلربا تمہارا خط
کہکشان کا ہی آشکارا خط

تر نہ کر اشکون سے کاغذ سر بسر
لکھنے دے اے دیدۂ نمناک خط

تیغ بران سے تری پڑتا نہین
بے قضا اے قاتل سفاک خط

تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا
پڑھ کے تیرا عاشق غمناک خط

حاسدون سے ناک مین دم ہے ظفر
دے دو چاقو سے پکڑ کے ناک خط

ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط
جان دیجے تو کچھ ادا ہو شرط

خو تمھاری نہ جائیگی بدلی
اسمین جو چاہو ہمسے بدلو شرط

اپنی ہمکو رہائی ہے منظور
ورنہ تم اور ہمسے جیتو شرط

دل بیمار کے علاج مین ہے
وصل دلدار اے طبیبو شرط

دل بندھا زلف سے نہین چھٹتا
اسکے چھٹنے پہ تم نہ باندھو شرط

یون کسیکو ہے کون دیتا دل
دلبری بھی ہے دلربا کو شرط

اسکا دشوار ہے بجا لانا
ہے محبت کی اے ظفر جو شرط

یون ملے جنبش ابرو سے تری دل مضبوط
جیسے بھونچال سے جاتا ہے مکان ہل مضبوط

پائداری نہین ہستی کو کہ ہے سست بنا
یان محل اپنے بناتے ہین یہ غافل مضبوط

دل کے کچے نہین ہم جان تلک دین اپنی
گر رہے قول پہ یہ حور شمائل مضبوط

ہمنشین باتین بناتے ہین ہزارون آسان
لیکن اک بات پہ ہو جاتی ہے مشکل مضبوط

اس دل بیمار کو لیجاؤن یارب کسکے پاس
ہوگیا عالم مین خوبان مسیحا دم کا قحط

کوئی غنچہ بھی شگفتہ اس گلستان مین نہین
ہوگیا ازبسکہ دلہائے خوش و خرم کا قحط

دیکھ خوبی اپنے دل ریشونکی قسمت کی کہ یان
ہے سمان مرچ و نمک کا اور ہے مرہم کا قحط

کہتے ہین خوش ہوکے اپنے دلمین تیرے دردمند
قحط درمان ہے بلا سے پر نہین ہے سم کا قحط

یون تو ہین آدم ہی آدم سب جہان مین اے ظفر
پر جو دیکھا غور سے ہے کام کے آدم کا قحط

شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق مین جب ہو نہ اوس سے اپنے سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور مین کسی مہپارہ کے
چاہیے آنکھون سے اوس روشن گہر کی احتیاط

خط بچایا آپ خط کیطرح سے ٹکڑے ہوا
اللہ اللہ رے ہماری نامہ بر کی احتیاط

سیکڑون محتاط ہوکر دختر رز سے خراب
کھو گئے اس مے کدے مین عمر بھر کی احتیاط

ہم پھڑک کر دام کے صیاد دین ٹکڑے اڑا
پر ذرا ہمکو ہے اپنے بال پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جبتک مکرر سن لے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس بیخبر کی احتیاط

اے ظفر سینے مین بھڑکا اپنے شعلہ عشق کا
ہوچکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

ردیف ظای معجمہ جلد اول

رہیو اے دل تو اب اوس زلف رسا سے محفوظ
حق سدا تجکو رکھے ایسی بلا سے محفوظ

ہین سدا مشق ستم سے سر عشاق قلم
کوئی دیکھا نہ تری تیغ جفا سے محفوظ

دل اوسکی جنبش مژگان سے کیون حذر کری
کہ اس مریض کو ہان چاہئے ہوا کا لحاظ

اوٹھا کے آنکھ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے
رہا جو اوسکو تری چشم پر حیا کا لحاظ

ملون مین اپنے کف پا سے اپنے دیدۂ تر
مگر ہے مجکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ

رکھین ہم اوس سے دلا چشم آشنائی کیا
نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ

نہ توڑ دو دلکو مرے ای بتان سنگین دل
درو خدا سے کرو خانہ خدا کا لحاظ

ظفر پلا دی اوسے بھر کے ساغر مے ناب
اگر اوٹھانا ہے منظور دلربا کا لحاظ

ردیف ظای معجمہ جلد چہارم

گلی مین یار کی ہمنے رکھا قدم بہ لحاظ
گئے بھی تو بادب آئی بھی تو ہم بہ لحاظ

ہماری شکل نے سب حال کہدیا اون سے
زبان سے گو نہ کہا ہمنے دل کا غم بہ لحاظ

قلم وہ کرتے ہین اسپر بھی ہاتھ ای قاصد
اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بہ لحاظ

جب اوس سے حسن مین یوسف نہو سکا ہمسر
تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بہ لحاظ

مبادا چونک اوٹھے خواب ناز سے وہ گل
چمن مین جائیو ای باد صبحدم بہ لحاظ

ابھی ڈبوئین رقیبون کے گھر کے گھر لیکن
ہم اونکے آگے نہین ہوتے چشم نم بہ لحاظ

ظفر نہ کھینچ سکی اوس مو کمر کی جب تصویر
تو سر جھکا کے اوٹھائے نہ مو قلم بہ لحاظ

ردیف عین مہملہ جلد اول

وصل کی تاب نہین کھینچے ہے پروانے کو
کیون ظفر شوق کنارو ہوس بوس مین شمع

کم نہین ہی سوزش داغ دل دلگیر مین شمع
کب تصور اوسکا دل مین ہے اور آہ آتشگیر
موج اشک چشم ہی پروانہ کب ہی زیر پا
اوس رخ پرنور سے روشن ہو کیونکر ماہتاب

بلکہ ہمسر ہی ہمارے نالہ شبگیر مین شمع
ہین یہ فانوس خیالی مین بہم تصویر مین شمع
موج سودا ہی اسی باہم ہمہ زنجیر مین شمع
ایک ہو کیونکر چراغ مہر پر تنویر مین شمع

ہے اجل سر پر کھڑی یہ کھل گئی شبکو ظفر
ایک جاگو ہین ہمین آئے نظر گلگیر مین شمع

کسلیے ڈھونڈھین اوہ ہم غنچہ و گل چراغ و شمع
یہ دل تنگ زخم تن داغ جگر اور آہ گرم
جام و گلابی شراب ساغر چشم مست یار
خاطر تنگ و چاک جیب سوزش سینہ و جگر

تو ہی نظر مین ہی صنم غنچہ و گل چراغ و شمع
پاس ہین پنج و سبدم غنچہ و گل چراغ و شمع
بزم مین اپنی ہین بہم غنچہ و گل چراغ و شمع
ہین یہ مہار بزم غم غنچہ و گل چراغ و شمع

قطرہ خون و لخت دل مردمک اور قمرہ تر اشک
ہین یہ ظفر بچشم نم غنچہ و گل چراغ و شمع

گرچہ غرق اشک تر ہی گریے کی شدت مین شمع
کچھ نمود پردا جدائی کی مری اوس یار کا
کون ہی جسکو جلاتا اپنی سوز عشق سے

جلتی ہی تپسر بھی لیکن سوز زلفت مین شمع
یون جلی پروانہ کی سوز غم فرقت مین شمع
لیک جلتا ہی لکھا تھا یہ مری قسمت مین شمع

تار کھو دیکھ کے اپنا وہ محبت مین قدم
چاہیے دار بنے راہ مین منصور کی شمع

چارہ گر جای تعجب نہین گر بن جاے
سوزش عشق سے بتی مرے ناسور کی شمع

آگے خورشید رخ یار کے کیا کام اسکا
اے ظفر خوب کیا بزم سے گر دور کی شمع

دل مرا لینے کو اسطرح سے دلدار ہون جمع
جیسے کہ جنس پہ کتنے ہی خریدار ہون جمع

ہون نہ وہ اک گرہ زلف سے اوسکی ہمسر
ای صبا سیکڑون گر ناقہ تاتار ہون جمع

کشتہ نرگس مخمور ہون تیرا ای گل
میرے پہلو مین عجب کیا ہی جو میخوار ہون جمع

دل عشاق ہین یون زلف کے حلقے مین تری
جسطرح خانہ زندان مین گرفتار ہون جمع

کیا تماشا ہی جو وہ منہ سے اوٹھاوے برقع
اوسکے جسوقت کہ سب طالب دیدار ہون جمع

خوش گریہ مجھے دیتا نہین اتنی فرصت
کہ مری چشم مین آنسو کبھی دو چار ہون جمع

ناز و انداز و ادا سے تری کیا جان بچے
ایک کے قتل کو جب اتنے ستمگار ہون جمع

شہرت ای یار جو ہو تیری مسیحائی کی
تیرے کوچے مین نہ کیونکر پڑے بیمار ہون جمع

ای ظفر کیونکہ ہو جمعیت خاطر اپنی
جب تک اوس زلف پریشان کے سب تار ہون جمع

ردیف عین مہملہ جلد چہارم

ہر کام کا اک وقت ہی ہر بات کا موقع
عمرون مین نہین حرف و حکایات کا موقع

تم چوری چھپے آؤ کسی طرح یہان تک
گردن کا نہ موقع ہو تو ہو رات کا موقع

روشن دنون کے قرب مین ہین لاکھ فایدے
آتا نہین ہی کام ظفر دور کا چراغ

ہے پاس اپنی اوس رخ پرنور سی چراغ
ای ماہ تو دکھا ہمین دو در سے چراغ

روشن ہو چشم مست کے کشتے کی گور پر
روغن کی جا بے بادۂ انگور سے چراغ

شعلے کو میرے سوزش دل پر حور رشک ہی
جلتا ہی بزم مین مری مذکور سی چراغ

رونق ہی تفتہ جانون کو بخت سیاہ سے
پاتا فروغ ہی شب دیجور سی چراغ

کچھ موذیون کے گھر مین نہین روشنی کا کام
مانوس کب ہی نالۂ زنبور سی چراغ

اندر ہی تجلی انوار حسن یار
ہے میری گھر مین روشنی طور سی چراغ

روشن ہوا آفتاب قیامت کا ای ظفر
ہم دل جلون کی شمع سر گور سی چراغ

کچھ بات کہدین مصلحتاً تجھسے ہم دروغ
اے بت قسم کھائین خدا کی قسم دروغ

قاصد خط اوسکے لکھ کے جو بھیجا کبھی تو کیا
تحریر جو ہی اوسمین وہ ہی یک قلم دروغ

ابرو کو اوسکی کہتے ہین سب تیغ اصفہان
ہے اصفہانیون مین کہان ایسا خم دروغ

غم کھاتے کھاتے جان مری لب پہ آگئی
وہ اب بھی جانتے ہین مرا حال غم دروغ

مین نے تو کچھ کہا نہین تم کہتے ہو کیا
کیا پٹیون اوس دروغ کو ہی ہے قسم دروغ

سچا ہی اس زمانے مین وہ بھی کہ جسکے ہو
کچھ راستی سخن مین سوا اور کم دروغ

حق ہی دروغ گو کو مگر نہین حافظہ ظفر
جاتا ہی بھول کر کے جو محمد صنم دروغ

ردیف فا جلد اول

کہ رہا دولھا اودھر ہی حسرتا واحسرتا
کہ رہی دولھن ادھر ہی وادریغا وادریغ

ای ظفر مین کیا کہون کہتا غم شبیر مین
دل مرا آٹھون پہر ہی وادریغا وادریغ

چاہیے نے شمع مجکو نے سر مدفن چراغ
داغ دل روشن سی زیر خاک بی روغن چراغ

جنبش دامن سے تیری ای نسیم صبحدم
گل نہین ہوتا چمن مین گل کا یہ روشن چراغ

یون پس مژگان ہی وہ سرخی چشم پرخمار
رکھدیا جیسے جلا کر ہو پس چلمن چراغ

شب دکھا کر تو رخ روشن نہ کر غارتگری
ساتھ اپنی راتکو رکھتی ہین کب رہزن چراغ

وقت صحبت یار سی گھر مین اندھیرا چاہیے
روشنی اوس وقت ہی غماز اور دشمن چراغ

راتکو چوری سے جھانکا جو ذرا وہ شمع رو
تاب رخ سی بن گیا دیوار کا روزن چراغ

شمع سان جلتی ہین سب سوز الم سی ہم ظفر
ہے جلاتا گھر مین گھی کی ڈبت پر فن چراغ

ردیف غین معجمہ جلد چہارم

چیچک کا ہی جو کوئی رخ گلبدن پہ داغ
دیتا ہی ماہ کو بھی وہ چرخ کہن پہ داغ

کیون داغ تو نہ دی ہمین ہر روز جبکہ ہون
انجم سی لاکھون ہین دل چرخ کہن پہ داغ

دھو اپنے دل سی داغ معاصی جو دھو سکی
گر چاہتا ہی ہو نہ لحد مین کفن پہ داغ

ہر چند عیب سیب پہ ہوتا ہی داغ کا
پر خوشنما مہا سی کا ہی اس دفن پہ داغ

دیکھی جو اوسکے دانت مسی تو کیا عجب
ہو رشک سی اگر دل دُر عدن پہ داغ

کہتا ہی کوئی جیم کوئی لام زلف کو
کہتا ہون مین ظفر کہ مسطح ہی کاف زلف

وصل کی ہونے نہین دیتے جو تدبیر حریف
اونکی تقصیر نہین ہی مری تقدیر حریف

دل پہ یون وار کیا تیغ نگہ کا اوس نے
جسطرح کھینچکے مارے کوئی شمشیر حریف

بسمل ابرو و مژگان ہون کسی قاتل کا
نہ مری تیغ سی دشمن نہ مرا تیر حریف

دشت وحشت کو ارادہ ہی کہ آباد کرون
کھول دی کاش مرے پانونکی زنجیر حریف

نامہ یار کو قاصد سے اوڑائینگے غیر
دیکھو بی بھاگی ہین کیا نسخہ اکسیر حریف

دوستی مین تری دشمن ہوئی یہ خلق مری
ہدف تیر بنائین مری تصویر حریف

پہن زنار محبت نہ پھرے زلف سی ہم
ہمکو پروا نہین گر کرتے ہین تکفیر حریف

شمع سان رکھتی ہین ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھین تو کیا کرتے ہین تقریر حریف

ردیف فا جلد دوم

گر ہی دل دنیا خطا کر بت بی پیر معاف
پھر نہین ہونی کی ہو اب تو یہ تقصیر معاف

تو اگر قتل سے خوش ہو تو خوشی سی اپنی
خون کری اپنا تجھی عاشق دلگیر معاف

دل سودا زدہ کو مارے ہی کوڑی وہ زلف
ورنہ دیوانے کو تو ہوے ہے تعزیر معاف

دم بسمل نہ سنی سی تری بسم اللہ
ذبح کرنے مین ہی شاید تری تکبیر معاف

گر حساب ستم و جور یہ ہون حاصل داغ
کیا عجب ہوتی محاسب کو ہی تحریر معاف

جو مجھے کہتی ہین دل اوسکو دیا کیون تو نے
نہین اوس شوخ کی ہم ناز ادا سے واقف

کر دیا زلف نے کافر تری ہمکو آگاہ
ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلا سے واقف

مین ہون بیمار محبت نہ کرو میرا علاج
اے طبیبو نہین تم میری دوا سے واقف

وائے کس شوخ ستمگر سے لگا دل اپنا
کہ نہ ہے شر سے وہ آگہ نہ وفا سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین غافل
اے ظفر ہوتے اگر یان کی ہوا سے واقف

دیکھکر اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف
عاشق سر باز پھرتے ہین ہمیشہ سر بکف

مے کشی کو کون آیا باغ مین اے عندلیب
جو صراحی در بغل غنچہ دہن گل ساغر بکف

ہم بدولت آنسوؤن کے دیکھتے ہین عشق مین
چشم سے اپنی صدف کیطرح سے گوہر بکف

خون کیے تو نے ہزارون پھرتے ہین سب دادخواہ
ہے تری دست ستم سے اک جہان محضر بکف

ٹپکے دریا مین ترے دلسوز کا کر اشک گرم
ہون حبابون کی جگہ گرداب کے اخگر بکف

آنکھ اوٹھا کر بھی نہین وہ دیکھتے بل بیدماغ
جو کہ نرگس کیطرح رکھتے ہین سیم و زر بکف

دیکھیے قسمت کا لکھا ہوگا اوسدن کیا ظفر
ہوویگا اعمال بد کا اپنے جب دفتر بکف

ہر رقم مین اوسکا انداز رقم ہے مختلف
جو قلم سے اوسکے نکلا یکقلم ہے مختلف

وہ جو پاس اونکے نہین تھا جسکے باعث اختلاف
کچھ مزاج اونکا بہت آگے سے کم ہے مختلف

روبرو عارض کے تیری روشنی خورشید کی
صاف مثل نور شمع صبحدم ہے مختلف

لکھنے سے ہم نہ تکلف سے اور کچھ قاصد
مریض عشق کو آرام ایک دم مین ہو
یہ جان کنی ہے بڑا کام مشکل اے فرہاد
مسافران عدم کی خبر خدا جانے
مزا ہے کچھ تو مصیبت مین عشق کی ناصح
قدم سمجھ کے رکھ اے دل رہ محبت مین
جو دیکھین تبکدۂ دل مین صورت اونکی

کرینگے خط مین رقم اپنی یکقلم تکلیف
کرے ذرا جو میان و مسیح دم تکلیف
کہ اس سے گو ہکنی مین کمین ہے کم تکلیف
کہ اذنکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف
اوٹھاتی جان پہ جو استدہین ہم تکلیف
یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمین ہر قدم تکلیف
کرین نہ شیخ جی صاحب سو حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر تم نے
کہ جس سے جان کو پہونچی ہے دمبدم تکلیف

ردیف چہارم

تجھ بن شراب عیش کے مینے پہ چار حرف
لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا
جا جواب نامہ تسلم بھر کے خون سے تو
الفت کی شرح سے ہین بیاضین میت سیاہ
جاؤ تو ہو رقیب کے کوٹھے پہ تم مگر
ناحق جو کینہ رکھتا ہے تو مجھسے اے حسود
روز ازل سے نام محمد کے ای ظفر

اور اس طرح کے ہمزہ چینے پہ چار حرف
بھیج ای ستم شعار کمینے پہ چار حرف
دیکھے اپنی کشتے کے سینے پہ چار حرف
پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف
سن جاؤ میری ٹھوکر کے زینے پہ چار حرف
تف تجھ پہ اور اس تری کمینے پہ چار حرف
کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

کوئی جا کر آئینہ دیوں سے کہدے صاف صاف
منھ پہ تو کچھ اور رہتم پیٹھ پیچھے ہو کچھ اور

ہی بجا دلمین کدورت ہے اگر دونون طرف
ہو صفائی کیا یہ آئین دگر دونون طرف

عاشق و معشوق کے کیونکر نہ دلمین آئے فرق
تفرقے ڈالین جو غماز ای ظفر دونون طرف

ردیف قاف جلد اوّل

ہر نفس حسرت و ہر دم قلق
دے ہے یہ اوستاد محبت مجھے

ہر گھڑی اوڑتے ہین دل کے ورق
رنج و الم غم سے سبق بسبق

اک یہ ہی بیتابی دل ہے مری
جلد آ جلد کہ جان محزون

مل گئے سب ارض و سما کے طبق
تن بجان مین باقی ہے رمق

آج اوس مست پہ ہے طرفہ بہار
لب پہ رنگ مسی و سرخی پان

زلف آشفتہ جبین زیر عرق
ہے بہم جلوۂ شام و شفق

رو حاسد ہے جو منظور ظفر
پڑھو قل اعوذ برب الفلق

پک پڑا نہین اوس زلف کی شکن پہ عرق
پیام کس کا یہ لایا کہ اتنا گرم آیا

نکلتا زہر ہے سانپ کے دہن سے عرق
چمن پہ اوس ہی پڑے جا دیکھکر اکبار

روان ہے جوے مرقاصد کے پیرہن سے عرق
نہ سمجھو شبنم اسے دامن اپنا چھوڑ دیا

تمہارے رخ پہ نمایان ہوا نہین سے عرق
صبا ذرا پوچھ کہ پیشانی چمن سے عرق

ردیف قاف جلد دوم

نہین ہی درد مجھے اور کچھ سوای فراق
طبیب مجھسے اگر ہو تو کر دوای فراق

بہائی چشم سے دریا بھی وہ تو بجھ نہ سکے
جگر مین آگ کسیکے اگر لگای فراق

ترے فراق زدون کے مزار سے تا حشر
عجب نہین کہ یہ نکلی صدا کہ ہای فراق

فراق مجکو ستاتا ہی ہان فراق کو مین
یونہین ستاؤن اگر میری ہاتھ آئی فراق

وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہ ہوا
غم فراق کی ڈر سے یہ تبتلای فراق

کیا خدای جہان آفرین نے یہ پیدا
فراق میرے لیے اور مجھے برای فراق

ڈرا نہ روز قیامت سے تو مجھے واعظ
کہ مین نے دیکھی ہین کتنی ہی روز ہای فراق

مزی سی کیا کوئی آگاہ ہو محبت کے
کہ جب تلک ہو نہ دل لذت آشنای فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہی فرق ظفر
جہان ہی فرق دلون مین وہین ہی جای فراق

ہوگا تہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جا کے ہلا دینگے ہم ساتون زمین کے طبق

لعل مسی زیب پر اوسکی جو ہی رنگ پان
ہوتے ہین کیا کیا خجل دیکھکے شام و شفق

حال شب غم مرا سب نہین جاتا لکھا
گرچہ سیہ ہوتے ہین روز ہزارون ورق

دل کی ہین ٹکرون مین یون ہو رہی ہین مشغول شک
جیسے گلستان کا لین طفل دبستان سبق

اسکو خط کہکشان تو نہ سمجھ رات کو
نالے نے میری کیا سینۂ گردون کو شق

گو نہ زبان سی کہا راز محبت تو کیا
خشک ہی لب چشم تر زرد ہی منہ رنگ فق

لاؤ وہ گل پر ظفر اوس سی پڑ جائیگی
دیکھ کے رخسار پر اوسکے بہار عرق

ردیف قاف جلد اول

ظفر عشق کی دولت ہی ہے دل جسکا غنی
وہ سمجھتے نہیں کچھ خاک اور اکسیر مین فرق

ہے عاشق دلسوز مرا یا شجر عشق
پھل جاتا ہے پھولون سے ہے اسکا ثمر عشق

ہوتے نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ
یارون کو پہونچتی ہماری خبر عشق

نکلے ہے جو یون داغ بدل خاک سے لالہ
ہے زیر زمین کیا کوئی تفتہ جگر عشق

تھرانے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
دکھلاوے شرارت اگر اپنی شرر عشق

کیا فایدہ اشکون کو اگر چشم مین روکا
ہے زرد می رخسار سے ظاہر اثر عشق

بجلی گری اے رخ اگر اوسپہ بلا سے
لیکن نہ پڑی دلپہ کسو کی نظر عشق

ہر گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

ردیف قاف جلد چہارم

کھلتا نگاہ ہے بت سیمبر کا فرق
کرتا ہے دل کے غرق کو ظاہر نظر کا فرق

سوتے نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو
جبتک کہ درمیان نہ ہو بالشت بھر کا فرق

کوچے مین اونکے مجکو مکان بھی ملا تو کیا
میرے اور اونکے گھر مین ہے دن مین گھر کا فرق

جاتا گذرے ہے دونون سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہین سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بہل ہزار میری طرح سے ہو ناکشی
میرے اور اوسکے نالے مین ہوگا اثر کا فرق

آیا ہے اونکے دل مین کچھ اب اسقدر کا فرق

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جانتے ہین مسند کمخواب کو خاک

صاف دنیا سی ہین دنیا پہ کوئی روشندل
خاک پر لگتی نہین چادر مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہون مین اسپر کہ جھٹک دے دو دہین
گر لگے جاگے مری دامن احباب کو خاک

تاب دندان سی ظفر اوسکے گرے گر بجلی
کرے اکدم مین جلا کر در خوش آب کو خاک

لگی ہی اس تری وحشی کے یہ بدن سی خاک
لگا تو دی اگر جھاڑ پیرہن سی خاک

کہان رہا ہی زر گل خبر تو لے بلبل
اوڑا کے لیگئی باد خزان چمن سے خاک

ہوی نہ ہم ہین فقط راہ عشق مین برباد
ہزار دن ہوگئے یان قیس کوہکن سی خاک

ڈری جو سوز محبت سی دل مین پروانہ
تو کیا لگائی وہ لوح شمع انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیر فلک مکدر ہے
جھڑی ہی کیا کہین اس خیمہ کہن سے خاک

بچا نہ خاک سی دامن کہ ہان کریگا کیا
لگے گی زیر زمین جب ترے کفن سی خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمی سخن سے خاک

ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کری کیا ترا بیمار بیان خاک
دم لینی کی بھی نہین تاب و توان خاک

نالون سی مری آب ہوے سنگ ولیکن
اوسکو نہوا کچھ اثر آہ و فغان خاک

جون نقش قدم مل گئی یان خاک مین لاکھون
رکھا نہ فلک تو نی کسیکا بھی نشان خاک

ردیف کاف جلد سوم

خطا وارد کا خط کیا لیکے جائی نامہ بر تک
نظر سے دور ہے نظارگاہ یار کیا کیجے

جو دل کو راہ ہے دل سے تو کیا مشکل نگر پہنچے
زبان پر نہین لانیکے ہرگز حرف شکوہ کا

رہیگا روز ایسا تجھ مجنون کا صحرا مین
قفس سے چھٹکے مرغ ناتوان کیا جائے گلشن مین

چمن مین نافہ مشک ختن ہو جا ہر غنچہ
بھلا اتنا تو رنج کو اگر منظور ہے رنجا

کہ ہین رستے مین لاکھون طرح کے خوف و خطر واں تک
جہانتک پہونچ سکتی ہی پہونچتی ہی نظر واں تک

تری دلکی خبر یان تک مری دل کی خبر واں تک
ستم کرنا جہانتک ہی تجھے منظور کر واں تک

پہونچ جائیگا گر مجھ سا کوئی شوریدہ سر واں تک
کہ جھڑ پڑتی ہین جاتے سنگ پر ٹوٹکر واں تک

شمیم کاکل مشکین تری پہونچے اگر واں تک
بہا کر اشک لیجائین مجھے اے چشم تر واں تک

ہمیشہ حضرت ناصح یہین باتین بناتے ہین
کبھی تشریف لیجاتی نہین یہ اے ظفر واں تک

میری در مجنونکی کیا تصویر ہی دونونکی ایک
برق بے تابی کی میری کچھ حرارت کم نہین

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونون بنے
قیس سے سنیے کہانی میری مجھسے لیلی کی

جو لکھا دشمن نے مجکو وہی لکھا دوست نے
دونون وہ ناز و ادا دشمن ہین میرجانکے

وہی طوق اور وہی زنجیر ہی دونونکی ایک
آتش افروزی مین تو تاثیر ہی دونونکی ایک

فرق انمین کچھ نہین تعمیر ہی دونونکی ایک
داستان ہی ایک اور تقریر ہی دونونکی ایک

قاصد کیا یک قلم تحریر ہی دونونکی ایک
قتل کرنمین مری تدبیر ہی دونونکی ایک

پہونچے گو موت کے بیمار محبت نزدیک
پر نہ پھٹکے وہ کبھی مہر عیادت نزدیک

صحبت غیر مین کچھ ایسے وہ کھل کھیلے ہین
کہ نہ ہی اونکے حیا پاس نہ غیرت نزدیک

روز محشر سے بھی یہ رات دیا وہ ہی دراز
سمجھ اے دل نہ تو صبح شب فرقت نزدیک

دور الفت سی نہین فاتحہ گر جا کے پڑھو
کشتہ ناز کی ہی آپ کے تربت نزدیک

بھاگتی دور ہین مونس شب تنہائی مین
کوئی آتا نہین غیر از غم فرقت نزدیک

ایسے بیمہر سی کیا چشم مروت ہو مجھے
جسکے پھٹکے نہ کبھی مہر و مروت نزدیک

اے ظفر کفر و کفاق و ستم و فسق و فجور
کیون نہ بڑھ جائین کہ آئی ہے قیامت نزدیک

کیا تجھسی حسن مین ہو کوئی ای صنم شریک
پیدا ہوا نہ ترا خدا کی قسم شریک

اپنا ہوا نہ عشق مین کوئی شریک حال
صد آفرین انھین کہ رہی رنج و غم شریک

انداز ناز و غمزہ آن و ادا ترے
کرتے ہین قتل مجکو یہ ہو کر بہم شریک

کرتا ستم جو روز فلک ہی نئے نئے
کیا جانے کون اسکا ہوا یہ ستم شریک

عاشق ہوے یہ حضرت دل ہر کسو پہ تم
اسبات مین نہ آپکے ہوونگے ہم شریک

اوس ذات لاشریک کے قربان ای ظفر
جسکا کہ منعدم ہے اوسی کی قسم شریک

غزل

کہو نہین داستان غم اگر دو دنکی دو دن تک
سنو اک بات بھی ظفر دو دنکی دو دن تک

غصہ بھی کھاتی ہین اور خون دل پیتی ہین نت
سامنے کھانا اونکی جب وان بیٹھکر کھاتی ہین لوگ

کچھ تو ہی اونکو مزا اسمین بھی اے شیرین دہن
گالیان جو تلخ تیری آنکر کھاتی ہین لوگ

کیون نہ اب بدہو وہ مجھسے ہی یقین وہ بدگمان
چغلیان جا جا کے میری ای ظفر کھاتی ہین لوگ

ردیف گاف جلد دوم

سوزش عشق کی ہی یون دل بیتاب سے لاگ
جسطرح آتش سوزان کی ہو سیماب سے لاگ

آنکھ کسطرح لگی میری کہ تجھ بن ہر شب
خواب کو چشم سی ہی چشم کو ہی خواب سے لاگ

آبرو رکھنی ہی دریا کو گر اپنی منظور
کہو باندھی نہ میرے دیدۂ پر آب سے لاگ

کام مسجد سی مجھے کیا مگر اوس ابرو نے
شوق مین اپنے لگا دی مری محراب سے لاگ

آپکی زلف کی حلقے سی دل ای لجۂ حسن
اس شناور کو ہی اوس حلقۂ گرداب سی لاگ

دل لگی اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا
لگے جز شمع نہ پروانے کی مہتاب سے لاگ

جام کوثر کو بھی وہ منھ نہ لگا دی ساقی
جسکے ہو لب سے لگی جام می ناب سے لاگ

آنکھ اوس رخ سی لگی یون مری جیسی لگجائے
گل خورشید کی خورشید جہانتاب سے لاگ

کی ہے جس روز سی اعدا نے لگاوٹ اوس سے
اے ظفر باندھی ہی اوس شوخ احباب سے لاگ

ردیف گاف جلد سوم

آگے تو ہمسے اسقدر تھا نہ کبھو الگ الگ
اب ہوئی ایسی کیا خطا رہتا ہے تو الگ الگ

رہتا ہی جب سے دلربا ہائی ستم الگ الگ
ہم کھتی ہین غم وہ ترا اپنے بقدر حوصلہ

تضحیح مذاق کا اثر دیکھیے کے خط مین نامہ
ہمسے لگاؤ آپ نہ رکھا جو خط اسے تو کیا

ہاؤ غضب کہ جتنا مین اوس سے زیادہ دور ہون
جو کہ حرم مین ہو وہی آئے نظر مجھے بھی کاش

غزل

رہتا ہی اک زمانے سے ماہ مبین الگ تھلگ
ہیے عدد مین سب سے جو در ثمین الگ تھلگ

یہ جو زمین پہ ہے کھڑا چرخ برین الگ تھلگ
بیٹھے ہین سنگ مہربان ہم بھی کہین الگ تھلگ

رکھتا ہی پیر پانو پہ پیر اخرین الگ تھلگ
رکھتے گلے پہ تو یہ خنجر کین الگ تھلگ

رہتے ہین انکے پاس تو ایک ہمین الگ تھلگ
رکھی ہی شاخ گاؤ پر دیکھ زمین الگ تھلگ

شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھو دکین الگ تھلگ

غزل

رہنما ہی جب سے دلربا ہائی ستم الگ الگ
ہم کھتی ہین غم وہ ترا اپنے بقدر حوصلہ

تضحیح مذاق کا اثر دیکھیے کے خط مین نامہ
ہمسے لگاؤ آپ نہ رکھا جو خط اسے تو کیا

ہاؤ غضب کہ جتنا مین اوس سے زیادہ دور ہون
جو کہ حرم مین ہو وہی آئے نظر مجھے بھی کاش

ہمسے ہی دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ
سنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ

کرتا قلم ہی یکقلم حرف رقم الگ الگ
کرتے ہو دو بدو سے قول و قسم الگ الگ

آتا ہی مجھ کو رہ رہ کے میر اصنم الگ الگ
کیا ہو گر ہین ظاہر اور درد و حرم الگ الگ

غزل

یون تو ستم شعار ہین جو ہین جہان مین خوبرو
برہمن اطف ہر ایک کے طرز و روش الگ الگ

کیونکر رہے نہ ہمشہ ماہ جبین الگ تھلگ
یون ہین جہان مین مگر جو گوشہ نشین الگ تھلگ

دور ہی اسسے نہ دی گر اصد مہ ہماری آہ کا
جاتے ہو آج تم جہان لیجیو ساتھ ہمکو دان

پاس نہ اک ادا رہی کہ ہمیشہ اپنا سر
کردی ہی بدن سے سر جدا لیتا ہی کیون اٹھا

کون ہے جس سے خلطہ وہ کہتے نہین ہمین ہمدم
جوش جنون مین کر سر زہ دری نہ اختیار

دلکش و دلفریب ہی جو ہم اچھا تا پھرے

چمن مین گل نمط چہرہ ترا دیکھ
جو روئی اشک خون سے بیٹھکر ہم

تصدق ہوتے ہین ہر ہر قدم گل
ہوا یکدست یہ فرش گلم گل

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہی تو سب مین ستم گل

مانگ اوسکی جبکہ نکلی متصل کاکل کے گل
سر پہ اس غم سی رکھی کیونکر نہ وہ کالی کلاہ
اشک کی قطرے نہین ہین دامن مژگان کی ساتھ
نی ہی قرص ماہ تابان نے ہے قرص آفتاب

نیلوفر کا کب کھلکے پھر پاس سنبل کی گل
جب کہ غائب ہو نظر سی باغ مین بلبل کے گل
بکتے ہین در پر چمن کے موتیا کی تل کے گل
چرخ مینا فام پر ہین عکس جام مل کے گل

اے ظفر باغ معانی ہی ترا ہر اک سخن
جھڑتے ہین تحسین کے منھ سے طالب آمل کی گل

ردیف لام جلد دوم

واہ کیا زلف بتے پیر کی حلقے ہین گول
آسمان پر یہ نہین ہالے مہ و خورشید کے
واسطے عاشق کے ہین گرداب دریائے فنا
کہتے ہین چشم دو ہین جنکو وہ میرے دھیان مین
ہم ہجوم زخم ہی کو تن پہ سمجھی ہین زرہ
عین شفقت سی بنائی شہسوار انکو رکاب

دیکھکر جنکو بنے زنجیر کے حلقے ہین گول
دونون اس سقف کہن تعمیر کے حلقے ہین گول
وہ جو اوسکی جوہر شمشیر کے حلقے ہین گول
دام حسن عالم تصویر کے حلقے ہین گول
گول یہ روزن نہین ہین تیر کی حلقے ہین گول
یہ جو دونون دیدۂ نخچیر کے حلقے ہین گول

ردیف لام جلد سوم

پائی کیا مشک تری زلف خط و خال کا مول
چین و تاتار نہ جب دونون ہون اک بال کا مول

کیا عجب شوق اسیری مین جو مرغان اسیر
بیچکر آپ کو صیاد دین جال کا مول

دلکو بکواہی دیا چشم نے اس یار کے ہاتھ
پھر سکا پھر نہ چکایا ہوا دلال کا مول

قدر یون الفت دیرینہ کی دی اوسنے گھٹا
جیسے ہو جاے ہی کم جنس کہن سال کا مول

لایا دامن مین گہر بھر کے مگر دی نہ سکا
ابر نیسان دم گریہ مرے رومال کا مول

ہوے دنیا سی سبکدوش نہ منعم نہ فقیر
کہین کمل ہی گران اور کہین شال کا مول

دل بلاؤن مین پھنسا زلف کا ہو کر خواہان
لیتا سودا کوئی ایسا بھی ہی خنجال کا مول

ماہ نے جمع کیا سیم ظفر مہر نے زر
پھر جو دیکھا تو نہین یار کے اک گال کا مول

سوز غم مین یہ ملا اوس بت بے پیر کے پھل
دل جگر دونون کے عاشق دلگیر کے پھل

باغ عالم مین ہین جو مرد کہ خواہان نبرد
پھول بھاتے ہین سپر کے اونھین شمشیر کے پھل

کھاتے ہین شاخ کمان سی تری ہی لیکے مزے
دل مرا جان کے پیکان کو ہر تیر کے پھل

باغ دل مین شجر آہ لگائے ہمنے
لیکن افسوس لگی انمین نہ تاثیر کے پھل

ہے ذقن سیب کا پھل اور ذقن پر تیرے
خال مشکین جو کئی ہین وہ ہین انجیر کے پھل

رکھی اس باغ مین بے فیض سے کیا چشم ثمر
کہ نہین کھاتا کوئی نخل سی تصویر کے پھل

پھل ستارونکا منجم سے ظفر کیا پوچھون
سب وہ کرتے ہین موافق مری تقدیر کے پھل

ردیف میم جلد اول

ظفر سے ملین ہزار عجز و نیاز سے لیکن
نہ مرا مردم دغل سی دل

شب وصال کی وہ یاد کر کے جلے دل
جلے ہی شمع کے مانند سوز ہجران مین
نہ کوہکن ہی کہ بہلے مرا جبل سے دل
نہ قیس ہی کہ بیابان مین جی لگے میرا
نہ ہو بہار کا مرے سر پر ہی آگیا موسم
وہ گل ہو پاس تو ہی کیا ہی عیش کا موسم

برنگ

برزگ گل نہین ہوتی شگفتگی دل کو
کہ کس طرح کا اب آیا ہی ای صبا موسم

گھٹا نہ دل کو مری جام می پلا ساقی
ہوا ہی اور یہ برسات کا ہی کیا موسم

وفور گریہ ہی اور آہ سرد سوزش دل
ہر ایک چیز کا ہی یان جدا جدا موسم

ہوا نہ سرخ یہ چہرہ کا رنگ زرد مرے
تمھاری عشق مین اپنا ہی ایک سا موسم

چمن مین کیونکہ نہ زنجیر پا ہو موج نسیم
بہار کا ابھی یارو نہین گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھ دوسری غزل بھی ظفر
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

مر گئے ای واہ اونکی ناز برداری مین ہم
دل کی ہاتھون سے پڑی کیسی گرفتاری مین ہم

سب یہ روشن ہی ہماری شورش دل نرم مین
شمع سان جلتے ہین اپنی گرم بازاری مین ہم

یاد مین ہی تیرے دم کی آمد و شد پر خیال
بیخبر سب سے ہین اس دم کی خبرداری مین ہم

کب ہنسایا گردش گردون نے ہمکو شکل گل
مثل شبنم ہین ہمیشہ گریہ و زاری مین ہم

چشم و دل بینا ہین اپنے روز و شب ای مرد مان
گرچہ سوتے ہین بظاہر پر ہین بیداری مین ہم

دوش پر رخت سفر باندھی ہی کیا غنچہ صبا
دیکھتے ہین سبکو یان جیسے کہ تیاری مین ہم

کب تلک بے دید سے یارب رکھین چشم وفا
لگ رہے ہین اب تو اپنے دل کی غمخواری مین ہم

دیکھکر آئینہ کیا کہتا ہی یارو اب وہ شوخ
ماہ سے صد چند بہتر ہین اداداری مین ہم

ای ظفر لکھ تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامۂ در ریز سے ہین اب گہرباری مین ہم

پھرتے ہین مہر و مہ جو مگر دان
ہے تری جستجو خدا کی قسم

لکھوں دیتے ہین میرے نالہ و آہ
راز پوشیدہ کو خدا کی قسم

پہونچی منزل پہ ہمسفر اور ہم
گئے غفلت مین سو خدا کی قسم

جاؤ غماز کی نہ باتون پر
ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین
خواب ہی غافلو خدا کی قسم

مہر کیا ذرہ کیا کہ ہی سب مین
جلوۂ یار لو خدا کی قسم

شمع مین ہی وہی تجلی نور
گل مین ہی وہی بو خدا کی قسم

ظفر اوس سے نہ کر زیادہ کلام
کہ وہ ہے تند خو خدا کی قسم

نکلین گر یہ سی اگر تیری خرنیون کے کام
کرین اک روز مین وہ بارہ مہینون کے کام

کام کرتا شرفا کا جو فلک ہوتا شریف
یہ کمینہ ہی جو کرتا ہی کمینون کے کام

طمع و حرص و ہوا نے کیا انسان کو خراب
کہ ہی یہ ساری خرابی انھین تمنون کے کام

دولت عشق سی ہے سینہ جواہر خانہ
دل کے ٹکڑے مرے کرتے ہین نگینون کے کام

کرتا ہی حسن کی نیدار سی اب تو جو ستم
کیا یہی ہوتے ہین اے شوخ حسینون کے کام

روشن نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا
تیری کوچی مین ہین یہ خاک نشینون کے کام

اے ظفر ایک بھی کام اوسکا قرینہ سے نہو
بے قرینہ کرے گر لاکھ قرینون کے کام

ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہین کرتے کبھی
رکھ کے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہین ہم

تو برا کہہ یا بھلا ہمسے نہو تیرا گلہ
ای ستمگر تیری ہر تقریر پر شاکر ہین ہم

کرتے کیا کیا شکر کچھ ہوتا جو نالون مین اثر
جبکہ اپنی آہ بی تاثیر پر شاکر ہین ہم

لکھا پیشانی کا پیش آتا ہی ہم شاکی نہین
کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہین ہم

ہمتو ہین صید محبت تیری ای ناوک فگن
ذکر یان شکوی کا کیا ہر تیر پر شاکر ہین ہم

ہے ظفر ہمسا جفاکش کون زیر آسمان
ہر جفای آسمان پیر پر شاکر ہین ہم

اوس بیوفا سے اسکو بھڑا ہی تو دینگے ہم
دل کو مزا وفا کا چکھا ہی تو دینگے ہم

دل کیا ہی بلکہ جان سے ایمان دین تلک
مانگو گے جو تو بخدا ہی تو دینگے ہم

بیتاب دل رہیگا اگر یونہین زیر خاک
یکبارگی زمین کو ہلا ہی تو دینگے ہم

قصون مین یا کہانیون مین پر کسیطرح
احوال اپنا اونکو سنا ہی تو دینگے ہم

مژگان اشکبار سے یکبار دیکھنا
ابر سیہ کا زور گھٹا ہی تو دینگے ہم

جو نم ہین زخم سینہ کے ہون خشک یا نہون
پر نالہای دل سے ہوا ہی تو دینگے ہم

کچھ ہو بلا سے عشق کی بازی پہ اے ظفر
اک روز اپنی جان لگا ہی تو دینگے ہم

جون بوی گل رفیق نسیم چمن ہین ہم
ای ہمدمو وطن مین غریب الوطن ہین ہم

شیوہ ہی تیرا کوہکنی اپنا جان کنی
محنت کشون مین تو ہی کہ ای کوہکن ہین ہم

پروانہ لو لگائے جلائے جو اپنی جان
لے اوسکی کیون نہ شمع شبستان کے تو قدم

کھٹکا ہی ہر قدم پہ ظفر راہ عشق مین
رکھ اپنا دیکھ بھال کے اے راہرو قدم

دوستی جو تجھ سے جاہل سے دلی رکھتے ہین ہم
دشمنی اپنے مگر دل سے دلی رکھتے ہین ہم

تلخ باتون سے بظاہر گر نہین ملتے تو کیا
الفت اوس شیرین شمائل سے دلی رکھتے ہین ہم

شمع کے خلطہ سے کیا گذرے دل پروانہ پر
پیار جو اوس زیب محفل سے دلی رکھتے ہین ہم

زیر شمشیر ستم بھی دل سے دیتے ہین دعا
کیا محبت اپنے قاتل سے دلی رکھتے ہین ہم

زلف بل کھائے بلا سے پر ترے رخسار پر
آرزو بوسہ کی ہر تل سے دلی رکھتے ہین ہم

صحبت پیر مغان ہمکو خوش آئی بدل
ہم ہین عاقل ربط عاقل سے دلی رکھتے ہین ہم

دل فدا کرتے ہین نام فخر دین پر اے ظفر
عشق اپنے پیر کامل سے دلی رکھتے ہین ہم

ردیف میم جلد چہارم

اب کہان وہ دن کہ تھے دن رات میرے پاس تم
سنتے بھی آکر نہین اک بات میرے پاس تم

کیا ستم ہی بھیجتے ہین جو مرے دشمن تمھین
بھیجدیتے ہو وہی سوغات میرے پاس تم

دیتا ہون اجرت مین دل انعام مین جان قاصدو
لاتے ہو خط اوسکا کیا خیرات میرے پاس تم

دیکھنی ہی تمکو مے نوشی کی کیفیت اگر
تو گذارو اک برس برسات میرے پاس تم

قائل اس پاس محبت کا ہون کیا اے مہربان
دنکو پاس اورون کے ہو اور رات میرے پاس تم

ردیف نون جلد اول

غزل اک اور پر مضمون پڑھین کیونکر نہ محفل مین
ظفر کہتے ہین ہم بھی وضع اوستادانہ رکھتے ہین

بھلا اونکو کہین کیونکر نہ ہم یک جان دو قالب ہین
نبی و مرتضی یارو بہم یک جان دو قالب ہین

ادای عشق مین وہ اور ہم یک جان دو قالب ہین
دونی بجتی ہین جون ہمدم بہم یکجان دو قالب ہین

بظاہر گرچہ دوری ہے عزیزو چشم عالم مین
ولی ہم اور وہ اپنا صنم یکجان دو قالب ہین

تمھارے ساتھ سایہ وار رہتا ہون سدا ہمدم
جدائی کسطرح ہو ایکدم یکجان دو قالب ہین

کھلے چشم حقیقت بین تو اسدم نظر آوے
کہ کس صورت حباب موج ہم یکجان دو قالب ہین

ظفر ہے ایک ان آنکھون مین دو ہی نور بینا ہے
بعینہ یہ ترے سر کی قسم یکجان دو قالب ہین

اونھین دیوانہ سمجھین ہین جو ہستی پہ ہنستے ہین
بھلا کیون رستگاران جہان ہستی پہ ہنستے ہین

صفا رکھتے ہین جو آئینہ دلکو یہان اپنے
وہ اے زاہد تری اس آرسی ہستی پہ ہنستے ہین

نہین لیتے ہین اک بوسہ دل اور مسکراتے ہین
تماشا ہے کہ وہ اس جنس دل سستی پہ ہنستے ہین

شراب عشق کی کب اہل دنیا سمجھین کیفیت
عجب اندھیر ہے سب عالم مستی پہ ہنستے ہین

دلاور ہین بہادر ہین ظفر جو رستم میدان
وہ اعدا کی سدا شمشیر دو دستی پہ ہنستے ہین

یا تو اپنے پاس تھے یا وہ قریب اورونکے ہین
جو نصیب آگے تھے اپنے وہ نصیب اورونکے ہین

دردمندان محبت کا معالج کون ہو
حضرت لقمان بھی گر ہین طبیب اورونکے ہین

دی ہی تقدیر سوا انکو ہنرمندون سے
خاک مین آنسوؤن کو میری ملاتا کیا ہی
گرمجوشی جو ہی اس ہستی موہوم پہ یہ
ابر مژگان سی رکھا مین نی ہمیشہ سیراب
آئینہ کیونکر ترے حسن کا ہو عیب نگر

جنکو جز بے ہنری آتا ہنر خاک نہین
تجکو اے دیدۂ تر قدر گہر خاک نہین
اور فرصت ہمین مانند شرر خاک نہین
لیکن اس نخل محبت مین ثمر خاک نہین
پڑتی ہان چاند پہ اے رشک قمر خاک نہین

ہمسے ظاہر وہ ہوی صاف تو کیا ہوتا ہی
دل تو صاف اونکا ہوا ہمسے ظفر خاک نہین

کیونکر ہم دنیا مین آئے کچھ سبب کھلتا نہین
پوچھتا ہی حال بھی گر وہ تو مارے شرم کے
شاہد مقصود تک پہونچینگے کیونکر دیکھیے
بند ہی جس خانہ زندان مین دیوانہ ترا
دل ہی یہ غنچہ نہین ہی اسکا عقدہ ای صبا
عشق نی جنکو کیا خاطر گرفتہ اونکا دل

اک سبب کیا بھید وان کا سب کا سب کھلتا نہین
غنچہ تصویر کی مانند لب کھلتا نہین
بند ہی باب تمنا ہی غضب کھلتا نہین
اوسکا دروازہ پریرو روز و شب کھلتا نہین
کھولنی کا جب تلک آوی نہ ڈھب کھلتا نہین
لاکھ ہووے گرچہ سامان طرب کھلتا نہین

کس طرح معلوم ہووے اوسکے دل کا مدعا
مجھسے باتون مین ظفر وہ غنچہ لب کھلتا نہین

فدا ہونی سی تیری کوئی آنکھین ہم چوراتے ہین
لگاؤ آزمایش سی نہ ٹھوکر اپنی کشتون کو

یہ آپی ہین کہ دل آتی ہوی یکدم چوراتے ہین
کہ جو دیتی ہین دم تمپر وہ کوئی دم چوراتے ہین

جنکو ایمان ہم اپنا بخدا گنتے ہین
پوچھو وہ گبر کہ مومن ہمین کیا گنتے ہین

تری فرقت مین پڑی بستر غم پر ہر شب
تارے ہم صبح تک ای ماہ لقا گنتے ہین

تو جدہر قبلہ جان اپنا تصور ہی اودھر
اس تصور ہی کو ہم قبلہ نما گنتے ہین

ہم برا کہتے ہین اونکو تو خدا ہی جانے
وہ برا گنتے ہین ہمکو کہ بھلا گنتے ہین

درد و غم یاس و الم رنج و تعب آہ و فغان
ہم تو ساتھ اپنے انھین کو رفقا گنتے ہین

ظلم سہتے ہین بجز شکر نہین کچھ کہتے
ہم جفاؤنکو تری مہر و وفا گنتے ہین

آج جو وعدہ دیدار کیا ہے تو نے
بیٹھے گھڑیان ترے مشتاق لقا گنتے ہین

ملگئے خاک مین ہم جنکے لیے وہ اب بھی
ہمکو اپنا نہین خاک کف پا گنتے ہین

ای ظفر میری ان اشکون کی بدولت ہر دم
مثل خرمہرہ دُر بیش بہا گنتے ہین

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تسمین
کیا ہی ٹھیک اسی مار مار کے تسمین

شکار بند مین تیری سوار توسن ناز
کہان نصیب کہ ہون اس شکار کے تسمین

خدا بچائی اوسی جسکے قتل پر کھولین
بتان عربدہ جو جو کٹار کے تسمین

فلک نے رعد کی طبلے پر آج ای ساقی
چڑھا دیے رگ ابر بہار کے تسمین

ابھی جو ہاتھ لگاتا ہی ایک وہ قاتل
تو پھر لگی نہین رہتے ہزار کے تسمین

زہی نصیب کہ کام آئین ان حسینون کے
بوقت فصد ترے جسم زار کے تسمین

فقیر جای کمر بند باندھتے ہین سدا
کمر مین ہمت پر استوار کے تسمین

ساقی مری توبہ کی ٹھہرنیکے نہین پانون
پروا ترے زخمی کو نہین آب بقا کی
جیسا کہ دل سوختہ ہی اپنا مزی دار
پوچھو نہ یہ تم بوسی لیے کتنے مزی سے
چھٹتا ہی مزا عشق کا ہمسی کوئی ناصح

اگر جھومتا آئیگا سحاب ایسی مزی مین
رکھتی ہی تری تیغ کی آب ایسی مزی مین
رہتا ہی کہان جلکی کباب ایسی مزی مین
رہتا ہی کسی یاد حساب ایسے مزی مین
آئی نہین ہم خانہ خراب ایسی مزی مین

ہوتی ہی نشہ کیونکہ نہ کھل جاے وہ ہمسے
رہتا ہے ظفر کوئی حجاب ایسے مزی مین

ڈھگئے بن بنکے دنیا مین مکان بہتونکی ہین
حال دیوانونکا اپنی پوچھ خار دشت سے
ہر قدم پر تیرے انداز خرام ناز نے
آشنائی کا بھروسا کیا تمھاری ہو مجھے
اس چمن مین میری برق نالہ جانسوز سے
محفل عشرت مین بھی اوس قاتل سفاک کی

ای فلک تونے مٹائی یان نشان بہتونکی ہین
یعنی افسانی اوسی نوک زبان بہتون کے ہین
دل کیے پامال ای سرو روان بہتون کے ہین
ہو چکے آپ آشنا ای مہربان بہتونکی ہین
جلگئے ای ہمصفیر و آشیان بہتونکی ہین
کٹ گئی سر ہنستے ہنستے شمع سان بہتونکی ہین

عشق مین اوس ماہ کے مین ہی نہین اک دلفگار
چاک سینے ای ظفر مثل کتان بہتون کے ہین

کفر سی ایمان ملا اس ملک ہستی مین ہمین
کر دیا ہی تھامی پندار نے ہمکو خراب

حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی مین ہمین
ہوش بارے آگیا جلد بسی مستی مین ہمین

خم کے خم خالی کیے ساقی سے لیکن اب تلک
ہم کیے جاتے طلب ساغر پہ ساغر اور ہین

پیرو عشق جنونکو کیا غرض ہے خضر سے
راہ اونکی اور ہے اور اونکے رہبر اور ہین

اہل بخشش سے برابر ہون کہان سنجیدہ طبع
سرو موزون ہے تو کیا نخل ثمر ور اور ہین

جو ہے دل مین وہ ہی منھ پر لاتے ہین آئینہ وار
ہم نہین ہین وہ کہ دل مین اور منھ پر اور ہین

خوبی جوہر سے پائی ہے ہر اک سے امتیاز
لعل بھی پتھر ہی ہین لیکن وہ پتھر اور ہین

سوز غم سے جلکے خاکستر تو ہو نہین ہو چکا
ہے جو گرمی سی ابھی شاید کچھ اخگر اور ہین

شعلۂ آہ و فغان سے ہم سر چرخ کہن
دیکھتے ہر شب عیان تابندہ اختر اور ہین

ہم قناعت کو تری دولت سمجھتے ہین ظفر
ڈھونڈھتے جو زر کو ہین وہ طالب زر اور ہین

ابھی زاہد نہین آیا ہے میخوارون کے قابو مین
چکھائینگے مزا گر آگیا یارون کے قابو مین

منافع کو ہے مجرا حضرت عشق آپکی دولت
پھنسی ہے جنس دل جا کے خریدارون کے قابو مین

ابھی مر جائین یان تک زندگی سے ہین لیکن
نہین ہے موت اپنی تیرے بیمارون کے قابو مین

وہ چشم مست ہے آہو کہ تیرے سامنے ظالم
نہین رہتے ہین بالکل ہوش ہشیارون کے قابو مین

نگاہ و ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کہ یہ تو آگیا بیچارہ ان چارون کے قابو مین

کہین ہین مردم دیدہ مرے اشکون سے رو رو کر
کہ اب تو آپڑے ہم مردم آزارون کے قابو مین

ظفر بچتا ہی رہیو دیکھ اہل صومعہ سے تو
خدا کیواسطے آنا نہ مکارون کے قابو مین

دو گھڑی کیلئے کسواسطے یان آتی ہو
دو ہین تم جاؤ کہ رہتے ہون جہان دو دو دن

ایک دن بھی جو ذرا اونکو خفا دیکھتے ہین
اے ظفر رہتا ہی ہمکو خفقان دو دو دن

لاغری سی یون تری اندوہگین کی ہڈیان
ہین عیان جیسے کہ مجنون حزین کی ہڈیان

گو ترا دلسوز سرگرم فغان ہین جل اوٹھین
شمع سان گرمی سی آہ آتشین کی ہڈیان

یہ حلاوت ہی محبت کی سر سی پانون تک
ہے مزا سب مین ہما کھائی کہین کی ہڈیان

خاک مین بھی جسم ہی غافل نہین دریا و کوہ
یہ زمین کی ہین رگین اور وہ زمین کی ہڈیان

جی مین ہی میرے لکھون قاتل تری شرح ستم
ہون قلم برش سی گر شمشیر کین کی ہڈیان

قابل نفرت ہی وہ یان تک نہو جسکو یقین
کھاتی کتی بھی نہین اوس بے یقین کی ہڈیان

آگے اون آنکھون کے گر شوخی کرے تو ای ظفر
توڑ ڈالون مار کر آہوی چین کی ہڈیان

جو سر سے تا قدم اوس میرے مہ جبین کو تکین
کبھی فلک کو تکین اور کبھی زمین کو تکین

غرور حسن ہی یان تک انھین کہ کیا امکان
اوٹھا کی آنکھ کبھی وہ مہ مبین کو تکین

تری ہین ناز و ادا بھی عجب طرح کے دزد
تکین نہ مال نہ دولت دل حزین کو تکین

جو تیری تاکنی والی ہین تجکو تاکے ہین
نہ وہ پری کو تکین اور نہ حور عین کو تکین

نصیب ہو نہ اون آنکھون کو نور بینائی
تری سوا جو کسی اور وہ حسین کو تکین

تکین نہ راہ اجل کی وہ خون گرفتہ کبھی
جو تیری نازک بیداد تیغ کین کو تکین

مجکو یقین ہی بات مری بھول جائینگے
دینگے گرہ اگرچہ وہ سو بار بند مین

جس شرح غم سے سیکڑون دفتر سیاہ ہون
کیونکر ظفر سماوے وہ دو چار بند مین

نہ پوچھو اوس مہ نامہربان کی باتین
زمین کی ہون تو کہے آسمان کی باتین

وہ بولتے نہین گو اپنی باعث تمکین
پر اونکو آتی ہین سارے جہان کی باتین

جو ایک ہو تو کہون مین تو صبح سے تا شام
ہزارون سنتا ہون اوس بدگمان کی باتین

نہ کیجے شکوہ مرا جا بجا کہ بہتر ہین
اوسی مکان پہ ہون جس مکان کی باتین

تری مژہ تری ابرو مجھے ہین یاد آئی
جو کوئی کرتا ہی تیر و کمان کی باتین

کیا ہو جسنے کہ بازار عشق مین سودا
اوسی سے پوچھئے سود و زیان کی باتین

کہے ہی ضعف سے کچھ اس طرح نہین آتین
سمجھ مین اپنی تری ناتوان کی باتین

نہین ہی قتل ہی کرنے پہ امتحان وفا
کہ اور بھی ہین بہت امتحان کی باتین

وہ گالیان ہی سناتا ہے اے ظفر لیکن
مجھے خوش آتی ہین اوس بدزبان کی باتین

گر کام تیرا وہم کے بھٹکاؤ پر نہین
تیرے لیے اٹک کسی اٹکاؤ پر نہین

جھٹکے ہے جب وہ ہاتھ تو کیا کیا ہمارا دل
جھٹکے اوٹھاتا ہاتھ کے جھٹکاؤ پر نہین

چوری سے دل کی باندھو نہ الجھاؤ زلف مین
مشکین بلا سے کھینچ دو لٹکاؤ پر نہین

دل سے بلائین کیون تری ہاتھون سے یون
کچھ پیار اونگلیون ہی کی چٹکاؤ پر نہین

کنارے بیٹھکر اونکو سنا تو مدعا اپنا
سر محفل ظفر کہتا ہی کیا غماز سنتے ہین

گاہ بیگاہ ادھر جو گذر کرتے ہین
خوب جھڑکاؤ مرے دیدۂ تر کرتے ہین

پھرتے ہین خاک اوڑاتی ہوی مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتے ہین

کیون نہ قربان ہون کماندار تری تیرونکی
واہ کیا چھٹتے ہی دل مین مرے گھر کرتے ہین

دیکھو ای غنچہ یہ اس باغ مین خندان ہوا گل
ہنستے ہی گلشن ہستی سی سفر کرتے ہین

دل پہ جو گذری ہی ہو جاے ہی مجکو معلوم
قاصد اشک مری آکے خبر کرتے ہین

دیکھو تو ہجر کی سب ہنستے ہین کیون سوختہ جان
شمع کیطرح سی رو رو کی سحر کرتے ہین

اے ظفر ہمکو ادھر وہی نظر آتا ہی
ہم نظر اسکے تصور مین جدھر کرتے ہین

ناصافیون سے دل کے باصاف صافیون مین
چھنتی ہی ہمسے اونسی کیا برخلافیون مین

کوچے مین زلف کی تو رہنی دی میرے دل کو
ای شانہ مدتون سے کیا برخلافیون مین

آتا ہی پیش دیکھین کسطرح وہ ستمگر
ظلم و ستم کی اپنے کیا برخلافیون مین

وہ خوش غلاف تیغہ ہی قتل کو ہمارے
جویان رہی تمھاری آنکھین غلافیون مین

مژگان کی تیری خنجر آتے ہین کام اپنے
یا سینہ چاکیون مین یا دل شگافیون مین

وعدہ خلاف اب تو وعدہ کہین وفا کر
اک عمر یونہین گذری وعدہ خلافیون مین

کیا کیا سخنورون کے پھر تنگ قافیے ہون
لکھین ظفر غزل ہم گر ایسی قافیون مین

ہو برا اونکا کہ جو ڈالین برائی آن کر
بے سبب بے وجہ تیری اور ظفر کی بیچ مین

کون وان جائے جہان تفتہ جگر جلتی ہین
اوس جگہ تو ملک الموت کی پر جلتی ہین

عین رونے مین مرے سینہ و دل ہین سوزان
دیکھو اس شدت باران مین گھر جلتی ہین

پھول لالے کے جو ہین داغ بدل گلشن مین
دیکھکر اوس گل عارض کو مگر جلتے ہین

خاک کر دی کہین اے عشق جلا کر جلدی
دیر سے ہم روش ہیزم تر جلتے ہین

گرم نظارہ ہون اوس شعلہ رخسار یہ کیا
کہ دہان بال و پر و مرغ نظر جلتے ہین

رات بھر گرچہ جلی شمع تو کیا خاک جلی
عاشق سوختہ جان آٹھ پہر جلتی ہین

داغ پر داغ جو وہ دل پہ مرے دیکھتے ہین
گھر مین کیا گھی کے چراغ اونکی ظفر جلتی ہین

قمار عشق مین دیکھا جو کامل ہین تو آپی ہین
کہ جان پر کھیلتے اے حضرت دل ہین تو آپی ہین

برنگ شمع تم کرتے ہو میرے محفل افروزی
تمھین سے روشنی ہے زیب محفل ہین تو آپی ہین

کسی کی عقل پر کرتے نہین عشقبازی ہم
جو نادان ہین تو آپی ہین جو عاقل ہین تو آپی ہین

کری ہین صید افگن ذبح پورا صید کو اپنے
مگر اک چھوڑ دیتے تم بسمل ہین تو آپی ہین

یہ رستہ عشق کا طے حضرت دل کیونکر ہو تم بن
کہ اس منزل مین اپنی میر منزل ہین تو آپی ہین

حجاب جلوہ دیدار جانان ہے خودی اپنی
نہین پردہ کوئی حائل جو حائل ہین تو آپی ہین

زمین سہل مین تو ہین سبھی کچھ شعر کہہ لیتے
ظفر لکھتے غزل جو ایسی مشکل ہین تو آپی ہین

بڑھا کر ہم کہین کسواسطے باتین شکایت کی
خلاصہ مدعا جو کچھ کہ اپنا تھا سو کہتے ہین

خبر کچھ لوگ میرے قتل کی جی سے نہین کہتے
جو کوچے مین مرے قاتل کے چرچا تھا سو کہتے ہین

ظفر تحریر اور تقریر اپنی ایک ہین دونون
اونھین جو کچھ کہ ہمنے خط مین لکھا تھا سو کہتے ہین

بلا سے گرچہ ہوتا راز دل افشا ہے رونے مین
نہ روکو مجکو رونے سے مزا آتا ہے رونے مین

ہنساتا ہے ذرا تو عالم رویا مین جو آکر
بسر کر دیتا ساری شب ترا شیدا ہے رونے مین

پڑا ہے کشتی افلاک کا رونا زمانے مین
مری آنکھون نے وہ طوفان کیا برپا ہے رونے مین

مری دیوانگی کا اے پری رو ہے عجب عالم
کبھی رونے مین ہنسا ہے کبھی ہنسا ہے رونے مین

ہزارون دل لگی کے شغل ہین پر دل نہین لگتا
جو تجھ بن اپنا جی لگتا ہے تو لگتا ہے رونے مین

غبار اوس یار کے دل سے ذرا دھویا نہین جاتا
اگرچہ میری چشمون سے روان دریا ہے رونے مین

سنا ہے نوح کے طوفان کو یارون نے کانون سے
مگر آنکھون سے اپنی ہمنے وہ دیکھا ہے رونے مین

لگے آگ ایسے رونے کو کہ مثل شمع گھل گھل کر
بہا جاتا ترا دلسوز سر تا پا ہے رونے مین

ظفر ہم اپنا رونا روئین جا کر سامنے کس کے
رہا کون اپنے آنسو پوچھنے والا ہے رونے مین

یون شعلہ سوز غم سے اٹھا دل کے داغ مین
جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ مین

رخ پر ترے پسینے کے قطرون سے ہے بہار
کیا پھول چاندنی کے ہین مہتاب باغ مین

ناصح نصیحتین تری ہم سن چکے بہت
خاموش ہو کہ اب نہین طاقت دماغ مین

ردیف نون جلد چہارم

واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل مین
لب پہ آئی وہین جسوقت کہ آئی دل مین
ساتھ ہر نالۂ دل کے ہے نکلتا شعلہ
کیا بلا عشق نے ہے آگ لگائی دل مین
دل مین گر آئے ترے منھ سے برا کہہ مجکو
پر نہ رکھ میری طرف سے تو برائی دل مین
نالۂ دل مرے ہو گئے دونون غماز
تیری الفت نہ گئی مجھسے چھپائی دل مین
ہم ہوئے دام محبت مین تڑپ کر آخر
رہ گئی اپنی تمنائے رہائی دل مین
کانپ اوٹھے دیکھ کے خورشید قیامت بھی جسے
وہ قیامت ہے ترا داغ جدائی دل مین
کعبۂ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے
کر رہا ہے وہ ظفر جلوہ نمائی دل مین
وہ دنبالہ کھینچا سرمہ کا اوس مہ رو کی آنکھون مین
کہ مارے رشک جھپکا تیر اک آہو کی آنکھون مین

فلک

فلک پر جب کبھی ہمنے ہلال عید کو دیکھا
بعینہ پھر گئی صورت ترے ابرو کی آنکھون مین

تصور مین لب لعلین کے تیرے رہے ہین ہم
نہ کیون لوہو کے قطرے ہون جگہ آنسو کی آنکھون مین

تماشا ہو کہ جاوے مردمک حیرت سے قدرت کے
کھنچے تصویر سے حلقہ گیسو کی آنکھون مین

کریگی ایک پل مین دیکھنا وہ خون ہزارون کے
نشے کی ہے جو سرخی اوس شیرہ خو کی آنکھون مین

صدف مین ہین گہر ہر رنگ مرجان عشق کی دولت
ترے غمدیدہ کی بوندین نہین لوہو کی آنکھون مین

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو مین کہان رکھون
نہ دل مین ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھون مین

آپ کیا اودون سے لینگے اور وہ کیا دینگے تمھین
ہمتو دل کیا جان بھی اے دلربا دینگے تمھین

ماصحو گر جلوہ اپنا وہ دکھا دینگے تمھین
کیسے ہے دانا ہو دیوانہ ہمین دینگے تمھین

سدرہ ہو چین سے کیونکر سنا کر تم مجھے
میرے نالے دیکھنا شب کو جگا دینگے تمھین

تم ہمین کو سوگ لیکن ہم نہ کو سنیگے کبھی
بلکہ جب کو سوگ ہمکو ہم دعا دینگے تمھین

تم دکھاتی ہو ہمین اے نوخطو کیا باغ سبز
گل کھلا کر کچھ تماشا ہم دکھا دینگے تمھین

کھوئی ہے اے آنسو تمنے ہماری آبرو
دیکھ لینا خاک مین ہم بھی ملا دینگے تمھین

لوگے ملکر حضرت دل ان دغا بازون سے کیا
یہ وہ ہین عیار جب دینگے دغا دینگے تمھین

تم کرو اے عندلیبو باغ مین نالہ ہزار
سنکے غنچے چٹکیون مین اڑا دینگے تمھین

اے ظفر زخم جگر پر جب وہ چھڑکینگے نمک
اس محبت کا مزا اپنی چکھا دینگے تمھین

کہان ہین اونمین وہ جو پہلے تھین باتین محبت کی
ظفر پاتے نہایت فرق ہین ہم جب مین اور اب مین

ہین اب کہان ہمارے وہ سیر چمن کے دن
کرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیمتن کے دن

تشبیہ دون اگر رخ روشن سی تیری مین
پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن

کہتی ہی دل سی اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہی ہین ابھی دیوانہ پن کے دن

خورشید روے یار سے کرتا ہی سرکشی
کیا لگ گئی ہین شعلہ کو شمع لگن کے دن

گھٹ جاے رات رشک درازی سی زلف کی
بڑھ جاے نور حسن سے اوس سیمتن کے دن

جب عشرت و نشاط کا موسم گذر گیا
تو کیا گذر نہ جائینگے رنج و محن کے دن

ترچھی جو ہو کے تم سے کہین کچھ وہ اے ظفر
بولو نہ تم کہ اونکے ہین یہ بانکپن کے دن

غزل دیگر

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دلسوز آہ سوزان کے سوا کوئی نہین

نالہ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہین

اور بھی یون تو حسین ہین لاکھون ہی زیر فلک
پر مری نظرون مین تجھسا مہ لقا کوئی نہین

ای نگاہ یار تو وہ آفت جان ہی غضب
پھیر سکتا تجکو ای تیر قضا کوئی نہین

رہنی والونکا عدم کی حال کس سی پوچھئی
اسطرف کو آج تک وانسی پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنی ہین اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنی اپنا آشنا کوئی نہین

STEPHENSON VERN

گردش زدونکو تیری نہین ایک جا قیام
رہتی فلک کیطرح ہمیشہ سفر مین ہین

کرتے ہین اوسکے ہاتھ قلم اس خطا پہ وہ
خط دیکھتے جو میرا کف نامہ بر مین ہین

آنکھین جو یون چوراتے ہو تم مجکو دیکھکر
بہکانی والے آپ کے میری نظر مین ہین

لکھدون جو دو گھڑی مین تو پھر قاصد اے ظفر
لاتے جواب نامہ مرا دو پہر مین ہین

ردیف واو جلد اول

ہماری دیکھکے دریا دل کا یار چڑھاؤ
گھٹا ہی کیا ہی سمندر کا ایکبار چڑھاؤ

ہمین تو ایک ہی کافی ہی برش ابرو
تم اپنی تیغ کو اب چرخ پر ہزار چڑھاؤ

خیال زلف بتان آؤ چھوڑ دو بخدا
بلا کو سر پہ نہ تم اپنی زینہار چڑھاؤ

گلی مین رہنے دو اپنی اڑا کے تم یک مشت
فلک تلک نہ مری خاک کا غبار چڑھاؤ

جلن سی آتش الفت کی دیکھو تم ہر دم
بہانہ کرکے نہ تم آپ کو بخار چڑھاؤ

بجاؤ مطربو اسوقت تار بارش کے
بجا تار عدہی مردنگ تم ستار چڑھاؤ

پتنگ وار ظفر روز تنگی الفت پر
وہ اوڑ کے آوی جو تم چنگ ایکبار چڑھاؤ

ہمسے شرماؤ نہ تم چشم حیا کو کھولو
مثل گل شوق سی اب بند قبا کو کھولو

پانون مین مہندی لگا بیٹھی ہو تم وان ہیہات
خون دل ہوتا ہی یان جلد حنا کو کھولو

مار رکھی گی سراسر ہی یہ کافر دل کو
جان من رخ پہ نہ تم زلف دوتا کو کھولو

کیا خدا سے وہ ملا دیگا بت خانہ خراب
سر کو ٹکراتے جو اوسکے در دیوار سے ہو

اے ظفر اوس سے بھلا کیا ہی لگانا دلکا
جو کہ واقف نہ کبھی عشق کے آثار سے ہو

گر قتل کا ہی عزم تو شمشیر دکھا دو
یا آکے تم اپنی مجھے تصویر دکھا دو

تا حشر نہو خواہش نظارۂ سنبل
تم ہمکو اگر زلف گرہگیر دکھا دو

پتھرا گئین آنکھین اسی حسرت مین عزیزو
ٹک مجکو دریا کی زنجیر دکھا دو

یان تک کشش دل تمھین لائی ہی یہان کھینچ
ہے مجھسا کوئی صاحب تاثیر دکھا دو

اپنی ہی ہی یہ آہ کہ پہونچی ہی فلک تک
ورنہ کوئی ایسا تو ہمین تیر دکھا دو

تم تیغ بکف پھرتی ہو کیون کس لیے کیا ہی
ہی آج قضا کسکی گلوگیر دکھا دو

تبدیل قوافی سے ظفر دیکھین تو اسدم
اک اور غزل کر ہمین تحریر دکھا دو

شعلہ جو سوز دل سے گلوگیر آہ ہو
پیکان نمط عیان وہ سر تیر آہ ہو

سیل سرشک چشم وہ ہمراہ ہو اگر
جون سرد آب جو یہان توقیر آہ ہو

دکھلاؤن مین جو سوزش دلکو تو برق بھی
حیران دیکھ عالم تنویر آہ ہو

کلک جلی تو شمع جگر سوز سے بنا
مانی جو کھینچنی مری تصویر آہ ہو

نالان ہین ایک عمر سے ہم اسلیے ظفر
کب اوسکے دل مین دیکھیے تاثیر آہ ہو

ردیف واو جلد دوم

بھری دماغ مین کس زلف پرشکن کی بو
کہ خوش نہ آئی ہمین نافۂ ختن کی بو

لگایا ہمنے جو اوس غیرت چمن کو گلے
بدن مین بس گئی نسرین و نسترن کی بو

چمن سے دور رہا اسقدر قفس میرا
کہ پہونچی اُڑ کے نہ مجھ تک گل چمن کی بو

عرق فشان کہین گلشن مین تو ہوا شاید
ہر ایک گل سے جو آئی ترے بدن کی بو

ہوا ہے صورت دیوانہ گل گریبان چاک
چمن مین لائی صبا کسکے پیرہن کی بو

اثر سے عشق کے دامان کوہ مین ہر گل
عجب نہین جو رکھے خون کوہکن کی بو

چمن مین غنچہ جو اوس گل کے سامنے ہے خموش
چھپا رہا ہے ظفر اپنے وہ دہن کی بو

جو دل مین ہو سو کہو تم نہ گفتگو سے ہٹو
رہو پر آنکھون کے آگے نہ روبرو سے ہٹو

مین آپ پھیرتا ہون اپنے حلق پر خنجر
چھری اٹھا لو تم اپنی مری گلو سے ہٹو

وہ مثل کوہ گرانبار ہو تم حضرت عشق
کہ نے کسی سے ٹلو اور نے کسی سے ہٹو

شہید ناز کے ہر زخم سے ہے خون جاری
تمھارا تر نہو دامن کہین لہو سے ہٹو

مراد عشق مین عاشق کی نامرادی ہے
اٹھاؤ حضرت دل ہاتھ آرزو سے ہٹو

جو پیش آئے وہ مستو کرم ہے ساقی کا
نہ پھیرو جام سے منھ اور نہ تم سبو سے ہٹو

ہو گئی جس وقت ای سفاک ہم سینہ سپر
منھ نہ موڑینگے تری جفا سے کچھ ہی ہو

وہ ترش ابرو ہو یا ہو تلخ گو پر ہمکو آج
بوسہ اک لینا لب شیرین ادا سے کچھ ہی ہو

ناصحا بکبک کی تو کیون سر پھراتا ہی عبث
دل نہین بھرنے کا اُس دلربا سے کچھ ہی ہو

گرچہ دنیا کی ہوا مین سو طرح کا ہو ضرر
لیکن بچ سکتے نہین ہم اس ہوا سے کچھ ہی ہو

کوچہ دلبر مین ہم لو آج جاتے ہین ظفر
دلکو لیجاتے ہین دیکر دم دلاسے کچھ ہی ہو

وہان کی مخلصی اے وائے قسمت ہو تو کیونکر ہو
کہ مین آلودہ عصیان شفاعت ہو تو کیونکر ہو

بجز شرمندگی چشم عنایت ہو تو کیونکر ہو
کہ بے اشک ندامت جوش رحمت ہو تو کیونکر ہو

جہان ہو نفس سا رہزن جہان شیطان سا ہو دشمن
وہان طاعت ہو کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو

گرانباری گناہونکی اوٹھاتے سر نہین دیتی
الٰہی کیا کرون یہ دفع خجلت ہو تو کیونکر ہو

رنگ طائر تصویر ہون مین دام حیرت مین
رہائی کی ہماری کوئی صورت ہو تو کیونکر ہو

وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہی جو ہی کام ہمت کا
ظفر بے ہمتون سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو

نہین کہہ سکتا کہ اللہ صنم تم ہی تو ہو
لیک جو کچھ ہو سو اللہ کی قسم تم ہی تو ہو

نہ مرا پاس کسیکو نہ کوئی میرے پاس
ہان مگر ایک جو ہو مجھ سی بہم تم ہی تو ہو

کفر و دین کا مجھے بتلا دیا تمنے رستا
میرے تو راہبر دیر و حرم تم ہی تو ہو

خواہ رلواؤ ہمین خواہ ہنساؤ ہمکو
کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو

خدا کیواسطے ای ہمدمو نہ بولو تم
پیام لایا ہی کیا نامہ بر وہان سے سنو

تمہاری عشق نی رسوا کیا جہان مین ہمین
ہمارا ذکر نہ تم کیونکر اک جہان سی سنو

سنو تم اپنی جو تیغ نگاہ کے اوصاف
تو میری زخم جگر کے لب و دہان سی سنو

ظفر وہ بوسہ تو کیا دیگا پر کوئی دشنام
جو تمکو سننا ہو اوس شوخ دلستان سے سنو

کہتا ہی کون تمسی کہ خنجر بہ کف نہ ہو
برحق ہین جان نثار محبت تلف نہو

خاطر نشان نہ دل کی ہو ناوک فگن کبھی
جبتک کہ تیری تیر نگہ کا ہدف نہ ہو

آتی ہی سینہ کوبی عاشق کی تو صدا
محفل مین اوسکی گر نہین آواز دف نہو

جب تک کہ خوب عشق مین عاشق نہو خراب
چاہی وہ یہ کہ ہو مجھی عز و شرف نہ ہو

بہتر ہین دیکھ اس سے مری چشم تر مین اشک
نازان در خوش آب پہ تو ای صدف نہو

اللہ ہے ہمارا طرفدار اے ظفر
گو وہ اگر نہین ہی ہماری طرف نہو

اگر ہو دل مین محبت کا داغ اچھا ہو
خدا کا گھر جو نہو بے چراغ اچھا ہو

کبھی نہ سیر ہو جی می کشون کا ای ساقی
کہ جب تلک نہ لبالب ایاغ اچھا ہو

ہجوم داغ سی ہی سوز دل کو یہ منظور
کہ ایک سینے مین تیار باغ اچھا ہو

عدو کو مجھسی ہو کسطرح نطق مین ترجیح
مگر یہ جب ہو کہ طوطی سی زاغ اچھا ہو

دل اوسکی زلف کی کوچی مین گم ہو میرا
بتائی شانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو

تیری محراب خم ابرو مین جو سجدہ کرے
اپنے آپ دیدہ سے اوسکو وضو واجب ہی ہو

ذبح کرنا جبکا اے قاتل تجھے منظور ہو
زیر خنجر اوسکو رکھ اپنا گلو واجب ہی ہو

ہاتھ سے جاکر ظفر پھر ہاتھ آئے یا نہ آئے
پر ہو دل گم جسکا اوسکو جستجو واجب ہی ہو

ردیف واو جلد سوم

گر نازسے وہ صحن مین رکھے چمن کے بانو
چومے زمین بڑھکے گل و گلبدن کے بانو

وحشت کو میری دیکھ کے جوبھولے جو کرتی
اک جست مین شکستہ ہون جا و ہن کے بانو

اے عشق کیا صلاح ہی تیری بتا مجھے
لون شیخ کے قدم کہ پڑون برہمن کے بانو

اتنا نہ آہ و نالے سے اپنے ہلا اے
اے دل نہین ہین گنبد چرخ کہن کے بانو

شیرین کو پھر نہو ہوس سرخی کفک
رنگین کرے لہو سے اگر کوہکن کے بانو

یان تک ہی شوق دشت نوردی کہ دون نکال
مین اپنے بعد مرگ بھی باہر کفن کے بانو

شیطان کو سونپی اپنی اگر خدمت وضو
دھو دیوے وہ زاہد پیر مکر و فن کے بانو

کیونکر نکل سکے دل وحشی کہ پھنس گئے
پھندے مین اوسکی زلف شکن در شکن کے بانو

دشت جنون مین اتنی بھی وسعت نہین ظفر
پھیلین جو اک ذرا مرے دیوانہ پن کے بانو

دوست اچھی ہو تو پوری دوستی کی ہو رہو
یا کسیکو کر رکھو تم یا کسی کے ہو رہو

اس چمن مین کیا کرونگا میکشو ہنس بول کر
غنچہ سان خاموش خون دل کو پیکے ہو رہو

ردیف واو جلد چہارم

اے فلک یہ کیا ستم ہی تو ستمگار ہو
ہم ہون بیمار اور تم ہو کے بیمار ہو

کون ہو یہ بین جو ہو ہو کے گرفتار ہو
دام ہی وہ زلف ہی یا دانہ ہی یا خال ہی

اے دل بیتاب تو کیون ہو ہو کے بیتاب ہی
کیا کسی کے تو بھی زلف و خال کا آزار ہو

اے فلک ہی ہی تیری گردش سے یہ گردش کی بات
ہم ہون بیمار اور تم ہو کے بیمار ہو

اے دل بیتاب تو کیون ہو ہو کے بیتاب ہی
کیا کسی کے تو بھی زلف و خال کا آزار ہو

اے فلک ہی ہی تیری گردش سے یہ گردش کی بات
ہم ہون بیمار اور تم ہو کے بیمار ہو

دل جاتا رہا ہی ہوش و حواس
اے عشق یہ کیا ستم ہی تو ستمگار ہو

یہ ہی عشق کہ ہین برباد شدہ
کوئی ذات و صفت کا بھی یان پوچھنا ہی کہان کوئی

ہوتا نگین کیطرح سے ہے نامور وہی
کر لیتا دل پہ نقش جو ہی نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہین کہہ رہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کلیات کو

بڑھاوی گر نہ جوہر عزت و توقیر آہن کو
تو سمجھین تیغ چوبین سے بتر شمشیر آہن کو

گلے مین پہنی جب زنجیر زر کو وہ پری اپنے
تو یہ دیوانہ ڈالے پانون مین زنجیر آہن کو

برہمن اوس صنم کی دیکھے گر تصویر کاغذ پر
نہ تصویر حجر کو پوجے نی تصویر آہن کو

دل پر سوز سینہ مین ہمارے ہی وہ انگارہ
اوٹھانی کی نہ تاب اوسکے ہو آتشگیر آہن کو

گرانبارونکو ہی صحبت سبکسارون سے نازیبا
کہ تنکے کی کمان مین کون چھوڑے تیر آہن کو

محل مٹی کا ہی انسانکا تو قالب خاکی
فنا ڈھا کر ملاوے خاک مین تعمیر آہن کو

عجب کیا فیض صاحبدل سی پہونچی تیرہ بختون کو
بدل دیتا ہی پاس ای ظفر تاثیر آہن کو

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی تابکو
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوی عرق سی یار کے خوشبو ہی دماغ
ہم سونگھتے نہین کبھی عطر و گلاب کو

سودا مجھے نہین تری زلفون نے ای پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسہ لب میگون ترا جنھین
منھ بھی نہین لگاتی وہ جام شراب کو

ہمنے دیا وہ معرکۂ عشق مین جواب
سب لاجواب ہو گئی سنکر جواب کو

کہتی ہین بادہ نوش نشی مین شفق نہین
شیشہ مین آسمان کے بھرا ہے شہاب کو

[illegible]

کرتے ہین غائب مین سب دعوی سخن سنجی کا پر
بول بھی سکتا نہین کوئی ظفر کے روبرو

نصیب وصل تمھارا کہو تو کیونکر ہو
فراق یار مین تسکین ہو تو کیونکر ہو

تو اپنے وعدے کا سچا جو ہو تو کیونکر ہو
یہ تجھ سی جھوٹ کی ہو ترک خو تو کیونکر ہو

نہ جلکے خاک ہو جبتک مثال پروانہ
طپش ہو دل کی ہمارے فرو تو کیونکر ہو

تری مریض کے سو سو علاج ہون لیکن
شفا نہ اوسکے نصیبون مین ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہان میرے دل کا ای آنکھو
جو تم نہ گریہ سی افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہین ترک عشق ہو لیکن
جو دل پہ بس نہو ای ناصحو تو کیونکر ہو

ملین نہ خاک مین جبتک تمھارے کشتہ ناز
دمیدہ خاک سی ہو ناز بو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائی مگر مزا حاصل
نمک فشان ہو نہ وہ خنجر تو کیونکر ہو

کرم کہان کہ ستم بھی ہو کرتے ناز سی تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہی دو تو کیونکر ہو

جھکاتی سر نہین آزاد راستی شیوہ
چمن مین سرو جو ہو سرفرو تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت مین دلسے دلکو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے مصحف رخ سی ہو گر اخلاص گیسو کو
وہ ہندو اور یہ قرآن کام کیا قرآن سی ہندو کو

کہان اوس چشم وحشی مین یہ ہی تحریر کاجل کی
سیہ ریشم کی ڈوری سے مگر باندھا ہی آہو کو

جو کشتہ گردش چشم سیہ کا ہی ترے قاتل
سیہ پوش اوسکے ماتم نی کیا ہی چرخ مینو کو

[illegible]

روسیاہی کو جو دھوئے نامۂ اعمال سے
اے ظفر اپنی وفور اشک چشم تر سے دھو

میکشو تم نوش کوئی ساغر مل تو کرو
ذکر کیا اے حضرت دل ہو جو اوس گل کو اثر
دیکھو پھر کیا کیا پریشان ہوتا ہی سنبل کا حال
کرتے شمشیر نگہ سے گر نہین کشتہ مجھے
گل کا سودا دل ہو بلبل کے جو روشن ہی دماغ
کہتا ہی مجنون ترا لڑکون کو چھیڑے ترے

کرتے ہو مستی ابھی کیا ہو تامل تو کرو
کرتے ہو نالہ اگر تم مثل بابل تو کرو
اک ذرا گلشن مین واتم زلف کاکل تو کرو
تو بلا سے زخمی تیغ تغافل تو کرو
کہدو جھوکون سے صبا کی تم بھلا گل تو کرو
مارتے پتھر نہین ہو تم اگر غل تو کرو

لکھتے ہو تعریف اوسکی زلف بیچان کی اگر
اے ظفر اپنا قلم تم شاخ سنبل تو کرو

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تم مجھے کھانے کو دوڑو اور خون دل پینے کو دو
یہ خطا شانے سے ہو برہم کرے ہو زلف کو
جو تمہارے جی مین آوے ناصحو فرماؤ تم
خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ اے گلرخو
حضرت دل اسکی گر جیتے چھوٹے اس زلف سے

ای بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
اے طبیبو نے غذا کا نے دوا کا نام لو
اور خطا وار و ن مین تم اس بے خطا کا نام لو
پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو
پھر نہ جیتے جی تم اس کافی بلا کا نام لو

اے ظفر چشم دنگہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اوس دل ربا کا نام لو

نہ چھوڑا پر نہ چھوڑا تمنی ملنا غیر کا پیارے
ہمین تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو

تمھاری دوستی مین مر گئی لاکھون نہ رحم آیا
تمھین ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

برون کو منھ لگاتی ہو بھلون سے تمکو نفرت ہی
ظفر کو ہی یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

تصور زلف مشکین کا ہی یہ کسکی بندھا مجکو
جہان مین جو نظر آتا ہی اک اندھیر سا مجکو

کہا بلبل نے عشق گل مین یہ حاصل ہوا مجکو
کہ غنچے ہین بجا کر چٹکیان دیتے اڑا مجکو

کسی صورت تو مین ای ضعف پہونچون کوی جانان تک
بٹھا کر دوش ہی پر لیچلے باد صبا مجکو

کہون کیا غیب سے کیا آلگا اک دل پہ مکا سا
ترا جوڑا جو شب کو یاد آیا مہ لقا مجکو

سرود نالۂ دل نی بھری ہین کان اپنے تو
تری یہ چہچہے مرغ چمن خوش آئین کیا مجکو

محبت کو جو یہ دل ابتدا مین سہل سمجھا ہے
نظر کچھ اور ہی آتا ہی اسکا انتہا مجکو

مزا اس عشق کا وہ ہی کہ جس سی سب مزے بھولے
نہین ہے یاد دنیا کا ظفر کوئی مزا مجکو

یون ہین گر اتنو پر ہم فدا ہونگی تو ہونے دو
جو ہمپر ہمدمو جور و جفا ہونگی تو ہونے دو

بتون پر زاہدو گر ہم فدا ہونگی تو ہونے دو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگی تو ہونے دو

اگر ہم مائل زلف دوتا ہونگی تو ہونے دو
کسیکو کیا گرفتار بلا ہونگی تو ہونے دو

ملینگے ملبوس آسا تہ میدان محبت
اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگی تو ہونے دو

ذرا آئین سہی وہ مقتل عشاق تک اپنے
جو لاکھون فتنۂ محشر بپا ہونگی تو ہونے دو

کرنے ہو کیا کیا یہان کے تم مکان آراستہ
جان لب پر آگئی بیمار درد ہجر کی

غافلو وان کی بھی تو کچھ خانہ آرائی کرو
اب تو اے رشک مسیحا کچھ مسیحائی کرو

صاف آجائے نظر پھر جلوۂ جانان تمھین
دیدۂ دل مین ظفر پیدا جو بینائی کرو

دیکھکر رخ پر کھلی زلف چلیپا رات کو
اور بھی ہمکو ہوا وہ چند سودا رات کو

یا وخال رخ مین تیرے مہ جبین سوئے نہین
ہم پڑے گنتے رہے ایک ایک تارا رات کو

مانگ ہے زلفون مین تیری اے بت زہرہ جبین
یا فلک پر کہکشان کا خط ہے سیدھا رات کو

چاند سے مکھڑے پہ ہلتی ہے ہوا سے کب وہ زلف
چاندنی مین پھر رہا ہے سانپ کالا رات کو

آپ یون چھپ چھپ کے کوئے یار مین جاتے ہین
حضرت دل پاسبان سے ہو نہ جھگڑا رات کو

سرمہ سا آنکھون کی تیری وحشی اے آہو نگاہ
بیٹھتے ہین اک بچھا کر مرگ چھالا رات کو

ڈر ہے چشم ماہ کی تمکو نہ لگ جائے نظر
دیکھو کوٹھے پر چڑھو اپنے نہ تنہا رات کو

تم جو کہتے ہو کہ دن کو ہوتا ہے افشائے راز
گھر مین میرے اے ظفر تو شوق سے آرا تکو

اپنے دربانون سے یہ کہدو ہمین ٹوکین نہین
ورنہ ہو جائیگا در پر مفت دنگا رات کو

دیکھو بوسہ نہ بت ہو شرباسے مانگو
اپنی اے حضرت دل خیر خدا سے مانگو

اندنون گلشن عالم کی مخالف ہے ہوا
الامان ہمنفسو ایسی ہوا سے مانگو

تشنہ کامان محبت سے یہ کہدو جو تمھین
چاہیے آب تو اوس تیغ جفا سے مانگو

ردیف ہای ہوز جلد اول

[illegible]

دیجے دل و دین کیون نہ تجھے اے بت کافر
جلوہ ہی خدائی کا تری گات مین سب کچھ

زلف اوسکی دکھاوے مجھے ای خضر تصور
کہتے ہین کہ ہی پردۂ ظلمات مین سب کچھ

حاصل نہین کچھ مزرع دنیا سی کسیکو
ہے کشور دل کے مری دیہات مین سب کچھ

نقد دل و دین کیون نہ کرون پیشکش اب مین
لازم ہی کہ ہو اوسکی مدارات مین سب کچھ

انداز و ادا سی نہین کچھ اور کی مطلب
ہوتا ہی ادا تیرے اشارات مین سب کچھ

بوسہ جو طلب اوس سے کیا مین نے تو بولا
موجود ہی بس اپنی ملاقات مین سب کچھ

سائل سی کبھی آج تلک منھ نہین موڑا
حاصل ہی ہر اک کو مری خیرات مین سب کچھ

بیتابی و زاری کی شکایت ہی عبث اب
ہوتا ہی ظفر عشق کے حالات مین سب کچھ

نہ دکھلا مجکو پانی کھینچکر اوراق مین غنچہ
نہین خوب اوس دہن سی دیدۂ مشتاق مین غنچہ

ہنسا جو دیکھکر وہ غنچہ لب مجکو محبت سی
ہوا گویا شگفتہ گلشن اشفاق مین غنچہ

نزاکت سی گران وہ بھی ہو وقت رقص گر باندھے
بجای زنگلہ تو اپنی سیمین ساق مین غنچہ

گرفتہ دل مرا اوس چشم و ابرو مین ہی کیا باعث
گلابی کی جگہ ہی میکدی کی طاق مین غنچہ

کہون کیا تیرا رنگ فندق پا ای گل خوبی
نہین خوش رنگ ایسا گلشن آفاق مین غنچہ

ترا پیکان تیر ای ناوک افگن عرق ہی خون مین
نہ لایا رنگ کیا باغ دل عشاق مین غنچہ

نہین کھلتا ظفر عقدہ ہمین اوسکی خموشی کا
خدا جانی کہ اتنا کیون ہی استغراق مین غنچہ

[illegible]

کیا ہی مین نے یہ وحشت مین دشت کو پامال
کہ خار خار کو ہی اب مرے قدم سی گلہ

ہزار غنچہ کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
چمن مین ہمکو ہی یہ باد صبحدم سی گلہ

سہے ستم پہ ستم روز لیک شکر خدا
کیا نہ ہمنے کبھی اسکا اوس صنم سی گلہ

برنگ شمع جلے سر سے پانون تک لیکن
زبان پہ لائے نہ ہم اپنی سوز غم سی گلہ

دل اوسکو ہمنے دیا دل نے دی ہمین تکلیف
جو ہمکو دل سی گلہ ہی تو دل کو ہم سی گلہ

ظفر نوشتہ تقدیر پہ جو راضی ہین
نہ اونکو لوح سی شکوہ نہ ہی قلم سے گلہ

ہی حنا کا رنگ بھی دست بت پرفن پہ بوجھ
کرکے میرا خون نہ لے وہ نازنین گردن پہ بوجھ

بار دنیا سا ہی منعم کے بعد از مرگ بھی
باعث تعویذ سنگین ہی سدا مدفن پہ بوجھ

وہ گرانبار الم ہون مین کہ میری خاک بھی
گرچہ دامن پر پڑی معلوم ہو دامن پہ بوجھ

دست وحشت سی رہا باقی جو تار پیرہن
ناتوانی سی تری مجنون کی ہے وہ تن پہ بوجھ

بارکش دنیا کی ہون نا اہل نی اہل تمیز
لادتی ہین کب گدھون کیطرح سی توسن پہ بوجھ

اوسنی کیا سر پہ رکھا پر جی دھڑکتا ہی مرا
نازکی سی ہو نہ پھر اوس غیرت گلشن پہ بوجھ

لاکھ سرکش ہو دبا ہی وہ رہیگا ای ظفر
بار احسان سے اگر رکھے سر دشمن پہ بوجھ

کہان نگہ پہ ہو سرمہ کا رنگ پیوستہ
یہ تیغ وہ نہین جسمین ہو زنگ پیوستہ

اگرچہ صورت سوہان ہی ہنر ای قمری
گلے مین تیرے ہے پر طوق تنگ پیوستہ

جی لگے کیونکر کہین اپنا محبت نے تری
اک خدائی سے کیا دل ای صنم برداشتہ

جان سے اپنی اوٹھائی یہ ستم کش کیون نہ ہاتھ
ای ستمگر تو جو ہو تیغ ستم برداشتہ

ہوگیا مضمون گریہ کی مری تاثیر سے
یکقلم کاغذ مرے نامہ کا نم برداشتہ

کسکو برداشت اتنی کسکا عشق مین یہ حوصلہ
ہو ظفر کیطرح جو رنج و الم برداشتہ

تو نے کیا جانے نکالا ہے کدھر کا رستہ
تیرے گھر سے تو ہے سیدھا مرے گھر کا رستہ

رکھ قدم راہ محبت مین سنبھلکر اپنا
دیکھ ای دل کہ یہ ہے خوف و خطر کا رستہ

وہ نہ آیا جو شب وعدہ تو ہم صبح تلک
بیٹھے دیکھا کیے اوس رشک قمر کا رستہ

نہ کر ای پردہ نشین روزن دیوار کو بند
دیکھ رہنے دے کھلا تو یہ نظر کا رستہ

نامۂ شوق کی تاثیر سے قاصد نے مرے
طے گھڑی بھر مین کیا آٹھ پہر کا رستہ

چارۂ زخم کو سینے کے لگا مت ٹانکے
بند ہو جائیگا فریاد جگر کا رستہ

پاسبان ہونگے تری کوچے مین لاکھون لیکن
روک سکنے کا نہین کوئی ظفر کا رستہ

خجل ہے دیکھ کے ابرو ہلال کیسا کچھ
اسی سے جانو کہ ہوگا جمال کیسا کچھ

فلک کے ہمنے ستارے تو کر لیے معلوم
کھلا نہ یہ کہ ہے اوس رخ کا حال کیسا کچھ

جو دوست تھے وہ ہین دشمن عجب تماشا ہے
ہوا ہے دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ

مری زوال سے جانو کمال کو میرے
زوال یہ ہے تو ہوگا کمال کیسا کچھ

اب نقاہت کا اور ہی نقشہ
اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ

میری صحبت خوش آئی کیونکہ اونھین
اونکی صحبت کا اور ہے نقشہ

دل تو کیا جان تک بھی دین تجکو
اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ

جای تبرید سے تپ غم کیا
اس حرارت کا اور ہے نقشہ

ہے قیامت سے اوسکو کیا نسبت
تیرے قامت کا اور ہے نقشہ

سیدھے باتون پہ ٹیڑھی ہو جانا
اوسکی خصلت کا اور ہے نقشہ

تیری ان مہر و مہریون پر بھی
سوز الفت کا اور ہے نقشہ

جانے کیا بوالہوس حقیقت عشق
اس حقیقت کا اور ہے نقشہ

کیونکہ جانبر ہو دردمند ترا
درد فرقت کا اور ہے نقشہ

تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن
میری وحشت کا اور ہے نقشہ

نقش حب لکھتی ہین عبث احباب
کہ محبت کا اور ہے نقشہ

جب سے دیکھا ہی تجکو آئینہ رو
اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ

کھینچ صورت نہ اوسکی صورتگر
اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ

کرے جراح چارہ کس کس کا
ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

اے ظفر ہے جہان مین خلق کہان
اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

کھنچا عجب ترے روی جبین کا ہی نقشہ
وہ مہر کا ہی یہ ماہ مبین کا ہی نقشہ

کبھی تو رقعہ طلب مین مرے خدا کیلیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کے لکھ

کہے ہی کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھہ ای دل
پر اپنا حد سی نہ باہر قدم نکال کے لکھ

طبیب میری پی بھی کتاب مین سی لکھ
کوئی تو نسخہ آزار غم نکال کے لکھ

پڑھی وہ دلبر نو خط ظفر خوشی سے خط
کچھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھ

اوسکے کوچے مین کہان سے ٹھکانے کی جگہ
کہ جہان ہمکو ملے آنکھ ملانے کی جگہ

آئینے کو تم اگر منھ نہ چڑھاؤ اپنے
تو نہو اوسکو کہین منھ کے دکھانیکی جگہ

نقش بر آب ہی ہستی کی نہین کچھ بنیاد
ای حباب اسپہ کہان گھر کے بنانیکی جگہ

دل پہ گر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہی ناوک جانان کے نشانی کی جگہ

کیا کرین جائین اگر آپ نہ ہم یار کی پاس
گھر مین جب اپنی نہو اوسکے بلانے کی جگہ

تجھسے ای شمع ہوا سر کے کٹانے مین فروغ
جاے شادی ہی نہین اشک بہانے کی جگہ

قطرۂ خون جگہ پر ہی مرے آب خورش
وہی پانی کی جگہ ہی وہی دانے کی جگہ

ای کماندار نہ تھا تیر نگہ کو دل مین
کہ نہین اور کوئی اوسکے ٹھکانے کی جگہ

ہے یہ انبوہ غم و رنج ہجوم غیرت
نہین سینہ مین ظفر دم کے سمانے کی جگہ

سینے پہ دھر کے دیکھہ ذرا ایک بار ہاتھ
یہ حال ہی کہ اچھلی ہی دل چار چار ہاتھ

ہو جاے دسترس جو تری زلف تک مجھی
مین جانون آگیا مری ملک تتار ہاتھ

ردیف ہای ہوز جلد سوم

ردیف ہای ہوز جلد چہارم

دیکھکر نقشہ ترا کہتے ہین نقاش مظفر
یہ کھینچے کس سے بجز خامۂ قدرت نقشہ

کہ ہر ایک ہی نو وہ کلام بیہودہ
نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ بوسۂ لب و زلف
تری شہید محبت کی نعش پر قاتل
جو اشک و خون نہو بفیاضہ ہی دیدۂ دل
تری خرام کے آگے غرور فتنۂ حشر
جو دل مین آئے سو فریاد مجکو حضرت عشق
نہین دہن مین مرے غنچہ لب کی جا ہی سخن
نہ کچھ ہی گریہ ہی حاصل نہ آہ و نالہ ہی

کہ جس سے ہو ترا مشہور نام بیہودہ
یہ ہی خیال ہمین صبح و شام بیہودہ
ہوا ہی خلق کا کیون از دحام بیہودہ
بغیر بادہ ہی میناو جام بیہودہ
ہے ایک لاف سی اے خوشخرام بیہودہ
کریگا عرض نہ کچھ یہ غلام بیہودہ
کلام کرتا ہی یان لاکلام بیہودہ
ہمارے عشق مین ہین دونون کام بیہودہ

جو ذکر تیرے کچھ اے مظفر تو ذکر خدا
بغیر اسکے ہین باتین تمام بیہودہ

نشے مین کس کے اتارا تھا طاق سے شیشہ
ہمین تو جام ہی پر ٹالتا رہا ساقی
بہت دنون مین جو ہوتی ہی بزم مین تقسیم
نہ کر فلک سے طلب شربت محبت کی
اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا

اگر گرکے ہاتھ سے ٹوٹا تو اتفاق سی شیشہ
ہوا نصیب کبھی اتفاق سی شیشہ
ملے ہی جام سی کیا اشتیاق سی شیشہ
بھرا ہوا ہی یہ زہر نفاق سے شیشہ
تو آؤ بزم مین اک طمطراق سی شیشہ

ہوتو اشربت دیدار میسر جسکو
سر خرد حشر کو ہوگا وہی سب بندون مین

تیرے ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی
تو جو ہی بندۂ حق بیٹھہ خدا کے در پر

خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن
یان نہین کون تری ان ادا کا بندہ

درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ
جو شیدا اوسکی ہو اتیغ جفا کا بندہ

دیکھہ تو مین بھی ہون کیا صبر رضا کا بندہ
دربدر نکے نہ پھر حرص ہوا کا بندہ

ای ظفر جب سے مین اون مست کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے نہ مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

نہین کہین ہی تری چشم فتنہ زا کی پناہ
یہ وہ بلا ہی کہ بس ای صنم خدا کی پناہ

سوا رنج و غم و یاس چاہ مین اوسکی
دلا نہ ڈھونڈھہ کسی یار آشنا کی پناہ

پناہ مانگتا ہی جسکو دیکھکر ہر شخص
غضب ہی تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ

جفا سے تیرے نہین ڈرتی باوفا ظالم
کہ اونکے واسطے ہی عشق مین وفا کی پناہ

پھری ہی موج ہوا سا قبا لیے شمشیر
نہین کہین سپر جام اس ہوا کی پناہ

بچے نگاہ سی دل تیرے کس طرح ظالم
کہ ہی جہان مین کہان ناوک قضا کی پناہ

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر
تو دو جہان مین کافی ہے اک دعا کی پناہ

ردیف یای تحتانی جلد اول

پر اشک قمریان ہی آہ دل سوزان ہی
یہ سرو جو باغبان ہی وہ شمع شبستان ہی

واقف نہین تم میری آہ شرر افشان سے
کھینچون تو ابھی سارا جل چرخ کہن جاوے

اوس چشم مفتن کی کس منہ سے صفت کیجے
کرنے کو نہ ہمچشمی آہوی ختن جاوے

تو شب کو جو محفل مین یون انجمن آرا ہو
کیونکر نہ ترے بلبل یہ شمع لگن جاوے

یہ چاہ وہ ہے جسمین یوسف سے کئی ڈوبے
دل کیونکہ بھلا اپنا پھر گرد ذقن جاوے

میدان سخن مین وہ گر تجھ سے ظفر بخشے
بھول اپنا فصیحی بھی یان طرز سخن جاوے

سچ کہو آئے کہان سے ہو صنم بھولے ہوے
آپ کے پڑتے زمین پر ہین قدم بھولے ہوے

ہمرہان پہونچے کبھی کے منزل مقصود پر
بس اکیلے رہ گئے ہین راہ ہم بھولے ہوے

یہ تن گل خوردہ جس جسکے پڑا میرا نظر
حشر تک سوئینگے وہ باغ ارم بھولے ہوے

جسنے دیکھی ساقیا وہ گردش چشم بتان
ہین برب کعبہ وہ بھی جام جم بھولے ہوے

کہہ گئے تھے تم جو ہمکو آؤنگا مین وقت شب
آئے کیا جانے کہان سے صبحدم بھولے ہوے

وعدہ کرکے رات کا آوے سحر جو اپنے گھر
ایسے ہی شخصونکو کہتے ہینگے ہم بھولے ہوے

جس سے اپنا تھا خط و پیغام جاری ای ظفر
اسقدر ہین وہ تو ہمکو یک قلم بھولے ہوے

ای غنچہ دہن میرے تو سرو گلستان ہے
دل کیون نہ شگفتہ ہو تو بھی گل خندان ہے

دلسوز ہے اک عالم روشن ہے سبھی پر
پروانہ مین تیرا ہون تو شمع شبستان ہے

ٹھہری بن مژگان مین ہین لخت جگر اپنے
پنگھٹ مین یہ ای مردم کیا سیر چراغان ہے

یک لخت یاد تیری ہی بھولتی نہین ہے
جلد آ کہ مجھکو تجھ بن ہی پیچ و تاب ساقی

لے لیکے ہچکیان دل روتا ہی شکل مینا
دی جام مے کہ انکو جام شراب ساقی

جسکی نظر مین گردش جام شراب کی ہی
دوران کے سہل جانے وہ انقلاب ساقی

مت چھیڑ گر سنا تو قانون و بین مجھکو
لگتا ہی تار بارش تار رباب ساقی

مے کے نشہ مین لکھو اور اک غزل ظفر اب
ہر شعر جسکا سمجھے با آب و تاب ساقی

کیون مے کشی سے ہر دم کیجے حجاب ساقی
ہے اپنا اندنون مین عہد شباب ساقی

دی جام گل مین بھر کر صہبائے ناب ساقی
آنکھون مین محو کر دین ہم آفتاب ساقی

اس ابر مین خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتون سے پر ہی جام حباب ساقی

سخت دل برشتہ مژگان پہ یہ نہین ہے
لایا ہون تیری خاطر جام شراب ساقی

ابرو کا تیری جلوہ دیکھا ہی شاید اوسنے
جو ماہ نو ہی شب کو پا در رکاب ساقی

سنبل ہی کیا پریشان ہی دیکھ زلف تیری
موج نسیم کو بھی ہی پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہین خون دل ہم جائے شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیری دیکھی ہی یہ کہی ہی
کیا جلوہ گر ہین باہم برق و سحاب ساقی

اس ابر اس ہوا مین دل کو گھٹا نہ میرے
پیک صبا نہ کہنا اب آ شتاب ساقی

تجھ بن ٹپک رہا ہی پتھر پہ سر کو شیشہ
ساغر ہی ہی نہ تنہا چشم پر آب ساقی

ساغر کشی ظفر مین اس دور مین کرون کیا
شیشے پڑے ہین خالی ہی مست خواب ساقی

تو وہ اب شیر ژیان بحر سخن مین ہی ظفر
جز ترے کون چڑھے منھ پہ کڑی پانی کے

پاس داغ دل کی سوز غم سی ہین پھلکی پڑے
متصل ساغر کی یا شیشے ہین یہ ڈھلکے پڑے

دیکھی گر ای مردمان اس ابر مژگان کو مرے
پیٹ مین پانی ابھی کیونکر نہ بادل کی پڑے

اپنا ہی وہ سینۂ سوزان کہ جسکے رشک سی
داغ انگارون کے ہین سینہ مین منقل کے پڑے

کیونکہ مین آغوش مین کھینچون اوسی جسکی کمر
بوجھ سی لچکے یہان ہر لحظہ ہیکل کے پڑے

سب ہوے سیراب آب تیغ ای قاتل ولے
تشنہ لب اک درمیان ہین ہم ہی مقتل کی پڑے

تو ہی گر ہمخواب ہو ہمسے نہ ای آرام جان
کل ہمین تو فرش پر کسطرح مخمل کے پڑے

مت حباب اونکو سمجھ گرتی ہین میرے اشک گرم
آبلے دریا کی چھاتی پر ہین یہ جل کے پڑے

فیض سے خون کف پا کے ہمارے ای جنون
پارۂ یاقوت ہین دامن مین جنگل کے پڑے

جب کہا مین نے چھپاؤ مت مجھی معلوم ہی
اب تلک سوتے تھی پیارے تم جہان کل کی پڑے

بولے ماتھا کوٹ کر آخر کہا ہی پر کہا
نوچ تیری کان بات ای پیٹ کی ہلکی پڑے

سبحہ گوہر کی کب خواہش ہی ہمکو ای ظفر
ہین گلی مین ہار اپنے یان مسلسل کی پڑے

جوش گریہ سی نہ کچھ دیدۂ تر بیٹھ گئے
ہے یہ طوفان کئی ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے

دیکھنا ہم نہین اوٹھنے کے میان حشر تلک
جس گھڑی در پہ ترے کھول کمر بیٹھ گئے

کیا ہوا مت ہو خفا یا دل پر داغ جو ہم
تیری پہلو مین ذرا رشک قمر بیٹھ گئے

روز وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
دریا کا پاٹ تختۂ دامن تو بن گیا
چاک قفس سے دیکھ رہا ہون رخ چمن

ای ہمنشین ہی یہ شب ہجران کا ڈر مجھے
اور اس سے کیا دکھائیگی ای چشم تر مجھے
صیاد ہی نہین ہوس بال و پر مجھے

جلوہ اوسی کا دیر و حرم مین ہی ای ظفر
آتا نہین ہے اوسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب سے وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارے
ہے تب سے خون دست گریبان ہمارے

بالین پہ دم نزع بھی آیا نہ ستمگر
سب رکھے رہے دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ تری اس تیغ نگہ کے
حوبان جہان جاتے ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تیغ کو دھر آسمان پہ اوسنے
یہ سنتے ہی بس اڑ گئی اوسان ہمارے

لخت جگر و اشک ہین ای ظفر تری آنکھ کے
یہ لعل ہین وہ گوہر غلطان ہمارے

جمعیت دل تیری سبب سب ہین وہ ہم
کیون ضد مین تری زلف پریشان ہماری

آیا ہے ظفر پھینک کے پوشاک وہ گلکون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اوسکا رخ رشک قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تھی رشک قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جبکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھے کیا ہم ہی ای رشک قمر دیکھا کیے
ماہ پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین تجھ بن اس دل حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

جگر اور دل کی کیا پوچھے ہے بس یہ ذکر جانے دے
کہون کیا خاک اے غافل شکایت اس مین دو کی ہے

الم اور غم سے جو گذرے جگر پر منھہ نہ کھلواؤ
نہ پوچھو آہ کیا حاصل شکایت اس مین دو کی ہے

کہون کیا شمع اور گلگیر کا مذکور مین تجھ سے
سراپا شاہد محفل شکایت اسمین دو کی ہے

حقیقت ابرو مژگان کی اپنے پوچھ مت ہر دم
نہین لکھنے کے یہ قابل شکایت اس مین دو کی ہے

کیا جو تیغ و خنجر نے ترے سو دل ہی جانے ہے
زبان سے کیا کہون قاتل شکایت اسمین دو کی ہے

دکھایا اور سنوایا جو کچھ ہے دیدۂ و دل نے
ظفر کس سے کہون شامل شکایت اسمین دو کی ہے

ہو رہا ہے نشۂ جام مے گلگون تجھے
شیشۂ دل ہے بہت نازک وہ کیونکر دون تجھے

پوچھتا ہے کون شہر عشق مین مجنون تجھے
اک دیا تقدیر نے ہے گوشۂ ہامون تجھے

خاک مین ملجائیگا اے سرو گلشن تو ابھی
گر دکھا دیوے ذرا وہ وہ قامت موزون تجھے

ایک عالم تھا ترا مائل ولے اے سادہ رو
آئینہ نے کر رکھا ہے اپنا اب مفتون تجھے

اشک سے کیونکر نہ اپنے ہونٹھ چاٹین مدعی
حق تعالی نے دیا ہے وہ لب میگون تجھے

ہمکو خطرہ تھا کہ لوگون مین تھا چرچا اور کچھ
بات خط آنے سے تیرے پر ہماری رہگئی

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑ جائیگا سب سنگ مزار
دل مین بعد از مرگ کچھ گر بیقراری رہگئی

آتنا ملے خاک مین جو خاک مین ڈھونڈھے کوئی
خاکساری خاک کی کر خاکساری رہگئی

آؤ گر آنا ہے کیون گن گن کے رکھتے ہو قدم
اور کوئی دم کی ہے یان دم شماری رہگئی

ہوگیا جسدن سے اپنے دل پر اوسکو اختیار
اختیار اپنا گیا بے اختیاری رہگئی

جب قدم اوس کافر بدکیش کیجانب پڑے
دور پہونچے سو قدم پرہیزگاری رہگئی

کھینچتے ہی تیغ ادا کے دم ہوا اپنا ہوا
آہ دل مین آرزوی زخم کاری رہگئی

اور تو غمخوار سارے کر چکے غمخوارگی
اب فقط ہے ایک غم کی غمگساری رہگئی

شکوہ عیاری کا یارون سے بجا ہے اے ظفر
اس زمانے مین یہی ہے رسم یاری رہگئی

شاخ مژگان میری کب اشکون سے پانی مین ہے
یہ عقیق البحر کا دیکھو شجر پانی مین ہے

جوش گریہ نے مرے کھینچا یہان تک سر باوج
گنبد نیلی برنگ نیلوفر پانی مین ہے

بحر و بر خالی نہین گردش زدون سے دیکھ لو
ہے جو خشکی مین بگولا تو بھنور پانی مین ہے

آتش دل سے ڈرا میرے سمندر اسقدر
چاہتا مانند ماہی اپنا گھر پانی مین ہے

دیکھکر تیرے لب و دندان کو مارے شرم کے
لعل پتھر مین چھپا جاکر گہر پانی مین ہے

میری آہ و اشک سے چرخ و زمین کا ہے یہ حال
وہ اودھر آتش مین ہے اور یہ ادھر پانی مین ہے

عشق مین اوس سنگدل کے اسقدر رویا ہون مین
کوہ بھی اشکون سے میرے تا کمر پانی مین ہے

کرتی ہی تازہ فتنہ بپا گردش فلک
لاتی ہی ہمپہ روز یہ چکر نئے نئے

اک دل ہی اوسکو دیجیے کس کسکو ای ظفر
آتے نظر ہین سیکڑون دلبر نئے نئے

مہاسہ کب خط رخسارۂ دلبر کے نیچے ہی
لیے بیضے کو طوطی اپنے بال و پر کے نیچے ہی

تصور اوسکی مژگان کا مجھے سونے نہین دیتا
بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کے نیچے ہی

طلب کرتا ہی آب خضر آب تیغ قاتل سی
غرض جو سبز بخت اس گنبد اخضر کے نیچے ہے

بنایا خال عارض کے تلے تل اوسنے کاجل کا
ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہے

ہوا سی جیسے شاخ گل ہی دل جس طرح سینہ مین
کف ساقی کو رعشہ دمبدم ساغر کے نیچے ہے

مری آواز زیر بام سنتا ہی تو پھر وہین
اتر جاتا ہی کوٹھی سی بہانہ کرکے نیچے ہے

قلق سی دمبدم گردن ترے صید محبت کی
کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کے نیچے ہے

خیال بالش پر ہی پریرو نیند اڑتی ہی
تری جو آستان کا سنگ میرے سر کے نیچے ہے

ظفر شیرین سنگین دل سے کیا چالاک دستی ہی
کہ دست کوہکن تو دب گیا پتھر کے نیچے ہے

کسکے ابرو کی مری تصویر آنکھون مین پھری
میل سرمہ کی جگہ شمشیر آنکھون مین پھری

اوس پری رخسار نی کھولی جو اپنی منہ پہ زلف
وحشیون کی صورت زنجیر آنکھون مین پھری

خواب مین دیکھا کیا مین قصر جنت رات بھر
اوسکی گھر کی جو مری تعمیر آنکھون مین پھری

جب پھر آیا وہ شکار افگن کہ تکتی تکتی راہ
پتلی آنکھونکی تری نخچیر آنکھون مین پھری

اترتے ہین گلے مین گھونٹ اب زندگانی کی
چھری جب حلق پر قاتل دم تکبیر پھرتی ہی

ظفر کو منزل مقصود پر تقدیر لے پہونچی
کدھر بھٹکی ہوئی سی عقل بے تدبیر پھرتی ہی

جسوقت اوسکی زلف گرہگیر کھل پڑی
سودائیون کے پانون کی زنجیر کھل پڑی

اوس خاک در کا سرمہ جو اشکون مین بہ گیا
گویا گرہ سی چشم کی اکسیر کھل پڑی

کب دیکھی تیری جنبش ابر کہ خود بخود
رستم کی بھی کمر سی نہ شمشیر کھل پڑی

پھر موسم بہار مین برپا ہوا جو غل
کیا وحشیون کے پانون سی زنجیر کھل پڑی

کیا کیا پڑی جبین یہ گرہ شہسوار کی
فتراک سی جو گردن نخچیر کھل پڑی

یہ کہکشان کہان ہی نشہ مین غرور کے
پگڑی مگر تری فلک پیر کھل پڑی

اوس غنچہ لب کے ہنسنے سی دلمین مرے گرہ
تھی گرچہ مثل غنچہ تصویر کھل پڑی

جانا ظفر یہ ہمنے کہ اپنے کھلے نصیب
بن کھولے اوسکے در کی جو زنجیر کھل پڑی

کسی عاشق کا تر اشکون سے یہ بیخواب دیدہ ہے
گل نرگس جو شبنم سی چمن مین آب دیدہ ہے

بجا بادہ بھر کر خون دل پیتا ہون آنکھون مین
کہ دل شیشہ ہی اور جام شراب ناب دیدہ ہے

مری اشکون کا دریا کر رہا اتنی ہی طغیانی
نظر آتا برنگ حلقہ گرداب دیدہ ہے

نہ آیا ماہ وش اور انتظار اوسکا کیا یان تک
سفید اپنا ہوا یان صورت مہتاب دیدہ ہے

دل بیتاب سی میرے جو ہمسر ہو کے اڑتا ہے
ہوائی ہو گیا کیون تیرا اے سیماب دیدہ ہے

ملے دانے سرشک خون کے اور خون سے پھپھولون کے
ہمین کشت محبت سے جو حاصل ہی تو بس یہ ہے

ہوا دل کی جگر کسکا چڑھی منھ اوسکی مژگان پر
کہ اس فوج صف آرا سی مقابل ہی تو بس یہ ہے

اگر ہی دیکھنا اوسکو اوٹھاوے اپنی ہستی سی
اگر تجھ مین اور اوسمین پردہ حائل ہی تو بس یہ ہے

ہوی صید محبت سب تڑپکر سرد لیکن دل
وہ ہی گرم طپش اک نیم بسمل ہی تو بس یہ ہی

کنارے گور کے جب عشق مین پہونچی تو یہ جانا
کہ اس دریاے بی پایان کا ساحل ہی تو بس یہ ہے

دل انسان نہ کیونکر مسند آرای محبت ہو
کہ یہ منصب ہی اعلی اسکے قابل تو بس یہ ہی

محبت مین کمال ایسا ظفر پہونچا گیا لیکن
کہ فن عشق اوستاد کامل ہی تو بس یہ ہی

شعلہ ہی وہی شمع وہی ماہ وہی ہی
خورشید وہی نور سحرگاہ وہی ہی

حور و ملک و دیو پری انس و بنی جان
سب صورتون مین ماہی دلخواہ وہی ہی

یوسف ہی وہی وہی زلیخا وہی یعقوب
کنعان ہی وہی مصر وہی چاہ وہی ہی

رہرو وہی رہبر وہی وہی رہ مقصود
گمراہ وہی راہ سے آگاہ وہی ہی

کیا حسن مین کیا عشق مین سب مین ہی وہی نور
یہ موجب غمزہ سبب آہ وہی ہے

مجنون و خراباتی و دیوانہ و ہشیار
درویش و گدا شاہ و شہنشاہ وہی ہی

خارا مین شرر مین ہی ظفر لعل مین وہ رنگ
وللہ وہی سب مین ہی باللہ وہی ہے

جلوہ جب اوسنے دکھایا مرا جی جانتا ہی
کہ خدا ہی نظر آتا مرا جی جانتا ہی

کیون ہو البور یا نشین زاہد
اس مین حرف بانکلتا ہے

سیر کی جا ہے کوچہ ہستی
غیر بھی آشنا نکلتا ہے

خیر ہو دل کی آج آہ کیسا تہ
کچھ دھواں تو ملا نکلتا ہے

کیا طپش ہے کہ شعر بھی دیسے
کچھ تڑپتا ہوا نکلتا ہے

لاش پہ میری منہ پہ عالم کے
حسرتا حسرتا نکلتا ہے

زخم دل پر نمک فشانی ہے
اسنے طفلک مزا نکلتا ہے

شمشیر برہنہ مانگ غضب بالونکی چمک پھر ویسی ہی
جوڑے کی گندھاوٹ قہر خدا بالونکی مہک پھر ویسی ہی

آنکھون مین کٹورا سی وہ ستم گردن ہے صراحی دار غضب
اور اسمین شراب سرخی پان رکھتی ہے جھلک پھر ویسی ہی

ہر بات مین اوسکی گرمی ہے ہر بند مین اوسکے سوخی ہے
قامت ہے قیامت چال پری چلنے مین ٹھسک پھر ویسی ہی

گر رنگ بھبھوکا آتش ہے اور بینی شعلۂ سرکش ہے
تو بجلی سی کوندی ہے پری عارض کی چمک پھر ویسی ہی

تو خیر کچین دو غنچے ہین ہے نرم شکم اک خرمن گل
باریک کمر جون شاخ گل رکھتی ہے لچک پھر ویسی ہی

کسی ذ کچھ تو لگایا مری طرف ظفر
جو بات بات مین ہین مجھ سے وہ قسم لیتے

صبا گر چراغ چمن گل کرے
تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے

خرد ہی یہ تکیہ نہ بالکل کرے
خدا پر ہی انسان توکل کرے

وہ ہو روبرو اور نہ دیکھے اوسے
یہ دل میرا کیونکر تامل کرے

کہے شام کی یہ سیاہی اوٹھی
نظر جو تری سوی کاکل کرے

وہ جب وصل سے دور بھاگے تو پھر
کوئی کیونکہ اوس سے توسل کرے

تری زلف کے سامنے تاب کیا
کہ بل باغ مین شاخ سنبل کرے

غم عشق تو خاصہ کھانیکو ہی
کہو دل سے خاصہ تناول کرے

کرون کم نگاہی کا گر مین گلا
تو پھر اور بھی وہ تغافل کرے

کرے تو ظفر پر جو لاکھون ستم
کہان تک وہ صبر و تحمل کرے

ہزار کوس اگر کوئی ایک دم دوڑے
مجال کیا رہ الفت مین دو قدم دوڑے

ہوا وصل مین اوس گل کے ہمدم کیا کیا
ہمیشہ ہم روش باد صبحدم دوڑے

ارادہ کیا ہی خدا جانے پھر ہرا ک جانب
تمہاری گھوڑی جو کاغذ کی اے صنم دوڑے

گیا نہ خاک ہوے پر بھی جوش وحشت کا
ہمیشہ اوٹھکے بگولے کیطرح ہم دوڑے

تجھے بتاؤ مرا گیا گناہ کیا تقصیر
جو مجھ پہ پھینک کے تم خنجر ستم دوڑے

ہمکو کیا کام ہی ہم کون شکایت والے
کچھ کہین یا نہ کہین آپکی صحبت والے

پھرتے کب عہد وفا سے ہین محبت والے
سر پھرایا کرین بکبک کے نصیحت والے

چھوڑتے دختر رز کو ہین کوئی متوالے
حذر اس فاحشہ سی کرتی ہین حرمت والے

اک نگہ پر دل و جان دونون تجھی دیتی ہین
تیری عاشق ہین یہ دل والے محبت والے

قیمت جنس دل اپنی کہون مین کیا سستی
پوچھو کیا دیتی ہین بازار محبت والے

نہین آنسو ہوے رحمت کے فرشتے نازل
پاک بالکل ہین گناہون سے ندامت والے

شمع و پردہ اٹھا منھ سی نہ تو بزم مین دیکھ
مثل پروانہ جلے جاتی ہین غیرت والے

عاشقونکو نہین کچھ کافر و دیندار سی کام
اونسی ملتی ہین جو ہین عشق کے ملت والے

نہ شمشیر ستم رکھ ہی دیا سر اپنا
ہم بھی ہین عاشقونمین کیا تری جرات والے

ہمنے اس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے
کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

وسعت ملک سلیمانکو سمجھتی کیا ہین
سامنے کنج قناعت کی قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اونپر
کیا ستم ہو جو وہ ہون مہر و مروت والے

دیر کیون کر رہے تھی وہ تو شابی والے
اب تلک ہین اوسی محفل مین خرابی والے

ہین جو محفل مین تری جام گلابی والے
انکو تو منھ نہ لگائین یہ خرابی والے

نہین معلوم پڑھا جاتے ہین کیا کیا آکر
میری دشمن تجھی اور روے کتابی والے

گو زر و سیم کے رکھتی ہین طبق شمس و قمر
پر ہین دونون ترے صدقی کی رکابی والے

اڑا دے خاک عاشق کی وہ جسدم
عنانِ توسن چالاک پکڑے

لکھے تھے وہ جو خط غیرونکو تونے
گئے آج ای بت بیباک پکڑے

عجب کیا بحر الفت مین مرا نام
جو سنکر کان ہر پیراک پکڑے

ٹھہرنے دے ہی تو کسکو جو کوئی
زمین اے گردشِ افلاک پکڑے

ترے درد جدائی سی پھری ہی
کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلے ہے وہ بات
کہ جسکو صاحب ادراک پکڑے

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہی
ترے روٹھ جانے کا دن یاد ہے

نہین بھولتا کوئی معبود کو
اوسے کرتا ہر انس و جن یاد ہے

جو ٹھہرا ہی روز اوسکے آنیکا یان
دلا روز گن یا نہ گن یاد ہے

نہین بھولتا دلسے عاشق ترا
تری ایک پل ایک چھن یاد ہی

نہ کر امتحان ہمنے یہ کہدیا
ہمین تو وہ اے ممتحن یاد ہے

گئے بھول سب عیش دنیا کی ہم
نہین کوئی بھی یار بن یاد ہی

ظفر کو ترے زلف و رخ کے سوا
نہین اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان چاہین گر ساری کہ چھوڑے
نہ چھوڑون بت خدا ماری کہ چھوڑے

ترے صید محبت ہو چکے ہم
کری تو ذبح ای پیاری کہ چھوڑے

چاہیے پرچہ خبر کا دل کی کیا اونکے لیے
پارۂ دل قاصد اشک روان لیجائینگے

جبکہ چمکینگے تو خورشید درخشان بھی فوق
ای فلک شعلۂ آہ و فغان لیجائینگے

کرتے ہین فکر عمارت مین بسر جو اپنی عمر
کیا اوٹھا کر اپنے سر پر وہ مکان لیجائینگے

اے ظفر بہتر ہی خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہیگا اور وہ دلمین کیا گمان لیجائینگے

ردیف یاء تحتانی جلد سوم

گنیگا ساقیا کیا مجھسے دیوانی کے پیمانے
کہ پی جاؤنگا مین مستی مین پیمانی کے پیمانے

الٰہی محتسب کے ہاتھ ٹوٹین اسکے ہاتھون سے
ہزارون ہی گئے ٹوٹ آج میخانی کے پیمانے

نہ سمجھو آبلے انکو کہ ہی تقدیر جو اولٹی
تو ہین اوندھے پڑے یہ دل کے کاشانے کے پیمانے

جدائی مین تری ہین دیدۂ تر سے ای ساقی
شراب خون دل بھر بھر کے پی جائینگے پیمانے

اڑاؤ مرغ دل کو اور پرندون کے لیے رکھو
سدا پانی کے پیمانے سدا دانی کے پیمانے

تری آنکھون کے بیمارون نے شربت کے عوض ظالم
پئے زہر اب سے بھر کر دوا خانے کے پیمانے

دل پر آبلہ وہ خوشۂ انگور ہے میرا
کہ بھرتے آب سے ہین جسکے ہر دانے کے پیمانے

نہین آنے کی جب تک آپ خاک اس بادہ پیما کی
کبھی ساقی نہین میخانہ بنوانے کے پیمانے

مے عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی
ظفر نہ آسمان ہین یونہین دکھلانے کے پیمانے

آج بوسے پر لڑائی ہوتی ہوتی رہگئی
میرے اونکے ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہگئی

گئے یارب وہ لوگ اگلے کہان پائے نہین جاتے
جو ڈھونڈھین تو کہین انکے نشان پائے نہین جاتے

عجب صنعت دکھائی اپنی یہ نقاش قدرت نے
کہ نقشے ایک سے سبکے یہان پائے نہین جاتے

غرور حسن سے یہ مہوشونکو بیدماغی ہے
دماغ اب انکے زیر آسمان پائے نہین جاتے

کسیکو ہم نہین اسواسطے دیتے ہین دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب وہ دلستان پائے نہین جاتے

مری جانب سے ہین جیسے گمان ان گمانونکو
زمانے مین کہین ایسے گمان پائے نہین جاتے

عدم کی راہ مین کیونکر کسی کا کھینچ ہاتھ آئے
کہ وان تو نقش پائے رفتگان پائے نہین جاتے

سبب کیا نے کمر ہے نے دہان ان خوبرویون کے
ظفر ہمسے اسرار نہان پائے نہین جاتے

بزم مین آکر تمھین چپکے نہ رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آئی گئی پر منھ سے کہنا چاہیے

اوس ستمگر کو دل اپنا اب تو ہمنے دیدیا
جو کرے ہمپر ستم وہ ہمکو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہے مشکل نہین
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لینا چاہیے

اے پری رو پانون مین زنجیر ہو گردن مین طوق
تیری دیوانے کو زیب افزا یہ گہنا چاہیے

چاہتے ہین پانون کے تلوے خلش کو خار کی
دشت مین مجنون کو پھر ناپا برہنا چاہیے

چاہ کر تم پھر گئے یا ہم کہو انصاف سے
چاہ مین صاحب کسے دنیا اولہنا چاہیے

حسن اوس مہوش کا چمکے شب جو زیور دو چند
چاند کو پھر کیونکہ غیرت سے نہ گہنا چاہیے

اے ظفر مل بیٹھنا اچھا نہین اسوقت مین
کنج عزلت مین الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

گل نہین جام ہی ساقی یہ کسی میکش کا
غنچہ گلشن نہ کہہ اسکو گلابی یہ ہی

رات دن رہتا ہی جو آنسوؤن کے دریا مین
مردم دیدہ ہی یا مردم آبی یہ ہی

سر و سامان ضیافت مین ہی سرگرم فلک
مہری لایا جو سونی کی رکابی یہ ہی

کوئی زنگی بچہ قرآن پڑھی ہے دیکھو
خال کب اسکے سر روے کتابی یہ ہی

روز ہین آتش غم سے جگر و دل بھنتے
میرا سینہ نہین دوکان کبابی یہ ہی

وعدۂ وصل کسی سی ہی ظفر آج اونکا
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی یہ ہی

نصیب اچھی اگر ہوتے مصیبت کسلیے پڑتی
ہمین دل کے لگانی کی یہ عادت کسلیے پڑتی

اگر سودا نہوتا اس تری زلف مسلسل کا
گلے عاشق کے زنجیر محبت کسلیے پڑتی

اگر دھو کر مرا گریہ ترا دل صاف کر دیتا
تو کیون آتا غبار اوسمین کدورت کسلیے پڑتی

کتان کیطرح ہونا چاک تھا دلکو مرے ورنہ
نظر تری ادھر اے ماہ طلعت کسلیے پڑتی

جو میرے دشمنون سے دوستی اونکی نہو جاتی
تو ایسی مجھ مین اور اونمین عداوت کسلیے پڑتی

نہ کرتی گر کمی وہ تیغ ابرو قتل مین میرے
تو شمشیر اجل کی پھر ضرورت کسلیے پڑتی

مری قسمت نہوتی گر بری تو میری جانب سے
برائی دل مین تیرے بیمروت کسلیے پڑتی

پڑا ہی دم نہین مجنون مین تیرے پر خدا جانے
کہ ہی اس ناتوان کے پیچھے وحشت کسلیے پڑتی

ظفر روتے جو ہم دل کھولکر اک بار جنگل مین
زراعت کے لیے باران کی حاجت کسلیے پڑتی

اے ظفر جس طرح تو سر باز جاتا ہے نہ ڈر
اس طرح کوچے مین اوس قاتل کے جاتا کون ہے

وہ اور ہین جو عشق کا دم بھر کے رہگئے
تھا قصد یہ کہ کہینگے کچھ اون سے ہم اپنا حال
یہ حال ضعف سے ہے کہ مانند نقش پا
دیکھا جو اوسکا جلوہ تو حیرت سے رہگئے
یک شب رہا بغل مین تو دل کی دل ہی مین
آئے وہ جب کہ کہنے کو کچھ بھی نہ رہگئے

ہمنے تو جسدم آہ بھری مر کے رہگئے
دیکھا جو اونکو چین بجبین بگڑ کے رہگئے
جسجا پہ ہمنے پانون دھرا دھر کے رہگئے
دیدے کھلے ہوے مہ و اختر کے رہگئے
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہگئے
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہگئے

کتنے ہی طائر دل و جان پھنسکے اے ظفر
پھندے مین اوسکی زلف معنبر کے رہگئے

جو تیری یاد جلوہ قامت مین سو گئے
گویا وہ عرصہ گاہ قیامت مین سو گئے
اُن غافلون نے دیکھا تماشا جہان کا
جو مست ہو کے نشہ غفلت مین سو گئے
جو تیری انتظار مین جاگے تمام عمر
حیران ہون کسطرح سے وہ تربت مین سو گئے
ہمخواب ہو نا خواب مین بھی دیکھتے ہین
بخت اپنے ایسے تیری محبت مین سو گئے
جس روز دیکھی آنکھ تری چشم سیاہ مست
شب زندہ دار عین عبادت مین سو گئے
ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جاگے بہت تھے رنج و مصیبت مین سو گئے
جتنے جگائی فتنہ خوابیدہ حرص نے
سب آکے میرے گنج قناعت مین سو گئے

تری بیمار غم کا حال یہ ہے ناتوانی سے
نہین کر سکتا بستر پر کمر نیچے سے اونچی ہے

اوٹھایا چاہتے ہو تم حیا کا آنکھ سے پردہ
جو باندھی ہمنے چلمن کھولکر نیچے سے اونچی ہے

عدو منھ تو چڑھے ہین لیکن اکثر بات ہو جاتی
ادھر اونچے سے نیچی ہے ادھر نیچے سے اونچی ہے

جھکایا سر نہین ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
کب اوسکی گردن اے بیداد گر نیچے سے اونچی ہے

نہین ہے اس چمن مین گر بلندی ساتھ پستی کے
کہ ہوتی بڑھ کے کیون شاخ شجر نیچے سے اونچی ہے

ہوا منظور پردہ ہمسے جو دیوار پردے کی
بنائی اندنون اوسنے ظفر نیچے سے اونچی ہے

بال زلفون کے جو وہ منھ پر بکھیرے آئینگے
روز روشن مین بھی گویا منھ اندھیرے آئینگے

چھوڑ جائینگے نہین تنہا تجھے سایہ کی طرح
تو جدھر جائیگا ہم بھی ساتھ تیرے آئینگے

کوے قاتل کو چلے ہین پر بجا لائینگے شکر
ہم سلامت پھر کے جسدم اپنے ڈیرے آئینگے

شام بھی ہونے کو آئی کیا سبب اب تک نہ آئے
وہ تو ہمسے کہہ گئے تھے ہم سویرے آئینگے

شہرۂ آفاق ہونگے لیلی و مجنون ہزار
ذہن مین تیرے نہ آئینگے نہ میرے آئینگے

لیگئے تاب و توان صبر و خرد سب لوٹ کر
کیا خبر تھی ہمکو وہ ایسے لٹیرے آئینگے

اے ظفر جب آئینگے ہم پھر کے کوے یار سے
رنج و غم چارون طرف سے ہمکو گھیرے آئینگے

وہ تو اے قاصد نہ آئینگے کہین نے جائینگے
گھر مین بیٹھے گھوڑے کاغذ کے یونہین دوڑائینگے

کھینچ لینگے جو کہ دنیا کی طمع سے اپنا ہاتھ
پاؤن اپنے یان وہی آرام سے پھیلائینگے

خدا جانے ظفر ملک عدم کے رہنے والون کی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

جمال یار جان دیکھو گلستان انہی ہے
جدا ہے رنگ ہر گل کا عجب شان انہی ہے

کیا شکوہ نہ ہمنے اوس صنم سے دنیا جب لوجھا
کہا الحمد للہ شکر و احسان انہی ہے

ہم اوس بندے کے ہین کہ جو فرمان روا ہین
بجا لانا ہمیشہ دل سے احسان انہی ہے

دہان تنگ اوسکا ہے وہ گویا رطب گوہر
کہ پنہان جسمین در راز پنہان انہی ہے

خوشی ہے روز روز عید قربان جانتا ہے وہ
محبت مین جو کرنا جان قربان انہی ہے

فقیر گر سنہ کو قرب حق ہے سیر کر دنیا
کہ جس شب فاقہ ہے اوسمن وہ مہمان انہی ہے

کہان ایسا ہمارا منہ کہ ہو جاے ادا ہمسے
ظفر حمد الہی وہ جو شایان الہی ہے

نہ پوچھو کیا بتان جور دنیا کا کارخانہ ہے
نہ بت ہے اور وہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے

جلا ہوتی ہے خاکستر ہے یان آئینہ کو دیکھو
تماشا ہے کدورت مین صفا کا کارخانہ ہے

فریبون مین کہین دنیا کے تو ہرگز نہ آجانا
ذرا ہشیار رہنا یان دغا کا کارخانہ ہے

نہین رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانے کی
کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہے

امید لطف کیا رکھتا ہے تو اوسسے کہ پرن دن دے
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے

بجا ئے غمزۂ قاتل ہے کوئی کیونکہ جان اپنی
نہین رکھتا کسی سے تو قضا کا کارخانہ ہے

صفائی دیکھ جون آئینہ ہر دیدن کے وقت یکی
جہان سے اٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہے

کشتہ ہون اوسکی چشم کا مین میری گور پر
ہووے چراغ جام سے چشم غزال کے

کوئی بھی ہمدم اپنا بجز نالہ و فغان
آیا نہ کام وقت پہ رنج و ملال کے

کھینچا ہی مجکو شہر سے آخر کو سوے دشت
جوش جنون نے ہاتھ گریبان مین ڈالکے

ای غنچہ اونکے سامنے اتنا چٹک کے تو
کیا بولتا ہی بول ذرا منھ سنبھال کے

جو دل کہی وہ سچ ہے سوا اسکے اے ظفر
قائل نہ استخارہ کے ہم ہین نہ فال کے

خوش آتی کب ہمین بھونکی باغ مین بو ہی
سمائی اور ہی اپنے دماغ مین بو ہی

بہائی چشم سے مجنون نے اشک خون شاید
صبا لہو کی جو دامان راغ مین بو ہی

اثر ہو گر دل روشن مین صحبت بد کا
تو کڑوی تیل کی جانو چراغ مین بو ہی

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے
گلاب کی سی جو ساقی ایاغ مین بو ہی

ہوا نہین ہی جو کم رنگ گل گلستان سے
تو پھرتی کسکے صبا یہ سراغ مین بو ہی

جسا ہی دلمین مرے کوئی شوخ گل رخسار
برنگ گل جو مرے دلکی داغ مین بو ہی

وہ خاکسار ہون مین بھی کہ عطر گل کیطرح
مہک رہی مری کنج فراغ مین بو ہے

صحبت منافقانہ ہی ہر جا نفاق سے
کچھ اتفاق ہی تو کہین اتفاق سے

دیکھا نہ تجکو ہم یونہین محروم ہی چلے
آئے تھے تیری دید کو کر اشتیاق سے

بچتا ہی کب ڈسا ہوا اوس مار زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

ردیف یای جلد چہارم

ترے مریض کی ہین زندگی سے سب مایوس
جو گور اوسکی ہے پہلے وفات سے کھودی

نشان نظر نہین آتا کہین محبت کا
یہ شے خدا نے ہے کیا کائنات سے کھودی

نگین دل پہ کیا کندہ نام تیرا دیکھ
یہ ہو رہی ہے کہ اک نادرات سے کھودی

برائی آئی بھی ہین جو کچھ تغافل سے
تو اوسنے اک نگہ التفات سے کھودی

وفا کا منھ سے نہ لینا تھا نام وان ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھودی

اعجاز نما جلوۂ موسای فلک ہے
خورشید نہین یہ ید بیضای فلک ہے

انجم سے جو ہے انجمن آراستہ کرتا
کیا جانے وہ کون انجمن آرای فلک ہے

کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی
ہر چند کہ مہ دیدۂ بینای فلک ہے

قطرے وہ جبین پر نہین ہین جمع عرق کے
جلسے کہ خجل عقد ثریای فلک ہے

دوری مین تری ای مہ بے مہر ہمیشہ
جولان گہ نالہ مرا پہنای فلک ہے

کہتی ہے ظفر خلق جسے ماہ دہ پر نور
سجدے سے دریا کے سیمای فلک ہے

دیگر

زلفون پہ تری آئینہ مین یہ گمان ہے
دریا پہ ہندوؤنکا ہے میلہ نہان ہے

تیرے مریض عشق کا ای شوخ سبزہ رنگ
یہ حال ضعف سے ہے کہ بس دھان پان ہے

نکلے ہے جب کہ دل سے مرے آہ شعلہ بار
بجلی بھی کہتی الحذر والامان ہے

ٹلتی نہین اب بھی خفگی یار کی ہمسے
ہان چاہیے تھا یہ کہ صفائی ہوئی ٹلتی

سو طرح سے ٹل سکتی ہے کچھ اور مصیبت
پر عشق کی آفت نہین لائی ہوئی ٹلتی

جو رکھتے ہین تاثیر ظفر دل مین کچھ اپنے
بات اونکی نہین دل کی سمائی ہوئی ٹلتی

اس جہان مین آکے ہم کیا کر چلے
بار عصیان سر پہ اپنے دھر چلے

تو نہ آیا اے مسیحا دم یہان
ہم اسی حسرت مین آخر مر چلے

اوس گلی مین ہم تو کیا خورشید بھی
ڈر کے مارے کانپتا تھر تھر چلے

اسقدر پیک صبا مین دم کہان
ساتھ اوس آوارہ کے دم بھر چلے

لے چلے کیا اس چمن سے غنچہ سان
ہم تو کیسہ اپنا خالی کر چلے

ذکر ابرو کا چلے تیرے جہان
کیا عجب تلوار وان اکثر چلے

اور تو چھوڑا نہین کا سب یہین
ایک تیرا داغ ہم لیکر چلے

دم نہ مارا ہمنے تیرے عشق مین
سر پہ آرے بھی ہمارے گر چلے

دل ہی قابو مین نہین جب اے ظفر
تم وہان کسکے بھروسے پر چلے

پلا مجھے مے گلرنگ ساقیا اچھی
کہ دن بہار کے اچھے ہین اور ہوا اچھی

تیرا مریض محبت ہو کس طرح اچھا
نہ ہے طبیب ہی اچھا نہ ہے دوا اچھی

عزیزو دکھاؤن جو مین غم تو مجھکو کھانے دو
مرے لیے ہے یہی عشق مین خدا اچھی

اے ستمگر روبرو تیری نگاہ تیز کے
آبروئے خنجر و شمشیر سب جاتی رہی

کیا شکایت مین رکاوٹ کی قلم ہی رک گیا
ہاتھ سے بھی طاقت تحریر سب جاتی رہی

اوس رخ روشن کے آگے اڑ گیا کیا نور شمع
بلکہ تاب ماہ پر تنویر سب جاتی رہی

دیکھتے ہی اوسکی صورت اوڑ گئے ناصح کے ہوش
وہ نصیحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی

خاکساری نے ظفر دل کر دیا ایسا غنی
دل سے اپنے خواہش اکسیر سب جاتی رہی

دنیا ہزار رنج و مصیبت کی جاے ہے
یہ غمکدہ نہ عیش و نہ عشرت کی جاے ہے

شاکی تری جفا و ستم سے نہین ہین ہم
ہر دم زبان پہ شکر شکایت کی جاے ہے

تیری تصور لب شیرین مین خون دل
اس تیرے تلخ کام کو شربت کی جاے ہے

کرتی ہے چشم مست بتان دل کو کیون خراب
یہ خانہ خدا ہے عبادت کی جاے ہے

پھیلائین پانون کنج قناعت مین بافراغ
کیون کر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جاے ہے

خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکین
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جاے ہے

جو خاکسار عشق مین اونکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جاے ہے

کام جو کوشش سے ہو تدبیر اسکا نام ہے
اور بے کوشش جو ہو تقدیر اسکا نام ہے

دیکھکر ابرو کو تیری کہتے ہین شمشیر کو
واہ کیا شمشیر ہے شمشیر اسکا نام ہے

ہمنشین ہے نام سے ہی شیفتہ کے اوسکو ننگ
تو نے کیون خط مین کیا تحریر اسکا نام ہے

رہی ہی انتظار آنے کا کس میکش کے ای ساقی
ہمیشہ بزم مین جو چشم جام مل کشادہ ہے

دل سودا زدہ ہووے نہ پابند بلا کیون گر
ادھر زلفین کشادہ ہین ادھر کاکل کشادہ ہی

ہزارون روز آتی ہین ہزارون روز جاتی ہین
تماشا ہی رہ بحر جہان بی پل کشادہ ہی

غنیمت جان اے مینا ہی مے تو بزم عشرت مین
کوئی دم گر دہان خندۂ فلفل کشادہ ہی

ظفر چشم کشادہ کار رکھ مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم مین وہ مشکل کے عقدے کل کشادہ ہی

ناز و ادا مین کیا بت گمراہ ایک ہی
وہ تو ہر ایک بات مین واللہ ایک ہی

رخسار تیرے دونون ہین تابندہ اسقدر
گر آفتاب ایک ہی تو ماہ ایک ہی

گذری ہی صاف سینہ نہ آسمان کے پار
تیر بلای عشق مری آہ ایک ہے

پروانہ جلکے خاک ہو نالان ہو عندلیب
دونون کی کسطرح سے کہون چاہ ایک ہے

کیونکر کری نہ میری دم سرد ہمدمی
تجھ بن رہا یہی تو ہو خواہ ایک ہے

کہتے ہین راہ دل سی ہی دل اور جسپہ بھی
حالت سی ایک کی نہین آگاہ ایک ہی

فرہاد و قیس سے تری شاگرد ہین ظفر
اوستاد فن عشق مین تو واہ ایک ہی

نہ کر خیال کہ آئی گھٹا بہت سی ہی
ابھی تو شیشے مین مے ساقیا بہت سی ہے

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے
کہ ہر ہم آج وہ زلف دوتا بہت سی ہی

کہون مین کیا کہ گذرتی ہی دل پہ کیا تجھ بن
یہ داستان غم ای دلربا بہت سی ہی

تڑپتا زیر خاک اب تک دل اندوہگین یون ہے
کہ جسکے زلزلے سے کانپتی ساری زمین یون ہے

جب اوٹھکر جاوے بالین سے تو مین بھی ساتھ جاؤن
ارادہ کر رہی اب تو مری جان حزین یون ہے

ہمیشہ آگ پر لوٹے ہے جسکو دیکھکر بجلی
چمکتی آسمان پر میری آہ آتشین یون ہے

مثال موج و دریا ہو نہین سکتی جدا دونون
قرین یون اوسکی مین ہون اور میرے وہ قرین یون ہے

جلے ہے شمع پر پروانہ نالان گل پہ ہے بلبل
کہ ہو تا راز عشق افشا کہین دون ہے کہین یون ہے

الٰہی کب کیا مین نے سوال بوسۂ ابرو
جو مجھپر کھینچی تلوار وہ چین جبین یون ہے

الٰہی کب کیا مین نے سوال بوسۂ ابرو
جو مجھپر کھینچتی تلوار وہ چین جبین یون ہے

وہ اولجھے شانہ سے اور شانہ اوس سے کیا خطا میری
ہوئی کیون مجھسے برہم تیری زلف عنبرین یون ہے

فدائے چار یار و خاک پای پنجتن ہون مین
ظفر میرا تو مذہب یہ ہے اور ایمان و دین یون ہے

ہو جاتی آہ سے مژۂ تر بھی خشک ہے
گر دیتی یہ ہوا تو سمندر بھی خشک ہے

چھوڑی کہان ہے میکدہ مین محتسب نے مے
شیشہ بھی آج خشک ہے ساغر بھی خشک ہے

خون خشک ہو گیا تن مجنون مین اسقدر
رگ سے نکلتا ڈوب کے نشتر بھی خشک ہے

دنیا کے آشنا کو ہو آلودگی نہ کیون
دریا مین کوئی رہتا شناور بھی خشک ہے

ہے قہر تشنگان شہادت کی تشنگی
ہو جاتا دیکھکر دم خنجر بھی خشک ہے

ہے نان خشک تر جو ملے آبرو کیساتھ
بے آبرو اگر ہو تو وہ تر بھی خشک ہے

طغیان اشک خون سے نہین رہتی اے ظفر
آنکھون پہ آستین مری دم بھر بھی خشک ہے

کی تو ہے تدبیر کچھ یارون نے وصل یار کی
اے ظفر تیرا مقدر بھی اگر یاری کرے

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہے تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے اے دل کوئی کاٹے کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھ سے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجھکو ایک بھی اے جان مضطر یاد ہے

مین ہون اور دن رات ہے اوس چشم میگون کا خیال
مے نہ مجھکو یاد ہے ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو مین کھاؤن نہ کیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنیکا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اوس عنوان سے
غیر کو سرتا بہ پا مضمون سنکر یاد ہے

کیا جانے کسکے پاس وہ گل رات کو گئے
چپکے جو اپنے گھر سے نکل رات کو گئے

غیرون سے دیکھیان جو تری گرمجوشیان
ہم شمع وار بزم مین جل رات کو گئے

جاسوس بیٹھے راہ مین تھے جسجگہ وہین
قسمت سے اپنی پانون پھسل رات کو گئے

پوچھو نہ حال ہمسے مریضونکا ضعف سے
دن کو گرے اگرچہ سنبھل رات کو گئے

پیش نظر رہے وہ تصور سے صبح تک
کب سامنے سے چشم کے ٹل رات کو گئے

شاید سہاگ اونکا کسی سے نیا ہوا
وہ عطر جو سہاگ کا مل رات کو گئے

دنکو نکل ہی جائینگے یہ گھر سے چشم کے
طفل سرشک گو کو بہل رات کو گئے

کلسا کام کیا اور تو کیسے کام کیا آئے
کیا غیرون نے کیون بدنام کیکر بیوفا تجکو

مگر کچھ کام آتا جگر لیتے تو ہم لیتے
یہ تیرا نام اے بیداد گر لیتے تو ہم لیتے

کسے دیتا وہ ساقی ساغر مے ہاتھ سے اپنے
مگر قسمت سے اپنی اے ظفر لیتے تو ہم لیتے

کیا بولون آگے اوس صنم نکتہ چین کے
لے جاے ہے وہ بات مرے منھ سے چھین کے

کاجل کا خال اوس رخ روشن پہ دیکھکر
ہے دلمین داغ رشک سے ماہ مبین کے

غرت ہے میرے دل کی غم عشق سے تری
ہوتا شرف مکان کو ہے باعث مکین کے

گر دل کا اضطراب یہی ہے تو بعد مرگ
آرام ہوچکا ہمین نیچے زمین کے

کھینچتا ہے نقش کس سے تری چین زلف کا
چین مانتے ہین دیکھے نقاش چین کے

دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق مین
ہے آنسوؤن کے تار ہین تار آستین کے

عاشق ہوے جو اوس پہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر نہ رہے وہ نہ دین کے

آج کیا جانین کہ میخانہ مین کیا پھر پڑے
ہین کہین ٹوٹے ہوے شیشے کہین ساغر پڑے

کیا غضب چمکے ہے اوس قاتل کی شمشیر نگاہ
دیکھیو بجلی یہ کیسے دل مضطر پڑے

کرکے پرسون کل کا وعدہ آجتک وہ نہ آیا
ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کہنا کر پڑے

سبزہ خط نے تری خبکو کیا بیہوش وہ
شور محشر سے نہ چونکے نیند یہ کیسی پڑے

اوسکی چین ابرو پر خم کو میصر دیکھکر
کہتے ہین کیا اہل صفا ہانی مین ہین جوہر پڑے

دیکھو اوس چشم کو جو ترک فلک
ابھی ترکی تمام ہوتی ہے

کس دن اوس غمزہ سے نہین شائع
خبر قتل عام ہوتی ہے

تھی جو خدمت جنون کی مجنون کو
سو وہ اب میرے نام ہوتی ہے

پانی پانی لبون سے اوسکے ظفر
کیا مے لالہ فام ہوتی ہے

نہ سمجھو سر بہ فلک نالہ و فغان یہ ہے
بلند بام محبت کا نردبان یہ ہے

ہزار ہمنے چھپائی چھپی نہ اوسکی چاہ
جہان مین سنتے ہین چرچا جہان تہان یہ ہے

ہماری دل سے کہان جائیگا غم دلدار
کہ اوسکے واسطے رہنے کا تو مکان یہ ہے

ہلا دے ابرو پر خم کو تو ذرا قاتل
ہماری قتل کو شمشیر اصفہان یہ ہے

الٰہی بند نہو اوسکے تیر کا روزن
اندھیرے گھر کا مرے دل کے نابدان یہ ہے

نکلتے ہر بن مو سے ہین سیکڑون شعلے
جگر مین عشق کی آتش نہان یہ ہے

جو پہونچے دود جگر زیر آسمان اپنا
تو شبہہ سب کو ہو وہ ہے کہ آسمان یہ ہے

کرین وہ ہمپہ جفا ہم کرین وفا اونسے
ہماری اونکی محبت کا امتحان یہ ہے

عجب نہین جو کہین الامان فلک پہ ملک
ظفر غضب تری آہ شرر فشان یہ ہے

گر نہ لکھون حال دل مین ہاتھ اپنا تھام کے
جو پڑھے خط کو وہ رہجائے کلیجا تھام کے

اوٹھتے اوٹھتے گر پڑا تیرا مریض ناتوان
کہ یہ دشواری عصا آہ اوٹھا تھام کے

رہا ہی کوئی دنیا مین نہ رہوگا یہان کوئی
کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہی

وہ بحر بیکران دریاے الفت ہی نظر جسکا
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہی

ہمارا طائر دل زلف کے پھندے مین کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہی

ہم نئے ہین آج ای صیاد کیا پکڑی گئی
بارہا چھوٹی قفس سے بارہا پکڑی گئی

تیری کوچے مین گئی خط جب سنا پکڑی گئی
کچھ مری یارون کے دل ای دلربا پکڑی گئی

نکلے مثل نالۂ زنجیر جب زنجیر سے
پھر نہ ہم سودائیے زلف دوتا پکڑی گئی

زلف کو چھیڑا صبا نی ہی ہماری کیا خطا
ہم گرفتار بلا ہین بے خطا پکڑی گئے

تیرے جھونکے لیگئے آخر زر گل سب اڑا
یہ نہ بادی چورائے باد صبا پکڑی گئے

جیتے جی چھوٹی نہ زندان محبت سے کبھی
ایسی ساعت ہی تمھاری مبتلا پکڑی گئی

کیون ہنسی تھی ای صبا سنکر فغان عندلیب
کان گلشن مین گلون کے جو سدا پکڑی گئی

کیون وفا کی تمسی جو ایسی بلاؤن مین پھنسے
ہم کیی کو اپنے ہین ای بیوفا پکڑی گئے

ہمسے چوری کوی زلف یار مین جاتے تھی یہ
حضرت دل اے ظفر اچھا ہوا پکڑی گئے

ہم جو ہین یاد ترا جلوۂ قامت کرتی
سر پہ ہین اپنے بپا آپ قیامت کرتی

جو ہین بیمہر ہم اونسی ہین محبت کرتی
جنکو الفت نہین ہم اونسی ہین الفت کرتی

خاک مین اونکو ملانا تھا ہمارا منظور
دور کسطرح سی وہ دل کی کدورت کرتے

وہ رشک گل چمن مین اگر ای صبا ہنسی
پھر منھ ہی کیا جو غنچہ کوئی کھلکھلا ہنسے

کرتا ہی چارہ مجھ سے مریض فراق کا
کیونکر نہ چارہ ساز پہ میری قضا ہنسے

خندان ہی یون خراش جگر سی خروش دل
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ہنسے

بارش کے وقت چمکی ہی بجلی بھی بیشتر
رونے پہ میرے برق و شوخم بجا ہنسے

ہو جائین کیون نہ انجم شب تاب بے فروغ
ملکر مسی جو دانتون مین وہ مہ لقا ہنسے

نے گل کو یان ثبات نہ شبنم کو ہی قرار
کیا روے اس چمن مین کوئی اور کیا ہنسی

پروانے کو ہے عشق مین چلنے سے اپنے کام
پروا نہین کہ شمع ظفر روئے یا ہنسے

دشت الفت مین جلے گر خار و خس کو توڑ کے
آسمان بٹھلا لے پای بلہوس کو توڑ کے

اپنے تار جیب و دامن سے فقط توڑی نہین
تو رہیگا ای جنون تار نفس کو توڑ کے

گر اسیرون کو یونہین صیاد تو پھڑکا ہی ہی
تو نکل بھاگینگے وہ اکدن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب سخت ہی دل پر مرے بانگ جرس
ڈھب نے تو پھینکدون ہمدم جرس کو توڑ کے

دیکھ خال روے ساقی کہتے ہین آپس مین مست
کیون جمایا ہی یونہین پر مگس کو توڑ کے

تو نے ای منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑ کے

تیرا نالہ کیا عجب گر گنبد افلاک سے
پھینکدی خورشید کے زرین کلس کو توڑ کے

اشک دل نے شیشہ و جام و سبو توڑے تو ہین
رند بھی چھوڑے ہی ہین دست عسس کو توڑ کے

بات ایسی بد زبان سے کیا کرے کوئی ظفر
دی جو ٹکڑا سا جواب اک بار دس کو توڑ کے

نہ ہرگز دخت رز کو بزم مین رندونکی جاتا تھا
ہوئی بدنام وان جاکر یہ مردار اپنے ہاتھون سے

ظفر اوس نوک مژگان کا تصور اب کہین چھوڑو
چبھوتے اپنی آنکھون مین ہو کیون خار اپنے ہاتھون سے

رکھکے تم زلف مین شانہ جو ہو پیارے پھرتے
دل صد چاک پہ ہین رشک سے آرے پھرتے

مہروش عشق مین پھرتے ہین ترے سرگردان
دن ہین کب دیکھئے گردش کے ہمارے پھرتے

پھرتے ہین غیر کی گردن مین جو وہ ڈال کے ہاتھ
تو گلے پر مرے خنجر ہین ہزارون پھرتے

اے ستمگار اگر ہمسے نہ تو پھر جاتا
اسطرح کاہیکو ہم رنج کے مارے پھرتے

بحر خوبی جو کیا تونے کنارا ہم سے
غم ہین روتے ہوئے دریا کے کنارے پھرتے

ہمسے اے جان جہان اک نہ ترا دل پھرتا
ہم نہ تھا اہل جہان جلتے ہین سارے پھرتے

پاس کب کرتے کسی کا ہین ظفر وہ بیباک
سر پہ جو آپ ہی اپنے ہون اوتارے پھرتے

نظر پھر آج شکل نامہ بر دو دن کے بعد آئی
خدا جانے کہ وان کی کیا خبر دو دن کے بعد آئی

ترے ہاتھون سے آفت ایک دن آئیگی عاشق پر
نہ آئی آج گر اے فتنہ گر دو دن کے بعد آئی

کہی تھی عشق مین جو بات ہمنے تجھسے اول دن
وہی پیش اے دل شوریدہ سر دو دن کے بعد آئی

زہے قسمت کہ مین دو دن نہ جاؤن اور وہ پوچھین
کہان تھی آپکی صورت نظر دو دن کے بعد آئی

بہیت بیکل تھا مین دو دن سے تجھ بن مارے تو آیا
مجھے کل آج آئے رشک قمر دو دن کے بعد آئی

جو دو دن پہلے آئی تھی بلا دل پر محبت مین
وہی آخر ستمگر جان پر دو دن کے بعد آئی

شراب ناب سی گو آنکھ اونکی سرخ رہتی ہی
ہمارا اوس صنم کا عشق بس اتنہی جانتی ہی

دم گریہ ہماری چشم پر آشوب سے کم ہی
کہ اور آگاہ کوئی طالب و مطلوب سے کم ہی

زمین مغلوب ہی اور آسمان ہی گو ظفر غالب
نکلتا کام پر اوس غالب و مغلوب سی کم ہی

خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم مین کٹ گئی
ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم مین کٹ گئی

حاصل عمر ابد اے خضر ہم سمجھے اوسے
جو گھڑی آرام سی بزم صنم مین کٹ گئی

وصل پر غلین بچا دین خاک ای ہمدم بھلا
روٹھتے ملتے ہوی شب دو نمین ہم مین کٹ گئی

تمنی برسون مین لکھی تھی جو گلی ای نو خطو
وہ عبارت یکقلم مان اکدم مین کٹ گئی

نخل الفت سی تری ہو کیا ثمر حاصل ہمین
جز محبت کی تری عہد ستم مین کٹ گئی

اوسنی کل کھا کر قسم جو وصل کا وعدہ کیا
شب ظفر کیا ہمکو امید قسم مین کٹ گئی

تمنا ہو نا تبون پر محض نادانی کا منتہا ہی
خدا کی نام پر مرنا مسلمانی کا تمنا ہی

محبت اوس صنم کی صاف ایمانی کا تمنا ہی
نہ سمجھو کفر اسکو یہ مسلمانی کا تمنا ہی

پریشان ہونا سنبل کا ہمیشہ خاک پر میری
خیال زلف جانان کی پریشانی کا تمنا ہی

محبت مین پریرونکی منہ سی کچھ نہ کچھ نکلنا
مقرر ایک یہ بھی عقل دیوانی کا تمنا ہی

بتاتی ہین جسی خورشید تابان اوج گردون پر
وہ آہ آتشین کی شعلہ افشانی کا تمنا ہی

تری ابرو پہ دیکھا جسنی خط چین ابرو کو
کہا اوسنی یہ اوس تیغ صفاہانی کا تمنا ہی

بل بے تپش عشق کہ اک آگ شب و روز
ہے میرے مسامات بدن مین سے نکلتی

جبتک ہی صفا لائے کچھ کھلتی برائی
ہی بات بڑی رنج و محن مین سے نکلتی

بوسہ وہ گر دیوین ظفر لیلو ہے بہتر
ہے بوی بہی سیب ذقن مین سے نکلتی

کرون کیا یاد زلف دلربا جاتی نہین جاتی
نہین جاتی مرے دل کی پریشانی نہین جاتی

مبصر ابرو پر خم کی ہم ہین یہ کسی سی بھی
بتائی تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی

حقیقت کو ہمارے عشق کی پہونچیگا ناصح
کہ وان تک اوسکی ہرگز عقل دیوانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا صدا سن بینواؤن کی
نہین کچھ بات ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

ہوئی برباد اپنی خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر اوسکے جولانی نہین جاتی

گذر جائے نہ کیونکر جان سے قاصد کہ جانان تک
خبر جاتی ہی مشکل سی بآسانی نہین جاتی

یہ نقشہ ہوگیا ہی میرا سودائے محبت مین
مری صورت مری یارون سے پہچانی نہین جاتی

نہین پہونچاتی ہم تا گوش نازک خوش دماغون کے
کہ جب تک بات کوئی خوب سی چھانی نہین جاتی

طبیعت ہی جوان پیری مین بھی وہ ای ظفر تیری
سخن فہمی سخن سنجی سخندانی نہین جاتی

نہ تو نے دوستی اغیار سی ای نازنین چھوڑی
مگر ہمنے تو اسپر بھی تری الفت نہین چھوڑی

یہ طفل اشک ابتر ہی مرا دامن ہی پکڑیگا
اگر ای دیدۂ تر اوسنے میری آستین چھوڑی

برنگ نقش پا آخر وہین ہم مر مٹے لیکن
نہ کوچے کی ترے ہرگز صنم ہمنے زمین چھوڑی

شب کو ہمارے پاس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمھارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مر کے بھی تیرے مبتلا چھوٹے نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لیکے گور مین رنج و الم چلے گئے

بزم مین تیری مہ لقا آئے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کیطرح چشم نم صبحکو ہم چلے گئے

آئے بھی وہ جو میرے گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دلکی آرزو ہای ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہان مین ایکدم
شبنم و گل کیطرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لیگئے قیصر و جم جہان سے
چھوڑ کے یان کا سب یہین جاہ و حشم چلے گئے

تھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھین ظفر اونھین کہان
دے کے ہمین ہزارہا حسرت و غم چلے گئے

چشم و گلو ہو تم جنھین جانا نا جانتے
ہم ہین اونھین صراحی و پیمانا جانتے

مجنون تو اپنے کام مین تھا خوب ہوشیار
دیوانے ہین جو ہین اوسے دیوانا جانتے

رہتا پریوشون کا جو اسمین خیال ہے
دل ہی کو اپنے ہم ہین پریخانا جانتے

اپنے دل خراب مین جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام گنج ہین ویرانا جانتے

شوق نظارہ جب سے ہے اے شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہین پروانا جانتے

ہم اپنے مرغ دلکی اسیری کیواسطے
خط کو جو دام خال کو ہین دانا جانتے

قیمت مین ہم جو بوسہ کی دیتے ہین دو نقد دل
وہ سادگی سے ہین اسے بیعانا جانتے

واقف نہین جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کے ہین کلام کو افسانا جانتے

کیون دخت رز کو دل مین جگہ دین نہ زاہدا
ہین اسکو زیب جلسۂ رندانا جانتے

ہمارے راز دل کو ہین جو کہنے ہر کہین لگتے
تو طفل اشک نظرون مین ترے ہمنشین لگتے

ہوای وصل تیری ہم جو رکھتے ہین تو جون ذرہ
زمین پر پانون ای خورشید وش آنے نہین لگتے

اڑا دیتے دھوئین تیری ابھی دم مین اگر جھونکے
ہماری صرصر نالے کے ای چرخ برین لگتے

در دندان کے تیری سامنے ای بحر محبوبی
ہماری آنکھ مین ہین کب بھلے دُر ثمین لگتے

جو نقش لعل توسن کے تری ہوتے نمایان ہین
تو ہین رنگ زرین کو چار چاند اے مہ جبین لگتے

حدیث سوز دل ہم گریبان اس بزم مین کرتے
تو جلنے شمع آسا سنکے سب محفل نشین لگتے

ظفر جز شکر قاتل کے نہین کرتے شکایت ہم
اگرچہ دمبدم لاکھون ہین زخم تیغ کین لگتے

ہمنے فقط نہ جلوہ نمائی کی سیر کی
روی صنم مین ساری خدائی کی سیر کی

گلگشت باغ وصل ہوئی کب ہمین نصیب
ہر روز خار زار جدائی کی سیر کی

دولت سے تیری نالہ و آہ شرر فشان
ہر شب یہان انار ہوائی کی سیر کی

کب دیکھتا ہے سلطنت جم کو آنکھ سے
ہو جس بشر نے کوئی گدائی کی سیر کی

لڑوا کے ہمنے غیر سے اوس خانہ جنگ کو
کیا خوب آج واہ لڑائی کی سیر کی

دیکھا نہ ہمنے کوئی بھی کافر تری سوا
اس بتکدے مین ایک خدائی کی سیر کی

دیوان سے تیرے دیکھا نہ بہتر کوئی ظفر
دیوان انوری و سنائی کی سیر کی

کسی کی شکل تمھارے نہین برابر کی
نہ طرز ای مہ زہرہ جبین برابر کی

ہو گئی اُن سے جو کچھ رد و بدل برسون سے
کسی صورت نہین پڑتی مجھے کل برسون سے

یون تو برسون ہی سے بیکل ہین ہم اے ماہ جبین
لیک کچھ اپنا عجب حال ہے کل برسون سے

کج ادائی کی نہ تھی بات کوئی برسون تک
کیا سبب رکھتے ہو تم ہم سے جو بل برسون سے

دیکھا برسون سے نہین تجکو جو اے ماہ لقا
آیا گریہ سے بصارت مین خلل برسون سے

تھی نہ برسون تلک امید سنبھلنے کی ہمین
گئے آنیکی خبر سن کے سنبھل برسون سے

پاس برسون سے نہین آئے جو وہ عیسی دم
کیا مری جان کے درپے ہے اجل برسون سے

لکھین تو نے تو ظفر سیکڑون اور یارون سے
نہ ہوئی آج تلک ایک غزل برسون سے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہین دست دعا کی کام کچھ آتی سپردستی

اگرچہ کیسا ہی ہو پہلوان ہے زیر ہو جانا
نہین پیش اجل چلتی کسی کی ہے زبردستی

کوئی مار سیہ لپٹا ہوا ہے شاخ صندل مین
کہان ہے یہ سیہ چوڑی تری اے سیمبردستی

جو اوس روے عرق آلودہ کا تو کھینچے نقشہ
تو ہو معلوم اے مانی ہمین بھی تیری تردستی

یہی جی چاہتا ہے ہاتھ پر ہر روز گل کھائین
عنایت کیجیے چھلا ہمین اپنا اگر دستی

تقاضا ہے جو یہ مجھسے کہ لا مانگا ہے دل اوسنے
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہے اوسکا نامہ بردستی

غلط کہتے ہین جو کہتے ہین خط کہکشان اوسکو
کہ چرخ پیر کی ہے چوب یہ تو اے ظفر دستی

ہو گیا زلف سیہ کا کسکی یہ سودا مجھے
اک نظر آتا ہے پرچھاوان بلا کا سا مجھے

کبھی تو آنیکا اقرار ہے کبھی انکار
اسی طرح کی ہین باتونمین وان خلل پڑتے

منا کے لاتی ہین جسدم اونھین ہی ہمدم
تو اور روٹھ کے رستی مین مین مچل پڑتے

اوٹھاؤ حضرت دلکو بھی تو نہین اوٹھتی
یہ کوی یار مین جسوقت مین مچل پڑتے

عجب ہین حضرت دل بھی کہ شعلہ رویونکو
برنگ موم ہین بس دیکھکر پگھل پڑتے

جو آئے ہی دہل صبح کی ظفر آواز
شب وصال مین ہم سن کے ہین دہل پڑتے

سلام

باندھی کمر ہی شہ نے شہادت کیواسطے
ای مجرئی شفاعت امت کیواسطے

سر کاٹا اوس جناب ہدایت مآب کا
بلوا کے گمرہون نے ہدایت کیواسطے

کھانا اگر ہی زخم تو پانی ہی آب تیغ
مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

زین العبادہ آبروے دو جہان ہے
در یتیم بحر امامت کیواسطے

جاتا ہی ہای دھوپ مین سا سا برہنہ پا
کوئی نہین ہی جاے اقامت کیواسطے

کرتے تھی آب خنجر و شمشیر سی وضو
شبیر قتل گہ مین عبادت کیواسطے

روح نبی و روح علی روح فاطمہ
تھی گرد لاش شہ کی حفاظت کیواسطے

شبیر سے یہ عرض کی حر نی کہ یا امام
آیا ہی یہ غلام بھی خدمت کیواسطے

اگر حکم ہو تو پہلے ہون مین آپ پر فدا
حاضر ہی جان تک مری حضرت کیواسطے

کھو بیٹھی اپنی دولت ایمان و دین لعین
دنیا مین چند روز کی ثروت کیواسطے

کلمے سے رہے مجھ پہ تمہارے ہمیشہ نور
کلمے سے ہو دور دلکی سیاہی تمہارے دور
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو
کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو
کلمے کو دل کی راحت و آرام جان لو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایمان کو تمہارے ہو کلمہ سے تقویت
کلمے سے ہو قوی تمہین امید مغفرت
کلمے سے ہو دو جلوہ نما حسن عاقبت
کلمے سے آئے دل کی نظر نور معرفت
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہو دو جہان مین کلمہ کی دولت سے دل غنی
ہو جان گونہ کلمہ سے تکلیف جان کنی
ہو دے اندھیری گور مین کلمہ سے روشنی
ہے صاف کلمہ اک اثر پاک دامنی
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ تمہارے واسطے ہے دافع بلا
کلمہ تمہاری حق مین ہے ہر دو کی دوا
کلمے کو مشکلات مین سمجھو گرہ کشا
کلمہ کرے ہے آئینہ کیطرح دل صفا
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کا ذکر چاہیے ہر شام و ہر سحر
جب تک ہے زبان رہے کلمہ زبان پر
کلمہ یہ آب رحمت باری ہے اے ظفر
دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو سر بسر
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

تمت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین انتخاب لاجواب کلیات غزلیات شاہنشاہ زمن خسرو اقلیم دانش وسخن حضرت علیہ المغفرۃ والرحمۃ ابو ظفر محمد سراج الدین بادشاہ دہلی انار اللہ برہانہ القوی جو ایک بادشاہ ذی عظمت و جبروت اور فقیر دوست بلکہ خود درویش مشرب اور تارک دنیا تھے اور جنکا کلام پُر تاثیر ہر دلعزیز اور تمام اکناف عالم مین مشہور ہی اہل اللہ کو وجد صوفیون کو حال آتا ہی یہ حضرت آخر بادشاہان دہلی کے ہوے انکی تخت نشینی کی تاریخ (چراغ دہلی) ۱۲۵۳ھ اور وفات کی (بجھا ہی چراغ دہلی) ۱۲۷۹ھ ہی المختصر یہ انتخاب مطبع منشی نولکشور صاحب کانپور مین بسرپرستی معلے القاب عالیجناب رای بہادر منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ بماہ مئی سنہ ۱۹۱۲ء آٹھوین مرتبہ طبع ہوا

تاریخ طبع از سخنور عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ

ظفر کہ بود شہنشاہ ملک شعر و سخن
کہ این ز نظم فصیحش خوش انتخابی ہست

برای سال مسیحی بذوق دل عاقل
بگو کہ زیبا چہا دلکش انتخابی ہست
سنہ ۱۳۳۰ھ

از سخنور جادو بیان مولنا محمد حامد علیخان صاحب افسر عملہ تصحیح

این دیوان فصاحت آگین
شائع گشت نہایت بہتر
حامد ہجری سال نوشت
رواہ بہین دیوان ظ
سنہ ۱۳۳۰ھ